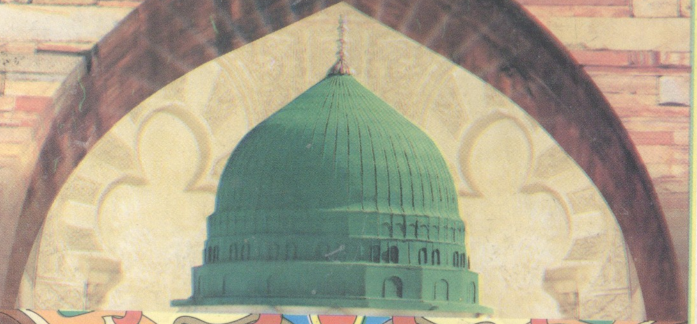
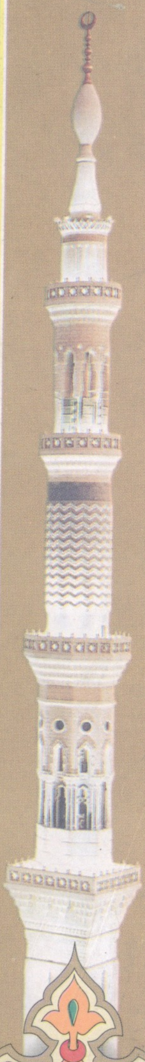




عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف

جانشین امام خطابت
شیخ القرآن صاحبزادہ
پیر محمد مقبول احمد سرور

باہتمام
محمد فیروز الدین قادری
راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا (الآیت)

"(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو) رَاعِنَا نہ کہا کرو اور کہا کرو نظر (کرم) فرمایئے ہم پر یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"

کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ
ہوں تمہارا میں تمہارا یا رسول اللہ

"شاتمانِ رسالت وگستاخانِ نبوت کیلئے تیغ براں عاشقان رسالت کیلئے قرۃ عینان کتاب مستطاب صحیفہ لاجواب المسمٰی بہ"

تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از رشحات قلم

مناظر اسلام خطیب پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت رہبر شریعت
پروردۂ آغوش ولایت حضرت علامہ ابوالاطہر صاحبزادہ پیر
مولانا محمد مقبول احمد سرور مدظلہ العالی
نقشبندی مجددی حسینی قادری زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضور امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ
(المعروف سمندری والے) فیصل آباد

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاھِیْ فَلَا اَحَدٌ
اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْہُ وَلَا نَعَمِ

(امام شرف الدین بوصیری)

نام کتاب ...... تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف مولانا محمد مقبول احمد سرور مدظلہ العالی

تعداد 1100

تاریخ اشاعت ...... جنوری ۲۰۱۸ء، ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ جانشین امام خطابت

نواز پارک گلی نمبر ا نزد کلیم شہید پارک فرید چوک نڑ والا روڈ فیصل آباد

پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا
(مولانا ظفر علی خان)

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں بکتا ہے وہ محبوب باری کو
(حفیظ جالندھری خالق ترانہ پاکستان)

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باونرسیدی تمام بولہبی است
(مصور پاکستان علامہ اقبال)

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
(اعلیٰ حضرت بریلوی)

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم، شیخ الشیوخ، آفتاب ولایت ماہتاب طریقت رہبر شریعت حامئ سنت ماحئ بدعت پیکر معرفت تاجدار علی پور شریف قاسم فیوضات سرکار الاثانی

حضرت پیر

سید علی حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ النورانی

المعروف حضرت نقشِ لاثانی علی پوری

کرم آج بالائے بام آ گیا ہے
میرے لب پہ مرشد کا جام آ گیا ہے

اور

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو
جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

سگ بارگاہِ مرشد
محمد مقبال احمد سرور
فیصل آباد

تعمیل ارشادِ مرشد گرامی
حضرت نقش لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

قارئین گرامی قدر!

بڑی ہی مبارک شب تھی کہ جس کی نیند میرے لئے عمر بھر کے دنوں کی بیداری سے سبقت لے گئی اور اس رات مجھے میرے حضور قبلہ عالم طریقت رہبر شریعت آفتاب ولایت پیکر سنت جنید وقت شبلی العصر قطب دوراں غوثِ زماں حضرت قبلہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف نقش لاثانی علی پوری نے اپنے جمال نورانی سے بہرہ مند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"مولوی جی! ادھر میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناموس پر سوقیانہ حملے ہو رہے ہی اور تم نیند کے مزے لے رہے ہو اٹھو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس مقدس کیلئے بھی کچھ تحریر کرو۔"

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں یہ اتنا بڑا کام کیسے سر انجام دوں؟ غالباً یہ ۲ نومبر ۲۰۱۰ء کی شب ہمایوں تھی کہ میں نے اسی شب یہ تحریر شروع کردی میرے ساتھ یہ عجیب معاملہ تھا کہ نہ تو علمی اثاثہ اور نہ ہی ذخیرہ کتب رکھتا تھا خیر شروع کیا اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لے کر اور مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ سے استقامت کا ملتجی ہوتے ہوئے۔

صبح ایک دوست سے عرض کیا کہ مجھے فلاں فلاں کتب کی ضرورت ہے تو انہوں نے فوراً وہ کتب مہیا فرما دیں:

فَجَزَاهُ اللهُ تَعَالٰى اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِي الدَّارَيْنِ

میں نے یہ تحریر صرف اور صرف اپنے آقا و مولا تاجدار انبیاء فخر المرسلین

خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اپنے مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل اور اپنی مغفرت بروز محشر حاصل کرنے کیلئے سپرد قلم کی ہے اس کے علاوہ اور کوئی مقصد میرا نہیں ہے۔''

میں سمجھتا ہوں کہ لوگ بروز محشر عبادات و ریاضات، نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ اور اعمال حسنہ بارگاہ خداوندی میں پیش کریں گے تو ان کے وسیلہ سے ان کی مغفرت ہو جائے گی میرے جیسا ایک تہی دامن جس کے پاس نہ حسن عمل ہے نہ ہی توشۂ آخرت، یہی تحریر اپنے رب کی بارگاہ عزت میں پیش کرے گا یقیناً یقیناً اس کے وسیلہ سے کرم ہو جائے گا جیسا کہ مجدد الشعراء حضرت صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

لائیں گے لوگ ہدیے عملوں کے جب سجا کے
ہوں گے رہا وہ صائم پرچے دکھا دکھا کے
میں مانگ لوں گا بخشش نعتیں سنا سنا کے
محشر میں جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئیں گے مسکرا کے

مرشد گرامی کے ارشاد کی تعمیل میری مغفرت کی دلیل ہے اور یہ بات میں یقین کامل کے ساتھ عرض کر رہا ہوں اور اگرچہ دنیا کے حکمران ناراض ہوں مگر انبیاء کے سلطان علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور راضی ہوں گے یہ میرا ایمان ہے، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشنودی اور اہلبیت کرام علیہم السلام کی رضا جوئی بھی اسی میں ہے۔

شیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا مناظر اسلام عنایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف سانگلہ ہل نے اپنی زندگی کی آخری تقریر (فیصل آباد میں جو کی گئی) میں ایک واقعہ بیان فرمایا کہ:

''میں مدینہ منورہ زَادَاللهُ شَرَفَھَامیں احد کے مقام پر حاضر ہوا تا کہ شہداء احد رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کروں تو حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مزار مبارک سے باہر جلوہ افروز ہوئے اور مجھے اپنے سینہ سے لگا لیا میں نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا حضور! میری ایسی کونسی بات ہے جو آپ کو پسند آگئی اور آپ نے مجھ پر یہ نوازش وعنایت فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ تم وہ کام کرتے ہو جو میں نے کیا تھا۔ ابو جہل ملعون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی تو میں نے سربازار اسے مارا تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں کا تعاقب کرتے ہو اس لئے مجھے پسند آگئے ہو۔''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

؎ دشمن احمد پر شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

عین ممکن ہے کہ اسی سلسلہ کی فقیر پر تقصیر کی یہ کڑی بھی بارگاہِ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہا میں شرفِ باریابی پا ہی لے اور ہم غریبوں کا کام بھی بن ہی جائے۔

اس تحریر میں اگر کہیں سخت گفتگو ہو (اور ضرور ہوگی) تو اسے ایمان کا تقاضہ سمجھا جائے اگر کوئی غلطی ہو تو اسے اس گنہگار کی لغزش پر محمول کیا جائے اور ہر خوبی کو میرے پروردگار رب العالمین جل جلالہ کی طرف منسوب کیا جائے اور میرے لئے حسن خاتمہ وموت علی الایمان کی دعا کی جائے۔

اس تحریر کو پڑھنے والے میرے مرشد کریم اور میرے والد گرامی حضرت امام خطابت علامہ غلام رسول سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ کی ذوات مقدسات کو

تحفۂ ایصال ثواب ضرور فرمائیں اور ان کی بلندئ درجات کی دعا فرماتے رہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تحریر کو مقبول عوام و خواص بنائے اور فقیر کے لئے ذریعہ نجات فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم۔

فقیر بارگاہ مرشد علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

محمد مقبول احمد سرور

آف فیصل آباد

پاسِ توقیرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"نبیٔ مکرم شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک روز نماز فجر کی ادائیگی کیلئے مسجد نبوی شریف میں جلوہ افروز ہوئے، مسجد میں ایک آدمی سو رہا تھا سرکار علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا پیارے علی! اسے جگا دیجئے تاکہ وہ نماز ادا کرلے۔"

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو ہر نیکی میں سبقت لے جانے والے آقا ہیں تو آپ خود اس کو بیدار فرمادیں۔

فرمایا کہ تم ہی اسے اٹھاؤ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ:

اگر تمہارے اٹھانے سے وہ نہ اٹھا تو صرف گنہگار ہوگا اور میرے اٹھانے سے نہ اٹھا تو مستحق عذاب نار ہوگا "کیونکہ میرا بلانا اللہ کا بلانا، میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔"

(تفسیر کبیر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ)

قارئین! بالکل اسی طرح حضور کا قانون بھی اللہ کا قانون ہے اسے کالا قانون کہنے والا کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی مسلمان نہیں رہا بلکہ مرتد اور عذاب جہنم کا مستحق ہوجاتا ہے۔

جب مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرنیوالا صحابی اگر سرکار کا ارشاد تسلیم نہ کرے تو صحابی نہیں رہتا تو آجکل کے نام کا مسلمان، مسلمان کیسے

رہے گا؟

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

''ایسے گستاخ رسول کی حمایت کرنے والوں کو اپنے ایمان کی
خیر منانی چاہیئے۔''

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

محمد مقبول سرور
خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ
فیصل آباد
(المعروف سمندری والے)

انتساب

فقیر پر تقصیر

خاک درِ رسول

محمد مقبول احمد سرورؔ اپنی اس محض دینی کاوش کو ہر اس عاشق رسول سے منسوب کرتا ہے کہ جو ہر گستاخ رسول کو واجب القتل سمجھتا ہے۔

بالخصوص اپنے والد گرامی پیر طریقت رہبر شریعت امام خطابت حضرت علامہ مولانا پیر ابوالمقبول غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (المعروف سمندری والے) کہ جن کی ساری زیست مستعار گستاخانِ رسول کے محاسبہ سے عبارت ہے کہ نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم اس کتاب کو میرے اور میرے والدین اقرباء اعزاء و اولاد کے لئے توشۂ آخرت بنائے اور سب کی مغفرت فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

محتاج کرم

محمد مقبول سرورؔ

خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ

فیصل آباد

(المعروف سمندری والے)

پیش لفظ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہدایت اور توفیق کے مطابق خادم کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کتاب کا مسودہ جو آج تقریباً پانچ (۵) سال قبل دیا گیا تھا اُسے چھپوا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیری سی کاوش کو بحضور سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل قبول فرمائے۔ خادم بڑے عرصہ سے ناموس رسالت کے معاملہ پر تحقیقات میں مصروف رہا ہے۔ دیگر مذاہب میں یا اقوام جو قتل کی یا پھانسی کی سزا وجوہات یا عوامل میں ہمارے عقائد کے یا سنگ بھی نہیں ہے۔

کہیں ملکہ/ بادشاہ کی گستاخی میں پھانسی ہے کہیں آئین اور فوج کی ہتک پر موت کی سزا ہے کسی ملک میں، ملک سے غداری پر سزائے موت کا قانون ہے لیکن اپنے پیغمبر یا کسی مذہبی شخصیت کی گستاخی پر کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ حضور اکرم محبوب خدا کی شان ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب کی شان میں گستاخی کو انتہائی سخت گناہ قرار دیا جس کیس زا موت ہے۔

اس کتاب کے مصنف نے انتہائی محنت اور جانفشانی اور تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ نذرانہ پیش کر کے احسان اپنی عافیت سنوارنے کا انتظام کرلیا ہے وہاں عاشقان رسول بالعموم اور عوام الناس دنیا خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں کیلئے ناموس رسالت اور گستاخ رسول کے بارے میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودا تا اور عمل تحریر کئے ہیں اللہ محترم علامہ مفتی مولانا محمد مقبول سرور صاحب مدظل عالی کی اس پیشکش کو اپنے بارگاہ میں مقبول فرمائے اور قارئین کو اس سے مستفید ہو کر اپنے آپ کو بہتر کرنا نصیب فرمائے۔

مقدمہ الکتاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ اَمَّا بَعْد

قارئین ذی احتشام!

آج کل اخبارات، میڈیا، رسائل و جرائد و دیگر ذرائع ابلاغ میں توہین رسالت ایکٹ میں ترمیم کی بحث بڑے زوروں پر ہے اور ناعاقبت اندیش بزعم خویش مسلمان اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تصور پیش کرنے والے قلندر لاہوری حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ڈنکے کی چوٹ یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

مصور پاکستان علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بقول گستاخ رسول بہر حال بولہبی ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، بڑا ہو یا چھوٹا اپنا ہو یا بیگانہ، حکمران ہو یا رعایہ، سیاسی ہو یا غیر سیاسی کیونکہ ان کے نزدیک تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والے ایک علیحدہ ملت کی مانند ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ علیحدہ ملت کی مثال اسی لئے فرمایا کہ:

سرور برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر زمقام محمد عربی است

یہی حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ:

اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ

"کفر ایک ہی ملت ہے۔"

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ:

''ذات باری تعالیٰ ایک ہی ہے۔''

اگر کوئی شخص اس کے برابر کسی اور کو جانتا اور مانتا ہے تو وہ مشرک ہے اسی طرح ''ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے فضائل وہی صد، مرتبہ و مقام میں ایک ہی ہے۔'' اگر کوئی شخص ان کے برابر کسی اور کو مانتا یا جانتا ہے یا ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ علی الاطلاق کافر ہے کیونکہ وہ ایک دو نہیں دس بیس نہیں سینکڑوں آیات قرآنی کا انکار کرتا ہے اور منکر قرآن دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

منکرین قرآن کافر ہیں:

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ العنکبوت آیت ۴۷)

''اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر کافر۔'' (القرآن)

یہ معمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

آج تک یہ معمہ حل نہیں ہو سکا کہ:

''غیر مسلم تو اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب قبیح کرتے چلے آئے اور کر رہے ہیں مگر ہمارے کلمہ گو حکمران جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں ان غیر مسلم گستاخانِ رسالت کے لئے نرم گوشہ کیوں رکھتے ہیں؟ پھر اس پر طرفہ ظلم یہ کہ چلو بے ایمان و بے دین تو غیر مذہب ہونے کی بنا پر گستاخی کرے تو اس کو اس کی بدمذہبی کا صلہ کہا جا سکتا ہے مگر ایک کلمہ گو مسلمان اور مسلمان مملکت کا حکمران ہو کر اپنے ہی ایمان کے خلاف منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے گستاخی

رسول کا مرتکب ہوتو اسے کیونکر معاف کرنے کا سوچا جا سکتا ہے پھر وہ دوسرے گستاخانِ رسالت کے لئے قانون سزائے موت میں ترمیم کروانے اور گستاخان رسالت کو معافی دلوانے کے لئے اس قدر مستعدد ہوتو اسے کیسے مسلمان سمجھا جا سکتا ہے جبکہ اس منافقانہ چال کی وجہ سے وہ ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں پاکستانی عاشقانہ رسالت کے جذبات سے کھیلتا ہے اور بیسیوں نہیں سینکڑوں آیات مقدسہ قرآنیہ کا منکر ٹھہرتا ہے آخر ایسا کیوں ہے؟"

آسیہ بی بی کا کیس:

حال ہی میں آسیہ بی بی کے کیس میں اس پر عدالتی طور پر گستاخی رسول کا گھناؤنا جرم ثابت ہو چکا ہے اور اسے سزائے موت کا حکم سنایا جا چکا ہے مگر ہمارے حکمران پورے زوروشور سے اسے معافی دلوانے کے لئے صدر مملکت پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور ان کے ایمان کا بھی امتحان کرنے کے خواہاں ہیں حالانکہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ:

"اگر ان حکمرانوں یا ان کے والدین کی کوئی شخص گستاخی کرے تو ان حکمرانوں کو اس وقت تک چین نہ آئے گا جب تک وہ اسے الٹا نہ لٹکا دیں۔"

اس وقت انہیں اپنا لبرل ہونا بھی بالکل بھول جائے گا اور اخلاق سے بھی یہ لوگ کوسوں دور نظر آئیں گے قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ ہمارے وزیر قانون پنجاب جب بھی ان عزت مآب حکمرانوں کے متعلق نازیبا و

ناشائستہ کلمات ارشاد فرماتے ہیں تو یہ حکمران کبھی بھی وار خالی نہیں جانے دیتے بلکہ وہ جہاں کہیں بھی (دنیا کے کسی گوشہ میں ہوں) فوراً ایکشن لیتے ہوئے جوابی کارروائی کرتے ہیں کبھی معاف نہیں فرماتے۔

باللعجب! یہ حکمران اپنی ذات کے معاملہ میں تو اس قدر حساس اور غیرت مند واقع ہوتے ہیں مگر جس آقا و مولا علیہ السلام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور جس حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاک نعلین پا کے زروں پر ایسے بے شمار حکمران قربان کیے جا سکتے ہیں جہاں مفکر ملت اسلامیہ مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یوں عرض کیا ہو کہ:

خیرانہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

ان آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں کوئی دریدہ دہن گستاخی و بے ادبی کرے تو یہی لبرل حکمران ان کو معافی دلوانے کی بات کرتے ہیں اس وقت انہیں انسانی حقوق کا تحفظ راتوں کو سونے نہیں دیتا اور اخلاقی اقدار بہت یاد آتی ہیں اور ان کی غیرت دینی کا جنازہ نکل چکا ہوتا ہے اور معاملہ الٹا یوں نظر آتا ہے کہ:

خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ان حکمرانوں کو خدانخواستہ خاکم بدہن کوئی شخص اگر کہہ دے "اوہ کافر کے بچے" تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ حکمران اس شخص کو اسی وقت تختہ دار پر لٹکا دیں گے اور اپنے مذہب لبرل ازم کو بھی یاد نہیں رکھیں گے مگر......!

"افسوس صد افسوس ملک خداداد پاکستان کے طول و عرض میں والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لوگ اس قسم کی یاوہ گوئی

کرتے رہیں تو ان حکمرانوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی
بلکہ اگر کوئی غیرت مند عاشق رسول اس کا منہ توڑے تو یہ کہا
کرتے ہیں جی یہ انتہاء پسندی ہے اور یہ فرقہ پرستی ہے۔''

پھر یہی حکمران رواداری و اخلاق کی باتیں کر کے اپنے دین و ایمان اور حمیت مذہبی و غیرت دینی کا جنازہ نکال لیتی ہیں اور ان کو زرہ برابر اپنے ایمان کے ضائع ہونے کا افسوس نہیں ہوتا۔

پھر یہ عاشقان رسالت کی زبان بند اور گستاخان رسالت کی حمایت کا علم بلند کرنے کے لئے دفعہ چوالیس، لاؤڈ سپیکر پر پابندی، مذہبی اجتماعات پر پابندی، جیسے دلسوز احکامات جاری فرماتے ہیں اور اپنی سیاسی انتہا پسندی و امریکہ کا حق نمک حلال کرتے ہوئے اپنی انگریز نوازی کا بہم ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ یہی ملک آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا ہے کسی امریکہ نواز کے باپ کی جاگیر یا اس کی والدہ محترمہ کا جہیز نہیں۔

وہ یہ پلید حکم اس طرح جاری کرتے ہیں جیسے یہاں کی جدی پشتی ریاست ہوتی ہے اور وہ اسی ریاست کے (جماندرو) پیدائشی بادشاہ ہوں۔

سچ کہا ہے کسی نے کہ:

ے بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

فہرست

قانون حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحد مسئلہ ہے جس میں ساری امت مسلمہ متحد ہے

قارئین کرام!

ہر دینی مسئلہ میں اختلاف امت ہوسکتا ہے مثلاً نماز کی ادائیگی میں ائمہ فقہاء کا اختلاف موجود ہے کوئی امام فرماتے ہیں رفع یدین کرو کوئی کہتے ہیں نہ کرو روزہ میں اختلاف موجود ہے کچھ ائمہ کے نزدیک سحری وافطاری میں تعجیل ضروری ہے اور کچھ ائمہ اس میں تاخیر کے قائل ہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس اختلافات موجود ہیں اور انہیں اختلافات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ (الحدیث)

''میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔''

مگر اس قانون (کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے) میں کسی فرقہ یا جماعت کا اختلاف نہیں ہے سوائے ان عزت مآب حکمرانوں کے متبعین کے۔''

تو کیا صرف فرد واحد کے کہنے پر گستاخ رسول کی سزا میں ترمیم کردی جائے؟ کیا ساری امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق کو ایک ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

ایسی سوچ رکھنے والے بھی شاتمان رسالت میں شامل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا کا باعث بنتے ہیں ان کو نہ خدا معاف فرمائے گا اور نہ ہی عاشقان رسالت۔

غازی علم الدین شہید اور عامر چیمہ شہید غازی ممتاز حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرح گستاخ رسول کو ٹھکانے لگانے والے آج بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں موجود ہیں جن کا نظریہ یہ ہے کہ:

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خان)

معاف کرنے کا حق کسے حاصل ہے؟:

قارئین گرامی قدر!

بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مرتبہ اپنے گستاخوں کو معاف فرمایا تھا لہٰذا ہمیں بھی معاف کر دینا چاہئے۔

یہ کتنا احمقانہ اور بیہودہ و ناپاک خیال ہے ذرا سوچئے کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کی گستاخی کرتا ہے تو یہ حق کس کو پہنچتا ہے کہ اسے معاف کر دے؟

کیا کوئی بھائی، بہن، تایا، چچا، دادا یا کوئی عزیز رشتہ دار اور اس شخص سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص اسے معاف کر سکتا ہے؟

ظاہر ہے یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے کہ جس کی شان میں گستاخی کی ہے وہی یہ حق رکھتا ہے کہ اسے معاف کرے یا سزا دے کسی اور شخص کو معافی دینے کا حق نہیں پہنچتا بالکل اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے گستاخ کو سزا دیں یا معاف فرمائیں اور کسی فرد کو یہ حق نہیں پہنچتا اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو ہم انشاء اللہ آئندہ اوراق میں کریں گے اور ثابت کریں گے کہ گستاخ

رسول کو نہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور نہ ہی بعد میں آنے والے مسلمانوں نے۔

قرآن وسنت سے بے رہ روی:

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے حکمران قرآن وسنت سے بالکل بے بہرہ ہیں اور صرف نام کے مسلمان ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ حال ہی میں ایک تقریب (جیسے ٹی وی چینلز پر بار بار دکھایا گیا) میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے موجودہ وزیر داخلہ (جو اپنے آپ کو بہت زیرک انسان سمجھتے ہیں) نے تلاوت کرنے کا اعزاز حاصل فرمایا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ انہوں نے وہ سورۂ اخلاص بھی غلط تلاوت کی جو مسلمانوں کے بچہ بچہ کو زبانی یاد ہوتی ہے۔

بتایئے جس ملک کے حکمرانوں کو سورۂ اخلاص بھی صحیح یاد نہ ہو وہ قرآن و سنت کیا سمجھیں گے؟ میری ان حکمرانوں سے مودبانہ گزارش ہے کہ:

؎ آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

انگریز سے محبت کا یہ عالم......!:

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ان حکمرانوں کی انگریز سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کی ننانوے فیصد گفتگو انگریزی میں ہو گی اور بڑا منہ ٹیڑھا کر کر کے پورے انہماک سے انگریزی بولیں گے مگر جب اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی زبان کی ایک چھوٹی سی سورت پڑھنی پڑھ جائے کہ جس کا کلمہ پڑھ کر مسلمان کہلواتے ہیں تو انہیں بہت مشکل پیش آتی ہے جبکہ سرکار ابد قرار علیہ السلام نے فرمایا:

اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ اَنَا عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ

اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ (الحدیث)

تین وجوہات کی بنا پر عربی سے محبت رکھو۔:

(۱) میں عربی ہوں۔

(۲) قرآن عربی ہے۔

(۳) اہل جنت کا کلام عربی ہے۔

مگر افسوس اس مملکت اسلامی میں اس جنتی، محمدی، قرآنی زبان سے تو مسلمان حکمران واقف نہیں البتہ انگریزی خوب آتی ہے۔

؎ آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا اف آج وہ ہالے نہ رہے

اور

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
(علامہ اقبال مرحوم)

ہمیں انگریزی زبان سے اختلاف نہیں! بولئے ضرور بولئے مگر جہاں ضرورت ہو وہاں بولئے اور اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ ہم مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں قرآن صحیح پڑھئے اور وہ عربی زبان میں ہے لہٰذا عربی کم از کم قرآن پڑھنے اور سمجھنے کے لئے بقدر ضرورت ہی سیکھ لیجئے۔

دردمندانہ گذارش:

میری یہ دردمندانہ گذارش ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران کم از کم وضع قطع، تہذیب وتمدن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی معلوم ہونے چاہئیں

ان کو دیکھنے والا بے اختیار کہہ سکے کہ:

؎ وہ دیکھو نبی کا غلام آ رہا ہے

اور پھر:

؎ مزا تب ہے سرکار محشر میں کہہ دیں
وہ دیکھو ہمارا غلام آ رہا ہے

یقین جانیے کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر کسی راج پال، سلمان رشدی ملعون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب کرنے کی جرأت کبھی نہ ہو سکے گی اور نہ ہی امریکہ و برطانیہ کو گستاخانہ خاکے شائع کرنے کی ہمت۔

؎ اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھو خدا کیا کرتا ہے

المخلص فی اللہ

خاک درِ رسالت مآب

محمد مقبول احمد سرور

زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ

فیصل آباد

علماء ومشائخ سے مؤدبانہ عرض

اس سے قبل کہ میں اصل عنوان کی طرف آؤں علماء کرام اور مشائخ عظام سے مودبانہ و دردمندانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خدارا اپنے منصب کو پہنچانیں اور اکابر کی سنت سعیدہ کو اپنائیں بقول کسے کہ:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

اگر صرف اور صرف خانقاہوں، درباروں، منبروں اور محرابوں کی زینت بنا ہی کافی ہوتا تو پھر سید الشہداء امام عالی مقام نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ روضہ رسول، محراب ومنبر نبوی چھوڑ کر کبھی کربلا تشریف نہ لاتے۔

روضہ رسول سے بڑا دربار کوئی نہیں ہے
مسند رسول سے بڑی خانقاہ کوئی نہیں ہے
محراب ومنبر مسجد نبوی سے بڑھ کر کوئی محراب ومنبر نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اسلامی اسٹیٹ کی بنیاد رکھی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنے مبارک ومقدس خون سے اس کو مزید وسیع فرمایا اور نواسۂ رسول رضی اللہ عنہ نے وطن، جان، مال اور اولاد کی قربانی دے کر اس کی حفاظت فرمائی۔

روح یذیدیت کو پشیمان کر گیا
اس قوم کی حیات کا سامان کر گیا

آپ کے اکابرین:

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، شیر سرحد غازی کشمیر علامہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر صاحب آف مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ،

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ۔

اور تقریباً ۵۰۰۰ ہزار علماء و مشائخ نے آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس میں قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کو اپنے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے یہ اعلان فرمایا تھا کہ:

''خدانخواستہ اگر محمد علی جناح مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو گئے تو بھی ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے۔''

اے ان اکابر علماؤ مشائخ کے روحانی فرزندو! انہوں نے پاکستان بنا دیا اب تمہارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس پاکستان کو بچاؤ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ و مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں کود پڑھو اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرو۔

اکابر علماء و مشائخ نے یہ ملک بے پناہ قربانیاں دے کر اس لئے حاصل نہیں کیا تھا کہ یہاں حدود اللہ کو توڑا جائے اور شریعت مصطفوی کو سرعام پامال کیا جائے اور اس نعرہ کی دھجیاں قصاء بسیط میں بکھیری جائیں کہ:

''پاکستان کا مطلب کیا ہے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم''

اور اسی کلمے والے آقا امام الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس پر ڈاکہ ڈالنے والے دندناتے پھریں اور آئے دن اس جرم شنیع کا ارتکاب کرنیوالے کو معافی ملتی رہے اگر تمہارے ہوتے ہوئے ایسا ہوتا رہا تو کل میدان محشر میں..........!

؎ جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے مصطفیٰ کے سامنے

اپنی ذمہ داری کا ادراک کرو اور اسے پورا کرنے کا احساس کرو اور اگر آج تم نے اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کیا تو نہ یہ خانقاہیں بچیں گی نا محراب و منبر محفوظ رہے گا۔

؎ اٹھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اپنی خانقاہوں، منبروں، محرابوں، سجادوں اور تن من دھن کو ناموس رسالت پر قربان کرنے کا عزم مصمم لے کر میدان عمل میں کود پڑو اور انگریز نواز امریکہ کے غلاموں کو بتا دو کہ......:

عظمت رسول پر جان بھی قربان ہے

اور

ہم عظمت رسول کے پاسباں ہیں پاسباں

محمد مقبول احمد سرور

تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے

عقیدۂ توحید کے بعد تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی ذوات قدسیہ پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ

(سورۃ البقرہ، آیت:۲۸۵)

"سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔"

اس آیت کی تفسیر میں زبدۃ المفسرین سابقہ جسٹس وفاقی شرعی عدالت ضیاء الامت حضرت قبلہ پیر سید محمد کرم شاہ صاحب الازہری آف بھیرہ شریف رقم فرماتے ہیں کہ:

یہ ہے ایمان

اس آیت میں ایمان کا اجمالی تذکرہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا، فرشتوں کو نوری اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق تسلیم کرنا، تمام اسلامی کتابوں کو صحیح ماننا، یوم قیامت پر یقین رکھنا اور تمام رسولوں کی رسالت پر بلا استثناء ایمان لانا یہ ہے ایمان۔

کسی ایک نبی ورسول علیہ السلام کی گستاخی نہ کرو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنَ الرُّسُلِهٖ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۸۵)

"ہم اس کے (اللہ تعالیٰ کے) کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔"

لہٰذا کسی ایک مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایک نبی یا رسول کی تفریق و تنقیص (گستاخی و اہانت) کرے ایسا کرنے سے وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

آیت کریمہ مندرجہ بالا مکمل (یعنی کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ سے لَا نُفَرِّقُ الخ تک) سے واضح ہوا کہ توحید باری تعالیٰ، تمام ملائکہ نوری تمام کتب آسمانیہ اور تمام نبیوں رسولوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جس طرح یہ تمام ایمان ضروری ہے اسی طرح ان کی تعریف، اہانت، گستاخی و تفریق کرنا مثلاً ذات باری تعالیٰ سے نامناسب اوصاف کی نسبت کرنا اور ملائکہ کی نورانیت کا انکار کرنا ان کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے کہنا کتب آسمانیہ میں تحریف کرنا کسی نبی یا رسول کی گستاخی، توہین، تفریق و تنقیص کرنا سب موجب کفر ہے اور مسلمان ان کے ارتکاب سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"یعنی ان پر ایمان لانے میں ہم فرق نہیں کرتے جس طرح یہودیوں نے فرق کیا انہوں نے کہا تھا ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔"

(تفسیر مظہری جلد اوّل ص ۵۹۴ مطبوعہ لاہور کراچی)

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۖ وَنَحْنُ لَہٗ

مُسۡلِمُوۡنَ﴿۱۳۶﴾ (سورۃ البقرہ)

''یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو کچھ عطا کئے گئے تمام انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔''

کسی نبی علیہ السلام یا کسی کتاب کا انکار کفر ہے:

مفسر شہیر محدث بے نظیر حضرت حکیم الامت قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''معلوم ہوا کہ تمام انبیاء اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا فرض ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان ص ۳۱، حاشیہ ۹ مطبوعہ لاہور)

یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ تھا:

یہ طریقہ یہود و نصاریٰ کا تھا کہ وہ بعض نبیوں پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے اور بعض کتاب پر ایمان لاتے بعض کتاب کا انکار کرتے یعنی ''میٹھی میٹھی ہپ کوڑی کوڑی تھوہ'' کے مصداق تھے ملاحظہ ہو:

بعض کتابوں پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَتَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ

(سورۃ البقرہ، آیت ۸۵)

''تو کیا تم خدا کے کچھ احکام (بعض کتاب) پر ایمان لاتے ہو اور کچھ (باقی بعض) کا انکار کرتے ہو۔''

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

''ایسا کرنے والا دنیا میں ذلیل اور آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہے۔''

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ

(سورالبقرہ: آیت ۸۵)

''تو جو تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے، مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں۔''

جو شخص امام الانبیاء علیہ السلام کی گستاخی کرے؟:

قارئین کرام!

کسی ایک نبی کسی ایک کتاب کی تنقیص تحریف تنکیر کرنے پر دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت میں پسپائی کی وعید مل رہی ہے تو جو شخص امام الانبیاء سرور کائنات سید المرسلین تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ اور ان کی کتاب کا محرف ہوگا۔ ذرا تصور فرمائیں اس کا عذاب کتنا سخت ہوگا اور دنیا میں اس کی رسوائی کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

قرآن کریم کو بغور پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ:

''گستاخی کی حمالۃ الحطب ''ابولہب کی بیوی نے'' اللہ تعالیٰ نے پوری طرح سے اس کو ذلیل فرمایا گستاخی کی ابولہب

نے ایک پوری سورت (سورۃ اللہب) اس کی مذمت میں نازل فرمائی گستاخی کی ولید بن مغیرہ نے اللہ تعالیٰ نے اسے ولدلزنا قرار دیا۔"

حدیث وسیر کی کتب پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے:

"گستاخی کی کعب ابن ارف نے سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم فرمایا گستاخی کی ابورافع نے اس کو بھی قتل کر دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قتل کیا گستاخی کی عتبہ ابن ابی مغیط نے قتل کر دیا گیا بلکہ سرکار نے اسے اپنے ہاتھوں قتل فرمایا گستاخی کی منافق نے اور ایک نابینا امام نے سرکار فاروق اعظم نے اسے اپنی تلوار سے قتل کیا فتح مکہ کے موقعہ پر مولا علی نے سرکار کی ہجو کرنے والے مردوں اور عورتوں کو خود قتل کیا۔"

جیسا کہ اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا:

"تو پھر ایک چودھویں یا پندرھویں صدی کے نام کے مسلمان کی کیا حیثیت ہے کہ وہ شرابی ہو کر کلمہ گو ہونے کا دعویدار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی کرے اور پاکستان کے ناموس رسالت قانون میں ترمیم کا واویلا کر کے منکر قرآن بنے۔"

تو قارئین گرامی قدر! میں پیش کردہ ایت کا ترجمہ دہرا کر دوبارہ آگے چلتا ہوں اور اگلی آیت کریمہ اس ضمن میں پیش کرتا ہوں گزشتہ آیت کا ترجمہ ہے کہ:

"تو جو تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا

میں رسوا ہوں اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف
پھیرے جائیں گے۔"

جو چاہے ایمان لائے جو چاہے انکار کرے:

اللہ کریم نے حق و باطل دونوں لوگوں پر عیاں فرما دیئے اور عقل سلیم بھی عطا فرما دی اور فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۚ

(سورۃ الکہف، آیت:۲۹)

"اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے بے شک ہم نے ظالموں کیلئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے۔" (الخ)

آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ منکرین حق کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ:

ان آیات بینات کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ کے بعد تمام انبیاء کرام و رسل عظام پر ایمان لانا ضروری ہے کسی ایک کا انکار کرنا کفر ہے تمام ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے کسی ایک فرشتہ کا انکار کفر ہے۔

تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے کسی ایک آسمانی کتاب کا انکار کرنا کفر ہے، بعض انبیاء پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے حق آشکار ہونے کے بعد اس کا انکار کرنا ظالمین کا طریقہ ہے۔

اور ان سب کے لئے جو ان جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں:

دنیا میں رسوائی

آخرت میں جہنم

کا عذاب تیار ہے۔..........معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

ہے کوئی طاقت جو ان کو دنیا کی رسوائی سے بچالے؟

ہے کوئی طاقت جو ان کو آخرت میں جہنم سے بچالے؟

ہے کوئی طاقت جو ان کو معافی دینے کا دم بھر سکے؟

ہے کوئی طاقت جو اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر سکے؟

اسلام کا نظام عدل اور اقلیتوں کا تحفظ

یہ ہے اسلام کا نظام عدل کہ اگر کوئی مسلمان عیسائیوں کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانے ان کی توہین کرے یا ان کی کتاب کو نہ مانے۔

اسی طرح اگر کوئی مسلمان یہودیوں کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے ان کی توہین کرے یا ان کی کتاب کو نہ مانے۔

اسی طرح کسی قوم کے نبی کو نہ مانے اس کی توہین کرے یا انکی کتاب کو نہ مانے تو قرآن نے اس کی سزا دنیا و آخرت میں بیان فرما دی ہے۔

اس کے باوجود ہمارے حکمرانوں کو نا معلوم کیا خطرہ ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کا ہر لمحہ غم اپنے اوپر سوار کر کے ادھ موئے ہوئے جا رہے ہیں اور گستاخوں کو تحفظ دینے کے لئے قانون میں ترمیم کے خواہاں ہیں۔

انہیں غور کرنا چاہیے کہ اگر اسلام مسلمانوں کو کسی نبی کسی کتاب کے انکار یا توہین کی ہرگز اجازت نہیں دیتا تو اپنے نبی علیہ السلام کی توہین یا اپنی کتاب قرآن کریم کی بے حرمتی کی اجازت کس طرح دے سکتا ہے کیونکہ میرے آقا تو تمہ

نبوت اور خاتم النبیین ہیں اگر دیگر انبیاء کی توہین موجب کفر ہے تو ان سب کے امام کی توہین کیسے قابل معافی ہے۔

سب انبیاء نبوت میں برابر مراتب اپنے ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام نفس نبوت میں برابر ہیں مگر درجات و مراتب علیحدہ علیحدہ ہیں دیکھئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)

''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت قبلہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

تِلْكَ کے ساتھ رسولوں کی اس جماعت کی طرف اشارہ ہے جو آیت کریمہ ''اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ'' ۔(سورۃ یٰسٓ آیت ۳ میں مزکور ہے)۔

اَلرُّسُلُ پر الف لام استغراقی ہے یہ موصوف صفت مل کر مبتداء اور مابعد کلام اس کی خبر ہے۔

فَضَّلْنَا کا معنی یہ ہے کہ دو چیزیں جو ایک وصف سے مشترک ہوں ان میں سے کسی ایک کی دوسری پر زیادتی کو بیان کرنا عرف اور اصطلاح میں یہ کمال کی صفت کے ساتھ مخصوص ہے یہ دنیا میں تعریف اور آخرت میں بدلہ کا تقاضہ

کرتی ہے۔

جزوی فضیلت:

اگر ان میں سے ایک، ایک وصف کمال کے ساتھ متصف ہو اور دوسری دوسرے وصف کمال کے ساتھ متصف ہو تو دونوں کو ایک دوسری پر جزوی فضیلت حاصل ہوگی یعنی دونوں تعریف اور ثواب کی مستحق ہوں گی۔

کلی فضیلت:

اس کے لئے ہوگی جسے زیادہ ثواب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب کا شرف حاصل ہوگا۔ تمام انبیاء و رسل صفت رسالت و نبوت اور اجر و ثواب کے مستحق ہونے میں تو شریک ہیں تاہم اللہ تعالیٰ کے ہاں کثرت ثواب اور قرب کی زیادتی میں باہم فضیلت ثابت ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور بعض کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جانی جا سکتی ہے۔

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ ان میں سے کوئی وہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اہل تفسیر کا کہنا ہے کہ اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ کئی آیات اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں ایک قول یہ کہا گیا ہے کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طور کے مقام پر اور سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معراج کے موقعہ پر کلام فرمایا جب آپ مقام قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پر فائز تھے دونوں کے مقام میں کتنا فرق ہے مخفی نہیں۔

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ یعنی بعض کے درجات کو بعض پر یا تمام پر بلند کر دیا گیا جہاں تک بعض کے درجات کو بعض پر بلند کرنے کا مطلب ہے تو یہ

بہت سے انبیاء اور رسل میں واقع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو انبیاء پر فضیلت دی اور اولوالعزم رسولوں کو دوسرے رسولوں پر فضیلت دی رہی یہ بات کہ کسی ایک کے درجات کو تمام پر فضیلت دینا تو یہ صرف ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی غیر متلو سے ثابت ہے اس پر تمام علماء اسلام کا اجماع ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں قیامت کے روز تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا یہ کوئی فخر نہیں کر رہا۔" (جامع الترمذی مع عارضۃ الاحوزی: ۳۶۱۵ علیہ)

"میں سب سے پہلا سفارش کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا ہوں گا جس کی سفارش قبول کی جائے گی یہ کوئی فخر نہیں کر رہا۔" (جامع الترمذی، مسند امام احمد بن حنبل، ابن ماجہ شریف)

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے ان کے قریب ہوئے ان کو گفتگو کرتے ہوئے سنا بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ میں ایک اور نے کہا حضرت آدم صفی اللہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف لائے اور فرمایا:

"میں نے تمہاری گفتگو کو سنا اور تمہیں اس چیز نے تعجب میں مبتلا کیا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں جبکہ وہ ایسے ہی موسیٰ کلیم اللہ ہیں جبکہ وہ ایسے ہی عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جبکہ وہ ایسے ہی ہیں حضرت آدم صفی اللہ ہیں جبکہ وہ ایسے ہی ہیں۔

خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور میں کوئی فخر نہیں کرتا میں قیامت کے دن لواء الحمد اٹھائے ہوئے ہونگا جبکہ اس کے نیچے حضرت آدم اور دوسرے سب ہوں گے اور میں کوئی فخر نہیں کر رہا۔"

میں قیامت کے روز سب سے پہلا شفاعت کرنیوالا ہوں گا اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول کی جائے گی میں ہونگا اور میں کوئی فخر نہیں کر رہا۔

میں سب سے پہلا ہوں گا جو دروازے کے حلقہ کو حرکت دوں گا اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے کھولے گا پس وہ مجھے جنت میں داخل کرے گا تو میرے ساتھ میری امت کے فقراء ہوں گے میں کوئی فخر نہیں کر رہا۔

"میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور میں کوئی فخر نہیں کر رہا۔"

(جامع الترمذی مع عارضۃ الاحوزی (علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں رسولوں کا قائد ہوں اور میں کوئی فخر نہیں کر رہا اور میں خاتم النبیین ہوں اور میں کوئی فخر نہیں کر رہا اور میں پہلا شافع اور مشفع ہوں جبکہ میں فخر نہیں کر رہا۔"

(سنن دارمی، ۵۰ جلد ۱، ص ۳۱، ۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

"میں سب سے پہلا ہوں جس پر زمین کھلے گی میں جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ پہنوں گا میں عرش الٰہی کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور مخلوقات میں سے میرے سوا کوئی وہاں کھڑا نہ ہوگا۔" (جامع الترمذی مع عارضۃ الاحوزی جلد ۱۳، صفحہ ۸۸، (علیہ))

آپ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا جنت کا سب سے بلند مرتبہ ہے جسے صرف ایک آدمی پائے گا میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔'' (جامع الترمذی ایضاً: ۳۶۱۲، علیہ)

یہ احادیث اگرچہ آغاز ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں اور امت مسلمہ نے انہیں شرف قبولیت سے نوازا ہے۔

امام محی الدین بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کسی نبی کو کوئی ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو آپ کو ان معجزات سے فضیلت دی گئی۔''

جیسے کہ:

آپ کے اشارہ سے چاند کا ٹکڑے ہونا

آپ کی جدائی پر تنے کا رونا

پتھر اور درختوں کا حکم کی تعمیل کرنا

جانوروں کا بولنا اور آپ کی رسالت کی گواہی دینا۔

آپ کی انگشت مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا

اس کے علاوہ بے شمار معجزات ہیں (تفسیر بغوی، جلد ا، ص ۵۶ ۳، فکر)

ان معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے جس کی مثل لانے سے تمام اہل زمین اور اہل آسمان عاجز آگئے ہیں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

''ہر نبی کو معجزات میں سے اتنے ہی عطا کئے گئے جس کی مثل لوگ اس پر ایمان لائے مجھے جو چیز عطا کی گئی وہ یہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف کی میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے روز ان میں سے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔'' (متفق علیہ) (الصحیح البخاری، ۴۰۹۶، ابن کثیر)

انہیں کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئی۔

۱۔ مجھے ایک ماہ کی مسافت سے رعب سے نوازا گیا۔ (الف)

۲۔ میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنا دی گئی میری امت میں جب کسی کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے پس وہ نماز پڑھ لے۔

۳۔ میرے لئے تمام غنائم حلال کر دی گئیں جبکہ اس سے قبل حلال نہ تھیں۔

۴۔ مجھے شفاعت کرنے کا حق دیا گیا۔

۵۔ ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا جبکہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ (متفق علیہ، (الصحیح البخاری: ۳۲۸، ۴۳۴، ابن کثیر)

وہ اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے چھ چیزوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔''

۱۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔ (ب)

۲۔ مجھے رعب سے نوازا گیا۔

۳۔ میرے لئے غنائم حلال کی گئیں۔

"مجھے تمام مخلوقات کی طرف مبعوث کیا گیا۔"

اور مجھ پر انبیاء کی بعثت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (الصحیح المسلم ۵، جلد ۵، صفحہ ۵ (ماخوذ از تفسیر مظہری جلد اول ص ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

معترضین کا اعتراض:

معروف عاشق رسول مصنف وادیت اور محدث و سیرت نگار حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز و شہرہ آفاق کتاب "الشفاء" میں لکھا ہے کہ:

"اگر تم سے کہو! جب دلائل قرآنیہ احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں میں سب سے بڑھ کر معزز و مکرم اور انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں تو ان احادیث کا کیا مطلب ہے کہ جو فضیلت دینے کی ممانعت میں وارد ہیں جیسے ان میں سے یہ حدیث ہے کہ جو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بالاسناد مروی ہے کہ ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کسی بندے کو سزاوار نہیں کہ یہ کہے کہ میں یونس ابن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔" (الصحیح البخاری کتاب المناقب جلد ۴، ص ۱۲۷، الصحیح المسلم کتاب الفضائل جلد ۴، ص ۱۸۴۲)

دوسرے طریقہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کسی بندے کو سزاوار نہیں کہ یہ کہے کہ میں یونس ابن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔" (ایضاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک یہودی کے بارے میں سنا ہے کہ اس نے کہا تھا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انسانوں پر برگزیدہ کیا تو ایک انصاری مرد نے اس کی چپت مارا تھا اور کہا تھا تو ایسا کہتا ہے کہ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سامنے موجود ہیں جب اس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا:

انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔" (الصحیح البخاری کتاب المناقب جلد ۴، ص ۱۲۷ الصحیح المسلم کتاب الفضائل جلد ۴، ص ۱۸۴۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ "مجھے حضرت موسیٰ پر نہ بڑھاؤ۔" پس حدیث کو بیان کیا اور حدیث میں یہ ہے کہ "میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی یونس ابن متی علیہ السلام سے افضل ہے۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"جو شخص یہ کہے کہ میں یونس ابن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ میں یونس ابن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔"

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص آیا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا "یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ" (یعنی اے مخلوق میں سب سے بہتر) فرمایا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (شفا شریف اردو از قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۴۶ جلد اوّل)

اعتراض کا جواب:

اس اعتراض کو نقل فرمانے کے بعد خود حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تو آگاہ رہو کہ علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ان احادیث کی چند تاویلیں کی ہیں۔"

اوّل یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فضیلت دینے سے منع فرمانا اس سے قبل تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فضیلت دینے سے روکدیا اس لئے کہ یہ واقفیت کی محتاج ہے اور جس نے بغیر علم کے فضیلت دی تو اس نے جھوٹ کہا۔

اسی قبیل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ میں نہیں کہتا کہ کوئی ان سے افضل ہے یہ کلام اس کا متقاضی نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انکی خود پر فضیلت بیان کی بلکہ ظاہر حالت میں صرف فضیلت دینے سے روکنا مقصود ہے۔

دوم یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمانا بطریق تواضع و انکسار تھا اور عجب و تکبر کی نفی مقصود تھی مگر یہ جواب اعتراض سے نہیں بچتا۔

سوم یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے مابین ایسی فضیلت نہ دو جو کسی کی تنقیص کی طرف لے جائے یا ان میں کوئی عیب نکالے خصوصاً حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ عزوجل نے جو خبر دی تاکہ نہ واقع ہو کسی جاہل کے دل میں ان کی طرف سے حقارت یا ان کے بلند رتبہ میں تنقیص اس لئے اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب وہ بھری ہوئی کشتی کے پاس دوڑے اور جب وہ غصہ ہو کر گئے اور گمان یہ کیا کہ ہم ان پر قادر نہ ہوں گے اس لئے بسا اوقات اپنی جہالت سے یہ خیال کر گزرا ہے کہ معاذ اللہ ان سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔

چہارم یہ کہ نبوت و رسالت کے حق میں فضیلت دینے کی ممانعت ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام نبوت اور رسالت ایک ہی در پر ہیں اور اس لئے بھی کہ وہ ایک ہی چیز ہے جس میں باہمی فضیلت نہیں ہے فضیلت تو حالات کی زیادتی اور

خصوصیات و کرامات اور مراتب و الطاف میں ہے لیکن فی نفسہٖ نبوت میں کوئی تفاضل (فضیلت) نہیں ہے درآنحالیکہ تفاضل تو نبوت کے بعد دوسری زائد امور کی بنا پر ہے اسی لئے تو کوئی ان میں سے صرف رسول ہے اور کوئی رسولوں میں اولو العزم رسول ہے اور کسی کا ان میں سے مرتبہ بلند کیا گیا ہے اور کسی کو بچپن میں ہی حکمت سے نواز دیا گیا اور کسی کو کتاب زبور مرحمت فرمائی اور کسی کو بینات و معجزات دیئے گئے اور ان میں سے کسی کے ساتھ اللہ عزوجل نے کلام فرمایا اور کسی کے درجے بلند کئے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ (آل عمران:۳)

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ تفضیل یعنی ان کو بڑھانے سے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ان کو فضیلت دی جائے اس کی تین حالتیں ہیں:

"یا تو یہ کہ ان کی نشانیاں اور معجزات خوب روشن و مشہور ہیں یا ان کی امت پاکیزہ اور شمار میں زیادہ ہو یا اعتبار ان کی ذات کے راجع ہوگی۔"

ان خصوصیات کی طرف جن کے سبب اللہ عزوجل نے ان کو مخصوص فرمایا وہ یہ کہ ان کی اپنی بزرگی اور خصوصی کلام سے نوازے یا خلت یا رویت جسے اللہ عزوجل چاہے اپنی مہربانی سے ولایت اور اپنی خصوصیات سے سرفراز کرے۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک نبوت کی کچھ ذمہ داریاں ثقل ہیں اور حضرت یونس علیہ السلام نے ان سے علیحدہ ہونا چاہا جس طرح کہ اونٹنی کا وہ بچہ جو فصل ربیع میں پیدا ہو (وہ بوجھ سے علیحدہ رہتا

ہے)'' (مستدرک جلد ۲، ص ۵۸۴)

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے وہمی فتنوں سے محفوظ رکھا کہ کہیں اس کے سبب وہ اس میں مبتلا نہ ہو جائے اور ان کے منصب نبوت میں جرح اور انکی برگزیدگی میں تنقیص اور ان کے مرتبے میں کمی اور انکی عظمت (پارسائی) میں اہانت نہ کرنے لگے اپنی امت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بڑی شفقت ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے یہ توجیہ (تاویل) پانچویں بن جاتی ہے وہ یہ کہ ضمیر (أَنَا) راجع ہے قائل کی اپنی ذات (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف یعنی کوئی یہ گمان نہ کرے اگرچہ وہ دانائی اور عظمت وعصمت (پاکیزگی) اور طہارت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا ہو کہ وہ اس وجہ سے جو اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں فرمایا ہے۔

اب حضرت یونس علیہ السلام سے افضل و بہتر ہے کیونکہ نبوت کا درجہ ہی (فی نفسہٖ) بہت بلند و بالا ہے بلاشبہ یہ مراتب ان سے ایک رائی کے دانے بلکہ اس سے بھی کم تر تک کم نہیں ہوئے۔ (حضرت یونس علیہ السلام کا مرتبہ خفیف سے بھی کم نہیں ہوتا) (کتاب الشفاء قاضی عیاض مالکی جلد اوّل ص ۲۴۷ تا ۲۴۹)

صاحب تفسیر مظہری عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا تفسیر وتشریح اور حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے ان جوابات سے اس آیت کریمہ کہ:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَٰتٍ الخ

کا مفہوم بالکل واضح ہو گیا کہ:

''نفس رسالت میں سب رسول برابر ہیں ہاں بعض رسولوں کو

بعض پر فضیلت دی گئی ہے اور میرے آقا کو ان سب پر فضیلت ملی ہے یعنی تذکرہ نبوت میں یوں نہ کہو کہ:

فلاں نبی کی شان کم ہے اور فلاں کی زیادہ۔''

بلکہ یوں کہو کہ ''فلاں نبی کی شان بہت زیادہ اور فلاں کی اس سے بھی زیادہ۔

فلاں کو اللہ نے کلام سے نوازا تو فلاں کو مزید درجات عطا فرمائے۔ یعنی بلندیاں بیان کرو اور بس کما قال الرضا بریلوی:

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا دو بالا ہمارا نبی

قرآن کریم کے اسلوب بیان نے تفصیل تو فرما دی مگر تنقیص نہیں فرمائی یعنی یہ تو فرمایا کہ بعض نبی بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں یہ نہیں کہا کہ بعض نبی بعض نبیوں سے ادنیٰ ہیں۔ معاذ اللہ۔

شان یوسف بھی بڑھی تو اسی در سے بڑھی:

اس ضمن میں عاشق رسول حامی سنت ماحی بدعت زبدۃ المحدثین امام اہل سنت تاجدار بریلی مجدد زماں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علامہ امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سچا واقعہ ایسے عرض کرنا بہت مناسب ہو گا اعلیٰ حضرت کے سوانح نگاروں نے یہ واقعہ بڑی شان و شوکت سے پیش کیا ہے کہ آپ کی موجودگی میں کسی نعت خواں نے یہ مصرعہ پڑھا کہ:

شان یوسف بھی گھٹی تو اسی در سے گھٹی''

آپ کو جلال آ گیا اور فرمایا تم غلط کہتے ہو اس نے عرض کیا حضور اصلاح فرما دیں تو ارشاد فرمایا یوں کہو کہ:

شان یوسف بھی بڑھی تو اسی در سے بڑھی"

(انوار رضا)

یہ ہے طرۂ امتیاز دربار اعلیٰ حضرت میں عشق رسول کا اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی عظمت وشان کا آج کل تو شعراء و نعت خوانان نے اہلسنّت کو بدنام کر کے رکھ دیا اور وہ ان تراکتوں کو نہ سمجھتے ہوئے بجائے تعریف کے تنقیص (لاعلمی میں) کر دیتے ہیں اور بعض شعراء تو اس مصرعہ کا مصداق ٹھہرتے ہیں کہ:

جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

تو قارئین گرامی!

کلام خداوندی نے یہ انداز سکھایا کہ جس میں فضیلت تو ہے توہین نہیں ہے تو جب خداوند قدوس تفصیل فرماتا ہے توہین نہیں فرماتا پھر ایک گنہگار بندہ کی کیا مجال ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جسارت ناپاک کرے اور کسی تنگ خلائق کو کیا حق حاصل ہے کہ ایسا کرنے والے کو معافی دلوانے کی سفارش کرے یا معاف کرے اسی آیت کو مدنظر رکھ کر تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی انداز اسلوب اپناتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یوں فرمائی کہ:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

ہمارا مکتب فکر تو شروع سے یہی کہتا چلا آ رہا ہے کہ فضائل و محامد بیان کرو

تفریق و تنقیص نہ کرو بلکہ ہمارے مخالفین ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ سینوں کو نبی کی شان کے علاوہ کچھ آتا ہی نہیں یہ صرف ایک ہی موضوع بیان کر سکتے ہیں اور وہ ہے شان مصطفیٰ عامہ التحیۃ الثنا کما قال الرضا البریلوی رحمۃ اللہ علیہ

دین میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلیں کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

اور اسی مفہوم کو حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا کہ اے بار الہا:

زباں تا بود در وہاں جائے گیر
ثنائے محمد بود دلپزیر
حبیب خدا اشرف انبیاء
کہ عرش مجیدش بود متکا

اے مولا! سعدی کے دین میں جب تک زبان دے تیرے حبیب کی ثنا خوانی کرتی رہے وہ حبیب پاک کہ جو حبیب خدا ہیں اور تمام انبیاء سے اشرف ہیں اور اللہ کا عرش مجید ان کی تکیہ گاہ ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

تو قارئین کرام!

تمام انبیاء کرام علیہم السلام نفس نبوت اور تمام رسل عظام نفس رسالت میں برابر ہیں البتہ مراتب و درجات میں فرق ہے اور یہ بلندی درجات و فرق مراتب

کسی اور فضیلت کی بنا پر ہوسکتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور اسی آیت میں فرمایا کہ:

"تو وہ ہو گئے کلیم اللہ علیہ السلام، رب نبوت و رسالت کے علاوہ ان کی یہ فضیلت کلام ان کی بلندی درجہ و رفعت مرتبہ کا سبب ہے۔"

اسی طرح ارشاد فرمایا:

"اور بعض کے درجے بلند کئے۔"

تو اس وجہ سے وہ انبیاء کرام صاحب الدرجۃ الرضیعہ ہو گئے اور اگر ان مراتب و درجات کا لحاظ نہ کیا جائے گا تو قرآن کا انکار ہو جائے گا اور وہ کفر ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

اور ان فضائل کی وجہ سے کسی دوسرے نبی کی تنقیص و تفریق لازم نہیں آتی اب اس مقام پر ایک اور چھوٹی سی حقیقت بھی بیان کی جاتی ہے توجہ فرمایئے۔

افضلیت انسان............ ایک سوال اور اس کا جواب

قارئین کرام!

اب ایک اور سوال ذہن میں ابھر سکتا ہے کہ رسول تو فرشتوں میں بھی ہیں تو ان کے بارے میں کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ انسانوں سے بہتر ہیں تو جواب یہ ہے کہ:

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

اور

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے
میں مسجود ملائکہ ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو

(پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ)

آیت کریمہ:

قَالَ یٰاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ الخ

کے تحت حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں دلیل ہے کہ خواص البشر (یعنی انبیاء کرام) خواص الملائکہ (یعنی پیغام رسانی والے) فرشتوں سے افضل ہیں جیسا کہ اہلسنّت و جماعت کا مذہب ہے اور علماء کا یہ قول کہ "عوام البشر یعنی اولیاء کرام عوام الملائکہ سے افضل ہیں" یہ بھی سنت سے ثابت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلۡمُؤۡمِنُ اَکۡرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنۡ بَعۡضِ مَلٰٓئِکَتِهٖ

اللہ کے نزدیک مومن بعض ملائکہ سے افضل ہیں (سنن ابن ماجہ شریف ص ۳۹۴۷ جلد ۴، ص ۳۶۴ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور آپ کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب تو نے ان کو پیدا فرمایا ہے کہ یہ کھاتے پیتے نکاح کرتے اور سوار ہوتے ہیں پس ان کے لئے دنیا کر دے اور ہمارے لئے آخرت کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کو جسے میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر اس میں روح پھونکی" اس جیسا نہیں کروں گا جسے میں نے کن کہہ کر پیدا فرمایا۔

اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

(شعب الایمان جلد ۱، ص ۱۷۲ حدیث ۱۴۹ دار الکتب علمیہ بیروت)

حدیث میں روایت الٰہی کے شرف سے مخصوص ہونا بھی اولیاء کی افضلیت کی دلیل ہے جبکہ فرشتوں کو روایت کا شرف نصیب نہیں اگرچہ یہ کہا

جائے کہ جنت میں رویت الٰہی اولیاء کرام کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یہ تمام مومنین کو حاصل ہوگی اگرچہ درجات کے تفاوت کے اعتبار سے ہوگی بعض کو صبح شام میں یہ سعادت میسر ہوگی بعض کو ہر جمعہ کے روز، بعض کو سال بعد اسی طرح ہر ایک کو مرتبہ کے مطابق روایت الٰہی کا شرف ملے گا اس حدیث سے تو یہ لازم آتا ہے کہ تمام مومنین اگرچہ فاسق بھی ہوں عوام الملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ تمام مومنین جنت میں داخل ہو جائیں گے اگرچہ کئی عذاب کے بعد داخل ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَه

''جو ذرہ برابر نیکی کرے وہ اسے دیکھ لے گا۔''

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''وہ شخص آگ سے نکلے گا جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا اور جس کے دل میں ذرہ برابر نیکی یا ذرہ برابر ایمان ہوگا۔''

(متفق علیہ) (الصحیح المسلم حدیث ۳۲۵ جلد ۳ ص ۵۱، الصحیح البخاری جلد ۱، ص ۱۱ (وزارت تعلیم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے کلمہ طیبہ پڑھا پھر اسی پر اس کی وفات ہوئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو (یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا آخری مرتبہ فرمایا) ابوذر کے نا چاہنے کے باوجود وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(مسلم شریف جلد، ص ۶۶، قدیمی)

دوسرا یہ کہ معصومین پر فاسقین کو فضیلت دینا عقلاً اور شرعاً ناجائز ہے اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۵﴾

''کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں جیسا بنائیں گے۔''

میں (مفسر) کہتا ہوں فاسق لوگ مغفرت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے خواہ مغفرت دنیا کے مصائب کے ذریعہ عتاب دینے کے بعد ہو خواہ عذاب قبر کے بعد ہو یا دوزخ کے عذاب کے بعد ہو یا بغیر کسی عذاب کے توبہ کے ساتھ ہو یا بغیر توبہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہو مغفرت کے بعد معصیت وفسق کا کوئی دھبہ نہ لگا ہو گا اس لئے وہ اولیاء متقین وصالحین کے ساتھ لاحق ہو جائیں گے اگرچہ اولیاء کے مراتب اعلیٰ اور اجل ہوں گے اس وقت ان کا (مومنین کا) ملائکہ سے افضل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(تفسیر مظہری جلد اوّل ص ۱۱۹، ص ۱۲۰، مطبوعہ لاہور)

تو ایک عام مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے افضل بنایا ہے اور اس کی شان میں گستاخی روا نہیں ہے کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعۡنُ الۡمُؤۡمِنِ کَقَتۡلِهٖ (بخاری جلد ثانی، ص ۹۸۴، مسلم جلد، ص)

''مومن پر لعنت کرنا ایسے ہی ہے جیسے اس کا قتل کرنا۔''

تو انبیاء کرام علیہم السلام اور پھر ان سب کے امام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں توہین تنقیص اور گستاخی کب جائز ہے اور ایسا فعل شفیع کرنے والا کب قابل معافی ولائق تحسین وتکریم ہو سکتا ہے؟ جبکہ مومن کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے عزت کا تاج رحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلٰکِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾ (سورة المنافقون)

عزت اللہ، رسول اور مؤمنین کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے:

''اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔'' (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ:

''اللہ، رسول اور مومنین کی عزت و تعظیم و تکریم کرنے والا مومن ہے۔''

اللہ، رسول اور مومنین کی توہین و تنقیص اور گستاخی کرنے والا بے ایمان اور اگر کلمہ گو ہے تو مرتد و منافق ہے یہی وجہ ہے کہ یہ آیت سورۃ منافقون میں ۔ہے تو معلوم ہوا کہ:

''منافق، مرتد، بے ایمان کبھی بھی ذات خداوندی کا ادب ملحوظ خاطر نہیں رکھتا اور توہین و تنقیص و گستاخی کرنے والے مرتد بے ایمان اور منافق کبھی ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ خاطر نہیں رکھتا اور توہین و تنقیص و گستاخی کرتا ہے مرتد بے ایمان اور منافق کبھی کسی مومن کا ادب ملحوظ خاطر نہیں رکھتا اور توہین و تنقیص گستاخی کرتا ہے۔''

منافق (بروز محشر) جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے:

تو قارئین پھر اس منافق بے ایمان کی سزا بھی اسی قرآن سے ملاحظہ کر لیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ﴿۱۴۵﴾ (سورۃ النساء)

''بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہیں اور
تو ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔''

قارئین گرامی قدر!

درک اسفل دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے جہاں تمام دوزخیوں کا خون اور پیپ بہہ رہا ہو گا وہاں ان منافقین (گستاخان رسول و گستاخان صحابہ رضی اللہ عنہم) کو رکھا جائے گا اور کوئی ان کو بچا نہ سکے گا۔ خواہ گورنر، صدر، وزیر بے تدبیر ہی کیوں نہ ہوں۔

آج ان کی معافی چاہنے والے وہاں ان کے ساتھ ہی ہوں گے کیونکہ یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور کلمے والے آقا علیہ السلام سے غداری بھی کرتے ہیں۔

ابلیس ملعون اور توہین آدم علیہ السلام:

یہ ابلیس ملعون جس کا نام عزرائیل تھا اس سے بڑا عبادت گذار شب بیدار متقی و پرہیزگار کائنات میں دوبارہ شائد پیدا نہ ہو گا روئے زمین کا کون سا وہ حصہ ہے جس پر اس ملعون نے سجدہ نہ کیا ہو مگر یہ کیا ہوا کہ آن کی آن میں راندۂ درگاہ ہو گیا اور قیامت تک لعنتوں کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا گیا۔

صرف اور صرف اتنی سی بات اور تھی بھی وہ سچ کہ شیطان جنوں میں سے تھا اور ہو ناری مخلوق ہے آدم علیہ السلام خاکی مخلوق ہیں بس اسی سچ بولنے پر اس کو دربار خداوندی سے لعنتوں کے تحفوں کے ساتھ نکال دیا گیا یقین کیجئے اس نے جھوٹ نہ بولا تھا مگر سچ ایسا بولا جس سے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین ہوئی جو ذات باری کو گوارا نہ ہوئی۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کر اس نے نہیں کیا۔

اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ ٭ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۴﴾ (سورۃ البقرہ)

''منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔''

ذات باری تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدۡ نَادٰىنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِیۡبُوۡنَ ﴿۷۵﴾ (سورۃ ص)

''اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ نہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں میں سے۔''

تو ابلیس نے جواب دیا کہ:

وَنَجَّیۡنٰہُ وَاَہۡلَہٗ مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۷۶﴾

''بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔''

وَجَعَلۡنَا ذُرِّیَّتَہٗ ہُمُ الۡبٰقِیۡنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۷۸﴾ (سورۃ ص)

''فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔''

توہین رسالت کی سزا، قیامت تک لعنتیں:

قارئین کرام!

شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت آدم علیہ السلام) کی توہین کی تو سزا کیا ملی؟ راندہ درگاہ ہوا اور تا قیامت اس پر لعنتیں پڑتی رہیں گی ممکن ہے کسی کے ہاتھ آجائے تو کوئی غازی علم الدین شہید، عامر چیمہ شہید اور غازی ممتاز حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد

بھی تازہ کردے مگر وہ نظر آتا نہیں۔

اس کی لاکھوں برس کی عبادت و ریاضت ایک سیکنڈ میں توہین رسالت کی وجہ غارت ہوگئی یہ چند برس کی نماز پہ اترانے والے موزیان و مبغضان رسول اور ان کی نمازیں روزے کیا کریں گے؟

توہین رسالت کے چند نمونے:

آدم علیہ السلام کی توہین کی سزا آپ نے ملاحظہ فرمائی تو جو بے ایمان آدم علیہ السلام کے آقا و مولا امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے اس کی سزا کیا ہوگی؟ ملاحظہ ہوں چند نمونے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔''

(واضح البراہین ابن عبدالوہاب مجدی)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر گئے:

''میری لاٹھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہے کیونکہ س سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمد مر گئے ان سے کوئی نفع باقی نہ رہا۔'' (واضح البراہین صفحہ ۱۰)

علم مصطفیٰ کو پاگلوں سے تشبیہ:

''غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے ایسا علم زید و بکر بچوں اور پاگلوں بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے رسول کی تخصیص نہیں۔'' (حفظ الایمان ص ۸)

ختم نبوت کا انکار:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں۔'' (تحذیر الناس ص ۳)

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

(تحذیر الناس ص ۲۵)

شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے:

شیطان و ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔'' (براہین قاطعہ ص ۵۵)

نماز میں حضور کا خیال گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر ہے:

(معاذ اللہ)

''نماز میں حضور کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔'' (صراط مستقیم ص ۹۷)

چمار سے زیادہ ذلیل:

''ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (تفویۃ الایمان ص ۱۳)

ذرۂ ناچیز سے کم تر:

''سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔'' (تفویۃ ایمان ص ۴۸)

حضور بڑے بھائی کی طرح:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔''

(تقویۃ الایمان ص ۵۲)

مر کر مٹی میں ملنے والے:

''(حضور نے فرمایا) ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔'' (تقویۃ الایمان ص ۵۳)

میلاد کو...... سے تشبیہ:

''حضور کا یوم میلاد منانا کنھیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔'' (براہین قاطعہ ص ۵۲)

حضور نے اردو دیوبند سے سیکھی:

''حضور نے اردو زبان علماء دیوبند سے سیکھی۔''

(براہین قاطعہ ص ۳۰)

پلصراط سے گرنے لگے:

''حضور پل صراط سے گرنے لگے تو میں نے سنبھالا۔''

(بلغۃ الجبران ص ۸)

دیوار کے پیچھے کا علم نہیں:

''رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔'' (براہین قاطعہ ص ۵۵)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا:

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔'' (تقویۃ الایمان ص ۵۰)

قارئین کرام!

یہ اقتباسات کسی ہندو، سکھ، بدھ مت، عیسائی، یہودی یا غیر مسلم کے نہیں نہیں ہیں بلکہ کلمہ گو مسلمانوں کے ہیں بتایئے کیا یہ توہین رسالت ہے یا نہیں؟ کیا ان توہین کرنے والوں پر بھی ابلیس کی طرح .... برستی ہیں یا نہیں؟ جبکہ ایک صاحب نے تو بالکل شیطان کی سی بات لکھ دی وہ کہتے ہیں کہ:

"نبی اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم میں باقی رہا عمل تو عمل میں امتی بعض اوقات کے مساوی ہی نہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔"

(تحذیر الناس ص ۲۲)

اب قرآن پڑھیے:

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ

اور اگلی دونوں آیات بھی ملالیں فیصلہ ہو جائے گا۔

دراصل بات کیا ہے:

گرامی قدر سامعین! آپ بھی سوچ رہے ہوں گے اور میں بھی سوچ رہا ہوں اور سوچنا بھی چاہیئے کہ کلمہ گو ہو کر...... مسلمان عالم ہو کر...... حکیم الامت ہو کر...... قاسم العلوم والخیرات ہو کر...... قطب العالم ہو کر...... دین کے ٹھیکیدار ہو کر ایسی باتیں تحریر کر دیں کہ جن کو پڑھ سن کر ایک سادہ مسلمان جذباتی ہی نہیں ہوتا بلکہ مرنے مارنے پر تل جاتا ہے کیونکہ اسکے ایمان کا یہی تقاضہ ہے اور جب ان لوگوں کی تبلیغ، وضع قطع، لچھے دار وعظ و دیگر کتب سامنے آتی ہیں تو یہ خیال آتا ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے...... ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور...... تقریر کچھ اور تحریر کچھ اور تو غور کیجیے کہ یہی تو منافقت ہے ظاہر و باطن کے ایک نہ ہونے کو ہی تو منافقت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾

(سورۃ صف)

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾

(سورۃ صف)

"اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ تعالیٰ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔"

تو گھبرانے کی بات نہیں ہے ہم آج لیبل اتار کر آپ کو اصل شکل دکھا رہے ہیں غور کیجئے۔

یہ انگریز کی مکرہ چال ہے:

آج سے چالیس سال قبل مجدد الشعرا جناب صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:

وہ وقت آگیا ہے کہ ہم نوچ ڈالیں فریب سراپا نقابیں تمہاری
یا پھر خود تمہیں اہلسنّت کا پردہ رخِ نجدیت سے ہٹانا پڑے گا

اصل میں نجدیت کے مکروہ چہرے پر اسلام کا لیبل ان لوگوں نے انگریز کے کہنے پر لگایا ہے کیونکہ انگریز متفکر تھا کہ اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور امام الانبیاء علیہ السلام کے دیوانے ہر وقت یادِ محبوب میں مگن رہنے لگے ہیں تو اس نے ہر اذیت دے کر مسلمانوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا کرنا چاہا مگر اس کی ہر کوشش بیکار ثابت ہوئی۔

کبھی مولانا فضل حق خیر آبادی مجاہد حریت پر ظلم و استبداد کی انتہاء کر دی کبھی مولانا کفایت علی کافی کو تختۂ دار پر لٹکایا، کبھی مسلمانوں کا حقہ پانی بند کیا مگر سب کچھ بے سود...... تو اس نے سوچا کہ کونسی وہ طاقت ہے جو مسلمان کو زیر نہیں

ہونے دیتی بالآخر اس کے دماغ میں بات آہی گئی کہ مسلمان اپنے نبی کے دیوانے ہیں لہٰذا ان کے دلوں سے عشق رسول ختم کرو۔

علامہ اقبال مرحوم نے اس سازش کو یوں بیان فرمایا کہ:

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

انگریز نے مولویوں کو خریدا اور اپنا کام نکالا:

شہید حریت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو خریدنے کیلئے انگریز نے ہر ممکن جتن کیا مگر وہ پروانہ شمع رسالت قافلہ سالار حریت نہ بکا، نہ جھکا بالآخر بستر شہادت پر بھی انگریز نے اپنا نمائندہ بھیجا اس نے بہت کچھ لالچ دے کر کہا کہ اب بھی انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد واپس لے لو۔

مولانا جو اس قدر نحیف ہو چکے تھے کہ بغیر سہارا کروٹ نہ لے سکتے اور خود بخود اٹھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے فوراً گرجدار آواز میں گویا ہوئے کہ مجھے اپنی شہادت منظور ہے مگر اس انگریز کے خلاف فتویٰ واپس لینا منظور نہیں چنانچہ وہ شہید ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریز دشمنی کی پاداش میں تختۂ پر لٹکایا گیا اس مرد آہن نے پھانسی پانے سے کچھ لمحات قبل یہ شعر فرمائے:

کوئی گل باقی رہے گا نہ یہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہمصفیر و باغ میں ہے کچھ دموں کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اسی طرح مولانا محمد علی جوہر کو انگریز دشمنی میں جب جیل ڈالا گیا تو انہوں نے فرمایا:

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

انعام بارگاہ مصطفوی سے یہ ملا کہ مولانا جوہر پیدا بھارت میں ہوئے انتقال لندن میں اور دفن بیت المقدس میں ہوئے۔

قارئین کرام!

یہ تھے وہ نقوس قدسیہ جن کو بکاؤ مولویوں نے پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو آزادی ہند کا ہیرو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انگریز سے بغاوت خود ان بکاؤ ملاؤں نے بھی تسلیم کی ملاحظہ ہو تذکرہ الرشید کا مصنف رقمطراز ہے کہ:

"بعض کے سروں پر مت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریزی حکومت) کے امن وامان کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا تھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص ۷۳)

مولانا رشید گنگوہی انگریز نواز قرہ کے قطب العالم ہیں ان کی سوانح کے اس جملہ سے مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی انگریز سے بغاوت کی شہادت اور گنگوہی کی انگریز نوازی کا ثبوت مل رہا ہے۔ ان کے مطابق انگریز کی حکومت امن وعافیت کا زمانہ تھا۔

انگریز سرکار مالک ہے...... مولوی گنگوہی کی انگریز نوازی:

اب ذرا اسی تذکرۃ الرشید سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی انگریز نوازی ملاحظہ ہو کہتے ہیں:

"جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرمانبردار ہوں ان جھوٹے سے میرا بال بھی بیکا نہ ہو گا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص ۸۰)

قارئین کرام ملاحظہ فرمایا آپ نے عداوت رسول اور محبت انگریز ان ملاؤں کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مالک و مختار نہیں ہیں جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تفویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک نہیں۔" اور انگریز سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

تبلیغی جماعت (بستر بند پارٹی) انگریز کی مالی امداد سے چلتی تھی:

جمعیت علماء ہند (دیو بندی جماعت جو بعد میں کانگریس کے نام سے مشہور ہوئی) کے بہت بڑے معتمد مولوی حفظ الرحمٰن کا بیان سنئے جو کہ مکالمۃ الصدرین میں موجود ہے صاحب مکالمۃ الصدرین طاہر احمد قاسمی رقمطراز ہیں کہ:

"مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند دہلی (کانگریسی) نے کہا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک (بسترے بند پارٹی) کو ابتداء حکومت (انگریز) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔" (مکالمۃ الصدرین مطبوعہ رحمانی پریس محلہ گڑھیا دہلی ص ۸)

انگریز نے دیکھا کہ مسلمان جبہ و دستار، محراب و منبر سے اٹھنے والی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے تو اس نے ان مولویوں کو مختلف مراعات دیں جن میں سے یہ تبلیغی جماعت جو دیکھنے میں وقت کے اولیاء معلوم ہوتے ہیں ان کو تیار کیا اور ابتداء ان کو گرانٹس دیں تا کہ یہ لباس اور وضع قطع اولیاء وعلماء کی سی رکھیں اور کام انگریز کا کریں یعنی جب یہ سادہ لوح عاشقانِ رسالت ان کے دام تزویر میں آجائیں تو یہ مولوی ان کے ایمانوں کو تباہ کریں اور روح محمد ان کے بدن سے نکال دیں یہی وجہ ہے کہ یہ انگریز کے ایجنٹ مسلمانوں کی مساجد میں تقیہ کرتے ہوئے تیس (۳۰) تیس (۳۰) سال عقیدہ کو چھپائے رکھتے ہیں تمام وہ کام کرتے ہیں جو مسلمان کرتے ہیں اور جب ان کے قدم مضبوط و مستحکم ہو جاتے ہیں تو فرقہ بازی کی باتیں شروع کر کے مسلمانوں کے ان افعال کو شرک و بدعت کا نام دے کر انگریزی ایجنڈہ (کہ ان کو لڑواؤ اور حکومت کرو) پر کام شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس کو نتیجہ میں مسلمانوں میں نئے فرقے جنم لیتے ہیں اور اتحاد امت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

قارئین کرام!

اب تو آپ انگریز کی چال اور ان فرقہ پرست مولویوں اور انکی تبلیغی جماعت کی حقیقت کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ انکی اس نماز روزہ کی تبلیغ، شرک و بدعت کی بمبارمنٹ، مسلمانوں کا کافر بنانے کا سلسلہ، عاشقان رسالت کو شب و روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کرنے کی کوششیں کس کے ایما پر ہو رہی ہیں اور اس دوڑ دھوپ میں کس کی روح کارفرما ہے بھلا بتلایئے تو سہی انگریز جیسے اسلام اور مسلمان دشمن کو کلمہ توحید ورسالت اور نماز روزہ کی تبلیغ و اشاعت سے کیا تعلق ہے کہ وہ اس کے لئے ان ملاؤں کی مالی اعانت کرتا پھرے۔

؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

انگریز سے ماہانہ تنخواہ لینے والے قبلہ حضرت تھانوی:

اسی کتاب مکالمۃ الصدرین میں ہے کہ:

''مولوی شبیر احمد صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ نے مولوی حفظ الرحمٰن صاحب کے جواب میں کہا کہ دیکھئے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان (یعنی مولانا تھانوی) کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت (انگریز) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔'' (مکالمۃ الصدرین ص ۱۰،۱۱)

قارئین کرام!

اب ذرا سوچئے کہ ان کو انگریز سرکار نے یہ ماہوار رقمیں کیوں دی اور ان کو اپنا زرخرید غلام کیوں بنایا؟

اس لئے کہ تم جبہ و دستار میں رہتے ہوئے منبر و محراب کی زینت بنو اور ایسی کتابیں تحریر کرو ایسی تقاریر کرو جن کی وجہ سے مسلمان فرقہ پرستی کا شکار ہوں اور اپنے نبی سے بیگانے ہو جائیں چنانچہ انہوں نے کتابیں لکھیں جن میں گستاخی رسالت کی غلاظتیں بھر دیں اور ایسی تقریریں کیں جو سراسر ناموس رسالت پر ڈاکہ زنی کے مترادف تھیں۔

؎ ذِیَاتبٌ فِی ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو یہ تسلیم زبانی ہے

چنانچہ ان انگریز کے پیدا کردہ ملاؤں نے تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، تخذیر الناس، صراط مستقیم، فتاویٰ رشیدیہ جیسی زہر آلود، بیہودہ، شرانگیز کفر آمیز کتابیں انگریز کی خوشنودی کے لئے تحریر کیں جن کے حوالہ جات ہم گذشتہ سطور میں پیش کر چکے ہیں۔

سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے لئے انگریز کے کھانے:

انگریز کے ایماء پر سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی جو جنگ لڑنے جانے کا سفر کر رہے تھے تو راستے میں انگریزی ملازم ان کو قسم قسم کے کھانے پیش کرتے رہے ملاحظہ ہو حوالہ کہ وہ سفر جنگ پر تھے کہ ایک مقام پر ٹھہرے تو:

> ”اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب (سید احمد اور مولوی اسماعیل) کہاں ہیں؟ حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین (۳) روز سے میں نے اپنے ملازم کو یہاں کھڑا کر دیا تھا کہ آپ کی اطلاع کریں آج انہوں نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مصروف رہا سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے کھانا لے کر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر

کر چلا گیا۔"

(سیرت سید احمد حصہ اوّل ۱۹۰، مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی)

انگیز گورنمنٹ مولوی اسماعیل کی اپنی گورنمنٹ تھی خود اس کا اقرار:

مرزا حیرت دہلوی اپنی کتاب حیات طیبہ میں لکھتے ہیں کہ:

"کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو (ہم) ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان ادا کرتے ہیں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔"

(تواریخ عجیبہ ص ۷۳، حیات طیبہ ص ۲۹۶)

محمد جعفر تھانیسری رقمطراز ہے کہ:

"اس سوانح اور مکتوبات منسلک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔" (تواریخ عجیبہ ص ۱۸۲)

"سرکار انگریز پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔" (تواریخ عجیبہ ص ۹۱)

سید احمد کا تعارف اور انگریز کی ملازمت:

مکتب فکر دیو بند کے عظیم فاضل مصنف تفسیر حقانی مولوی عبدالحق سید احمد بریلوی کا تعارف یوں کرواتے ہیں کہ:

''اس کنبے سے ایک شخص سید احمد خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ بھی پیدا ہوئے یہ شخص ابتداء میں مولوی مخصوص اللہ نبیرۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر کسی قدر صرف ونحو سے آشنا ہوئے اور تعویز گنڈھے بھی سیکھے لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا اور اپنی لیاقت خداداد سے کوئی اچھا عہدہ بھی پایا پھر تو پکے وہابی متبع مولوی اسماعیل صاحب کے ہوگئے۔''

(تفسیر حقانی ص ۱۱۲، مولوی عبدالحق دیوبندی)

سید صاحب جہاد (سکھوں سے لڑائی) میں مصروف تھے اس وقت ایک ہنڈی سات ہزار روپے کی جو بذریعہ ساہو کاران دہلی مرسلہ محمد اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوان میں دائر ہو کر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیواں ہائی کورٹ آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحکم مدعی بحال رہا۔

(تواریخ عجیبہ ص ۹)

تھانوی برادران کی انگریزی ملازمت اور تنخواہ:

دیو بند مکتب فکر کا ایک بہت بڑا نام مولوی حسین احمد ٹانڈوی (جسے مدنی کہا جاتا ہے حضرت تھانوی کے بارے تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا مرحوم (تھانوی) کے بھائی محکمہ سی آئی ڈی میں
بڑے عہدیدار اخیر تک رہے ان کا نام مظہر علی ہے انہوں نے
جو کچھ کیا ہو وہ مستعبد نہیں مولانا اشرف علی تھانوی کو گورنمنٹ
(انگریز) چھ سو روپیہ ماہوار دیتی تھی مولانا تھانوی کے بڑے
عہدے پر فائز رہے۔" (مکتوبات شیخ جلد دوم ص ۲۹۷ تا ۲۹۹)

قارئین گرامی قدر! ان علماء سو کی انگریز غلامی پر بندہ نے جتنی بھی عبارات نقل کی ہیں سب ان کے اپنے گھر کی ہیں ایک عبارت بھی کسی غیر دیو بندی کی نہیں ہے ان شہادتوں سے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی انکار نہیں کر سکتے۔

خلاصہ ان شہادتوں کا:

انگریز سرکار مالک و مختار ہے...... حضرت گنگوہی کا ارشاد:

"تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی الیاس انگریز سے نماز روزہ کی تبلیغ کے لئے روپے لیتے رہے۔

حضرت تھانوی انگریز حکومت سے ماہانہ چھ سو روپیہ تنخواہ وصول فرماتے رہے۔

سید احمد بریلوی اور ان کے مریدین کے قافلے کو انگریز حکومت کھانے دیتی رہی

مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریز حکومت کو اپنی حکومت قرار دیا اور اسی سے جہاد ممنوع قرار دیا

سید احمد بریلوی گورنمنٹ برٹش (انگریزی حکومت) کے ملازم تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے بھائی مولوی مظہر علی تھانوی انگریز کے سی آئی ڈی ایجنٹ تھے ان کے ذریعہ اشرف علی تھانوی کو چھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔

ہمارا دعویٰ بالکل حق اور سچ ہے:

ان دلائل و براہین کی روشنی میں ہمارا دعویٰ بالکل حق اور سچ ہے کہ انگریز نے ان علماء سو کو خریدا اور ان کی تقریر و تحریر کے ذریعہ اسے ایجنڈا کی تکمیل کی کہ:

؎ روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

ان مولویوں نے ناموس رسالت پر سوقیانہ حملے کئے جیسا کہ ہم نے گزشتہ اوراق میں نمونہ کے طور پر چند حوالہ جات نقل کئے ہیں اس بکاؤ مال کی کہانی اور شان رسالت کے خلاف تحریرات و تقریرات اور کذب بیانی کی داسانیں طویل ہیں ہم نے مختصر نشاندہی کی ہے۔

اس طرح اس علماء سو کے ایک گروہ کے ذریعہ انگریز نے مسلمانوں کے سینوں سے عشق مصطفوی کی شمع بجھانے کی مذموم و مسموم سعی لا حاصل کی۔

انگریز کا تیار کردہ دوسرا گروہ:

انگریز نے اور ایک دوسرا گروہ تیار کیا جن کو یہ ڈیوٹی سونپی گئی کہ تم مسلمانوں کے ظاہری لباس کو بدل ڈالو کرتہ شلوار کی جگہ پینٹ شرٹ گلے میں پھندہ (ٹائی جو تثلیث کا نشان ہے) ڈال دو داڑھی شریف جو سنت مصطفوی ہے اس کو روزانہ صبح مونڈھنے کی عادت ڈال دو سر پر عمامہ کی جگہ ہیٹ جو انگریزیت کا علم ہے سجادو اس طرح وہ اپنے نبی کی ظاہری سنت سے دور ہو جائیں گے۔

انگریز اس چال میں بھی کامیاب رہا کہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ

پاکستان کے تمام وزراء انگریز کے اسی پروگرام پر عمل پیرا پتلونوں اور شرٹوں میں ملبوس ٹائی جیسے پھندے کے شیدائی شراب نوشی کے رسیا انگریزی زبان کے دلدادہ نام کے کلمہ گو جن کو سورۂ اخلاص تک صحیح یاد نہ ہے دعائے جنازہ یا دعائے قنوط تو بہت دور کی بات ہے۔

جب سے پاکستان بنا یہ دونوں گروہ انگریز کی نمک حلالی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے اس گھناؤنے اور قبیح منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

ان مذہبی بہروپیوں نے ناموس رسالت کے خلاف کفریہ عبارات اسی طریقہ سے لکھیں کہ مسلمان اپنی سادگی کی وجہ سے پہچان نہ پایا اور ان حکمرانوں نے ہر وہ کام انجام دیا جو ان کے بابا جی امریکہ نے ان کو سونپا کہ بانی ورنر صاحب کا قانونِ توہین رسالت میں ترمیم پر زور دینا اور گستاخ رسول کو معافی کی سفارش کرنا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

قارئین! جب اسلامی کنٹری میں انگریز کا منصوبہ کامیاب رہا تو انگریزی ممالک تو پھر ان کے اپنے ممالک ہیں چنانچہ ان ممالک میں کھل کر ناموس رسالت کے خلاف انہوں نے جو چاہا کیا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے

قارئین کرام! کیا قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان اس لئے بنایا تھا کہ اس میں کھلے عام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی جاتی رہے؟

کیا علامہ اقبال نے ایسے پاکستان کا خواب دیکھا تھا جس میں انگریز کے فرزندوں کو ہمیشہ حکمرانی کا حق دیا جائے تاکہ وہ امریکہ ایجنڈوں کی تکمیل بلا

روک ٹوک کر سکیں؟

کیا ہزاروں دوشیزاؤں کی عصمتیں اس لئے قربان کی گئی تھیں کہ اس ملک میں حکمران زنا وشراب کی ممانعت کے لئے کچھ نہ کریں بلکہ خود شراب کے نشہ میں دھت رہے ہوں اور یہ میں ہی نہیں کہہ رہا صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ کے بیشتر اخباری بیانات ہیں کہ

''میں مغرب کے بعد گورنر صاحب سے بات نہیں کرتا کیونکہ وہ نشہ میں دھت ہوتے ہیں۔''

کیا ایسے نشئی گورنر کے کہنے پر گستاخان رسالت کو معاف کر دینا چاہئے؟

افسوس صد افسوس کہ ملک بنانے کا مقصد ہی فوت کر دیا گیا اور قائداعظم وعلامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے اور:

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

پاکستان کا اقتدار ان ہاتھوں میں گیا جو کل بھی انگریز کے وفادار تھے اور آج بھی ہیں خواہ وہ ان ملاؤں کی صورت میں ہوں یا انگریزی سونڈ یوٹڈ بابوؤں کی صورت میں۔

یہی وہ کانگریسی ملاں تھے جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی اور قائداعظم کو کافر اعظم اور حضرت اقبال کو جاہل اور شرابی ہونے کے فتوے صادر کئے تھے۔

دشمنانِ رسول ومخالفین پاکستان کا مقابلہ آج بھی علماء حق کر رہے ہیں:

دنیا بڑے اچھے طریقہ سے جانتی ہے کہ ان کانگریسی اسلام دشمن

پاکستان مخالف مولویوں اور بابوؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کس نے کیا اور مسلم لیگ و قائداعظم کا ساتھ کن لوگوں نے دیا وہی علماء حق جو آج بھی محراب و منبر سے عشق مصطفوی کا پیغام پیہم دے کر پاکستان کی مقصدیت کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور پاکستانی انگریز نواز آج بھی ان علماء حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں کہ:

''گانوں کے لئے لاؤڈ سپیکر چلتا رہے پرواہ نہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔''

مگر مذہبی تقریر کے لئے پابندی ہے کیونکہ اس سے ان انگریز نوازوں کا ایجنڈا ادھورا رہ جاتا ہے۔

ایک سچا واقعہ:

فقیر خادم اہلسنّت محمد مقبول احمد سرور نقشبندی مجددی قادری رضوی ابن حضرت امام خطابت علامہ پیر غلام رسول سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک سچا واقعہ آپ کے گوش گذار کرتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ انگریز نواز حکمراں کس قدر فرعون ہوتے ہیں۔

ویسے تو کئی مرتبہ مقدمات کی زد میں آیا مگر جون ۲۰۱۰ء میں اپنی جائے خطابت جامع مسجد محمدی نورانی میں جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا اور ہر جمعہ منبر پر بیٹھتے ہی انتظامیہ سے کہا کرتا کہ اوپر والے لاؤڈ سپیکر نہ چلائیں کیونکہ دفعہ چوالیس نافذ ہے اور ہم قانون کو ہاتھ میں نہیں لیں گے۔

اتفاقاً میرے منع کرنے کے باوجود کسی نے اوپر والے لاؤڈ سپیکر کو چلا دیا جس کا مجھے علم نہ تھا تو اس پر میرے خلاف مقدمہ درج کر دیا گیا۔

ضمانت کے لئے درخواست جج صاحب (غضنفر علی) کی عدالت میں

پیش کی گئی اس نے بڑی رعونت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''یہاں پر اقرار کروں کہ آئندہ لاؤڈ سپیکر نہیں چلاؤ گے۔''

میں نے کہا'' واللہ باللہ میں نے نہیں چلایا اور نہ ہی مجھے اس چیز کا علم ہوا کہ چل رہا ہے۔''

اس نے کہا: ''آپ کے کسی شاگرد نے آپ کے حکم پر چلایا ہوگا۔''

میں نے عرض کیا: ''میں تو آٹھویں دن جمعہ کو عین وقت پر اپنی رہائشگاہ نواز پارک سے جو کہ مسجد سے کم از کم دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے جاتا ہوں اور وہاں پہنچتے ہی بغیر کسی وقفہ کے منبر پر وعظ شروع کر دیتا ہوں اور بیٹھتے ہی ہر جمعہ کو تقریباً یہ آڈر کرتا ہوں کہ اوپر والے لاؤڈ سپیکر نہ چلائے جائیں۔

اس کے باوجود اس جج نے دھمکی دی اور بڑی کرخت آواز سے اپنی فرعونیت کو بروئے کار لاتے ہوئے بولا:

''اس مولوی کو ابھی لے جاؤ اور جیل میں بند کر دو۔''

اور ساتھ ہی یہ بھی کہا:

''اونچی آواز سے تبلیغ کیا زیادہ موثر ہوتی ہے؟ مولوی صاحب وہ دور گیا جب مولوی لوگ اونچی آواز سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔''

اور خود وجج صاحب مجھے یہ تبلیغ بڑی کرخت و بلند آوازی سے فرما رہے تھے مجھے برجستہ برادرم جناب محمود احمد مفتی صاحب کا یہ شعر یاد آگیا کہ

؎ قاضیٔ شہر پہ کیا فتویٰ لگائیں مفتی
لب میرے خشک ہیں اور خود وہ پیئے جاتا ہے

یعنی ان انگریز کے فرزند فرعونوں کا سارا زور علماء حق کے خلاف سرف ہوتا ہے بدمعاش عیاشی، فحاشی، عریانی، بے حیائی کے خلاف یہ جیالے کبھی میدان

میں نہیں نکلتے بلکہ ان کے دور میں وہ عروج پر ہوا کرتی ہے اور اس قسم کے پروگرامز میں لاؤڈ اسپیکر پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی اور پھر یہ رہے ہیں مسلمان کے مسلمان اگر کوئی شریف آدمی حلفیہ طور پر کہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا تو اس کے حلف کا ان انگریز نواز امریکی دلالوں کو کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ مسلمان تو قرآن پر حلف لینے کے بعد کسی قسم کا ایکشن لینا کفر سمجھتا ہے مگر بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرحوم:

؎ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں ہنود

قارئین محترم!

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک ان انگریز نوازوں اور سیاسی انتہا پسندوں کا تسلط پاکستان پر رہے گا پاکستان میں یونہی امریکی آرڈر چلتے رہیں گے...... توہین رسالت ہوتی رہے گی۔ توہین رسالت کے مرتکبوں کو معافی ملتی رہے گی...... عاشقان رسالت کی شہادتیں ہوتی رہیں گی، اور دہشت گرد اپنی کارروائیوں میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ فحاشی وعریانی وبے حیائی شراب خوری زنا کاری کے اڈوں کو تحفظ ملتا رہے گا۔

عظمت وشان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آداب نبوت:

قارئین کرام!

کسی شخصیت کے آداب اس کے مریدین سکھاتے ہیں، شاگرد سکھاتے ہیں اور اولاد کو والدین سکھاتے ہیں مگر میرے آقا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک و بے مثال شخصیت وہ شخصیت ہے جن کے آداب خود ان کے خالق نے سکھائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آداب سکھاتے ہوئے ارشاد

فرمایا:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ﴿۸﴾ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ

(سورۃ الفتح آیت ۹،۸)

''بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ کی تعظیم وتوقیر کرو۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور کی اطاعت واجب ہے دوسرے یہ کہ ہمارا ایمان حضور کی بشارت وشہادت پر موقوف ہے نہ کہ حضور کا ایمان اور اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تعظیم جو خلاف شرع نہ ہو حضور کی جائے یعنی انہیں اللہ یا اللہ کا مثل نہ کہو باقی جو احترام کے الفاظ میں وہ عرض کرو انہیں مسجدۂ سر نہ کرو باقی ہر قسم کی تعظیم کرو کیونکہ یہاں توقیر میں کوئی قید نہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی زمین میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوئے۔''

(تفسیر نذر العرفان ماتحت آیت مندرجہ بالا)[1]

''سجدہ نہ کرو باقی ہر طرح کی تعظیم کرو۔''

(تفسیر نور العرفان ماتحت آیت مندرجہ بالا)

---

[1] سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد تعظیم کرو:

قارئین گرامی قدر! اللہ کریم نے تُعَظِّمُوْاہ کا لفظ نہیں ارشد فرمایا: ''تُعَزِّرُوْہُ'' کا ارشاد فرمایا ہے حالانکہ باقی متعدد مقامات پر ارشاد تعظیم موجود ہے مثلاً: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَآئِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ) جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہ ان کے دلوں کا تقویٰ ہے تو تعظیم توقیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تُعَزِّرُوْہُ یا تُوَقِّرُوْہُ کیوں فرمایا اور تُعَظِّمُو وہ کیوں نہ فرمایا؟

امام النحو جناب امام مبرد فرماتے ہیں کہ تعظیم کی ایک حد ہوتی ہے اور تعزیز بے حد ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تعظیم کا لفظ ارشاد نہیں فرمایا کہ اس سے تعظیم مصطفیٰ کی حد بندی ہو جاتی بلکہ فرمایا: ''وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ یعنی ان (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بے حد تعظیم و توقیر کرو لیکن آج کل کے عالم کا جاہل معرفت مصطفوی سے بے بہرہ مولوی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھنے والا کہتے ہیں ''پیغمبر کی تعریف (تعظیم) میں حد سے مت بڑھو کہیں نصاریٰ کی طرح مرد ورنہ ہو جاؤ (تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی)'' فیصلہ خود کیجئے کہ ان ملاؤں کی بات مانیں گے یا اس احکم الحاکمین کی؟

صحیح بخاری میں حضرت عروہ بن مسعود الثقفیر حمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ اس وقت کا بیان کرتے ہیں کہ جس وقت تک وہ ایمان نہ لائے تھے صلح حدیبیہ کا موقعہ تھا ان کو مسلمانوں کی جاسوسی کیلئے بھیجا گیا اس وقت پندرہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے عروہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو ان اصحاب رسول نے سرکار کی کلی مبارک اور وضو کا مستعمل پانی نیچے نہ گرنے دیا بلکہ اپنے ہاتھوں پہ لیا اور چہروں پہ ملا اور جس کو وہ پانی نہ مل سکا اس نے ان ہاتھوں کو اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر مل لیا جو اس پانی کو مس کر گئے تھے اور اصحاب رسول اس مستعمل پانی کے حصول کے لئے اس طرح دوڑتے کہ یوں محسوس ہوتا کہ آپس میں لڑ پڑیں گے عروہ کہتے ہیں کہ میں نے قیصر و کسریٰ بادشاہوں کے درباروں میں بھی ان کی ایسی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جیسی اصحاب رسول اپنے رسول کی کرتے ہیں۔

تو پندرہ سو صحابہ کا یہ عمل جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد تعظیم ثابت ہے اس پر مولوی اسماعیل اینڈ کمپنی کا کیا فتویٰ ہوگا؟ جبکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اصحابی ستارہ کی مثل ہے کسی ایک کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے اور نجات یافتہ گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہو ایک صحابی کی شان و عظمت اور تقدس امانت یہ ہے تو پندرہ سو صحابہ کے اجماعی عمل کیا قتداء کا کیا مقام ہوگا؟ جبکہ خود ذاتِ باری کا ارشاد ہے کہ: ''اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ'' ایسے ایمان لاؤ جیسے صحابہ کرامؓ ایمان لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تعظیم نہیں بلکہ تمام رسولوں کی تعظیم کرو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ (سورۃ المائدہ: آیت ۱۲)

''اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔''

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ایسی اہم عبادت ہے کہ رب نے اس کا عہد لیا اس تعظیم میں کوئی قید نہیں لہٰذا ہر وہ تعظیم جو شرعاً حرام نہ ہو وہ کی جائے انہیں سجدہ نہ کرو انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو باقی جس قدر تعظیم ان کی ممکن ہو کرو ہر تعظیم ثواب ہے اس میں نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان ماتحت آیت مذکورہ بالا)

مندرجہ بالا تینوں آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو اتنی اہمیت دی ہے کہ ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا اہم فرض یہی ہے باقی تمام فرائض بعد میں ہیں جیسا کہ فرمایا:

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ کو شعر میں یوں بیان فرمایا کہ:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول زندگی اس تاجور کی ہے

دوسری آیت سے پتہ چلا کہ کامیاب، فلاح یافتہ و بامراد وہی لوگ ہیں جو سرکار عظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں اس مفہوم کو بھی سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نے یوں بیان فرمایا کہ:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِللہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پر قربان گیا

اب ان آیات پڑھنے کے بعد بھی جو شخص یہ کہے کہ:

''نبی ہمارے بڑے بھائی ہیں سوانکی تعظیم بھائیوں کی سی ہی کرنی چاہئے۔'' (تفویۃ الایمان)

''نبی ایسے ہی ہے جیسے گاؤں کا زمیندار اور چوہدری۔'' (تفویۃ الایمان)

''پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہیں نصاریٰ کی طرح مردود نہ ہو جاؤ۔'' (تفویۃ الایمان ص)

شاتمان رسالت جو کہ غیر مسلم ہیں اگر ان عبارات کو پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم نہ کریں اور گستاخیاں کریں تو ان کے لئے یہ ناپاک دروازہ کس نے کھولا؟ ان نام نہاد کلمہ گو ملاؤں نے اور اسلام کے ٹھیکیداروں نے۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جرائتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں
(اعلیٰ حضرت بریلوی)

انگریز کی غلامی کرنیوالے ان ملاؤں نے انگریز کو گستاخی رسول کی اجازت دی جنہوں نے یہ لکھا کہ:

''ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔'' (تفویۃ الایمان)

"سب اولیاء و انبیاء اس کے آگے زرّہ نا چیز سے کمتر ہیں۔" (تفویۃ الایمان)

ان عبادات کی شہہ پر غیروں نے جرأت و بے باکی کا مظاہرہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیوں کا انبار لگا دیا اور پاکستان کے حکمرانوں نے ان کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے کبھی اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

تیسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کی تعظیم کا حکم فرمایا تاکہ انگریز بے ایمان کا یہ وہم دور ہو جائے کہ توہین رسالت ایکٹ اقلیتوں کے لئے بنایا گیا ہے۔

توہین رسالت ایکٹ تمام انبیاء کے گستاخوں کے لئے ہے:

یہ قانون تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے گستاخوں کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کی تعظیم کا حکم دیا ہے جیسا کہ فرمایا:

وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

"ان سب رسولوں کی تعظیم وتوقیر کرو۔"

لہٰذا جو کوئی شخص کسی بھی رسول یا نبی کا گستاخ ہوگا اس کے لئے یہ قانون ہوگا کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے اور اسکی مخالفت کرنے والے اس آیت کے منکر ہوں گے اور دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

کیا یہ کالا قانون ہے:

کیا فرماتے ہیں ہمارے محاقطان گستاخان رسالت کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے گستاخوں کو سزائے موت دلوانے کا قانون کالا قانون ہے؟

انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر کرنے کا حکم کسی مولوی ملاں کا حکم نہیں ہے۔

بلکہ خالق کائنات جل جلالہ کا حکم ہے اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے اب ان احکام خداوندی و آیات قرآنی کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا بلکہ اگر کوئی کلمہ گو اس فعل شنیع کا مرتکب ہے تو وہ مرتد ہے اس کی سزا قتل ہے۔

دیکھئے قرآن کریم میں اللہ کریم نے مرتد کی سزا قتل ارشاد فرمائی ہے۔

مرتد کی سزا قتل ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورۃ البقرہ آیت ۵۴)

''تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو تبلیغ کر کے راہ ہدایت دکھائی اور حق پرستی کی طرف لگایا تو یہ قوم جو انکی تبلیغ پر مسلمان ہوئی بعد میں (انکے کوہِ طور سے آنے کے بعد) بچھڑے کو پوج کر مرتد ہوگئی تو ان کے لئے اللہ کریم نے فرمایا کہ ان کی سزا یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں۔

اس آیت کے تحت حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔''

(تفسیر نور العرفان مطبوعہ پیر بھائی کمپنی لاہور ص ۱۲، حاشیہ ۷)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ
اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ

(سورۃ الفتح آیت ۱۶)

''ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا

وہ مسلمان ہو جائیں۔“

یعنی وہ اعرابی منافقین جو جنگ سے ڈرتے ہوئے پیچھے رہ گئے تھے ان سے اس قوم کا واسطہ پڑے گا جو ان سے قتال کریں گے یا یہ منافقین پکے مسلمان ہو جائیں گے۔

اس آیت کریمہ کے تحت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”کیونکہ وہ لوگ مرتدین ہوں گے مرتد سے جزیہ نہیں لیا جاتا ان کے لئے قتل ہے یا اسلام...... معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔“ (تفسیر نور العرفان مطبوعہ لاہور ص ۸۱۸، حاشیہ نمبر ۳)

”یہ بھی خیال رہے کہ صرف اسلام یا قتل مرتد کے لئے ہے مشرک کے لئے نہیں اس سے جزیہ بھی لے سکتے ہیں لہٰذا اس آیت میں قتل مرتدین مراد ہے۔“ (ایضاً حاشیہ نمبر ۴)

قارئین کرام!

کلمہ توحید پڑھ کر جو مسلمان ہو گیا اور پھر احکامات خداوند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی کی اور اسلام سے پھر گیا تو وہ مرتد ہے تو جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی کیا وہ مرتد نہ ہوگا؟

اللہ رسول کا فیصلہ نہ ماننے والے ......:

اللہ رسول جو فیصلہ فرما دیں اسے تسلیم نہ کرنے والا مسلمان نہیں رہتا ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۶)

''اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو (یہ حق) پہنچتا ہے کہ جب اللہ رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت مفتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مؤمن کو حق نہیں ہوتا۔''

(تفسیر نور العرفان ص ۶۷۴، مطبوعہ لاہور)

تو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے سر مو اختلاف کرنے والا مومن نہیں بلکہ ضلال مبین میں بھٹک رہا ہے تو حضور کا گستاخ کس طرح مومن ہو سکتا ہے اور اس کو معافی دلوانے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

حدیث مبارکہ:

وَيَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَآءَ الخ

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو چاہے فیصلہ فرماتا ہے اب اس نبی کے فیصلہ کو کالا قانون کہنے والا گویا اللہ کے قانون کو کالا قانون کہہ کر ایمان تباہ کر رہا ہے۔

(معاذ اللہ) (حدیث بخاری شریف جلد اوّل ص ۱۹۲)

تمہیں یہ حق کس نے دیا ہے؟:

آج یہ بحث ہوئی ہے کہ جی:

برداشت ہونی چاہیے۔

قانون ہاتھ میں نہ لینا چاہیے۔

جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

معاملہ عدالت میں جانا بہتر ہے تا کہ عدالت صحیح نتیجہ پر پہنچ کر فیصلہ کرے۔

ان بھلے مانس مسلمانوں سے کوئی پوچھے کہ جو فیصلے قرآن وسنت نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کر دیئے ان میں ترمیم کا حق تمہیں کس نے دیا ہے؟

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گستاخ رسول کو فرار کا موقعہ دیتے تھے؟

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گستاخ رسول کو فوری طور پر اس کے انجام تک پہنچایا نہیں؟ کیا پاکستان میں قرآن وسنت و آثار صحابہ سے روشنی لی جائے گی یا کسی انگریزی قانون کی؟ پاکستان کے روشن خیال انگریزی حکمرانوں: کو قرآن وسنت اور صحابہ واہل بیت کی پیروی روشن خیالی سے رکاوٹ نظر آتی ہے اور وہ پاکستان کے عوام کو بے وقوف سمجھتے ہوئے کروڑوں عاشقان رسالت کے جذبات سے کھیلنا چاہتے ہیں۔

قرآن کریم واشگاف الفاظ میں فرما رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادنیٰ سی گستاخی پر تمہارے تمام اعمال ضبط کر لئے جائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲

(سورۃ الحجرات)

”اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل

اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''[1]

---

[1] لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ

اس آیت کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ:

''یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے حق میں نازل ہوئی صحیح بخاری میں ابن ابی ملیکہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے ہ قریب تھا کہ دو بہترین ہستیاں ہلاک ہو جائیں یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) ان دونوں کی آوازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بلند ہو گئیں بنو تمیم کا وفد حاضر ہوا تھا ایک تو اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) کو کہتے تھے جو نبی مجاشع میں تھے اور دوسرے شخص کی بابت کہتے تھے اس پر حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ تم تو میرے خلاف ہی کیا کرتے ہو فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا نہیں نہیں آپ یہ خیال بھی نہ فرمایئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں اس کے بعد تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نرم کلامی کرتے تھے کہ آپ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا اور وہ روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے قعقاع بن معبد کو اس وفد کا امیر بنایئے اور حضرت (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے نہیں بلکہ حضرت اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) کو اس میں آوازیں کچھ بلند ہو گئیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۵، ص ۱۴۳، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

سچ فرمایا کسی عاشق صادق نے کہ:

ادب گا ہیت زیر آسماں از عرش بالا تر
نفس گم کردہ می آید خبید و بایزید اینجا

اور کس نے اس میں خوب ترمیم کی کہ:

نفس گم کردہ میں آید ابوبکر و عمر اینجا

علامہ ابن کثیر دمشقی مدیر فرماتے ہیں کہ:

''الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آوازیں بلند کرنے سے منع فرما دیا امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے دو شخصوں کو کچھ بلند آوازیں مسجد نبوی میں سن کر وہاں آکر ان سے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم کہاں ہو پھر ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا طائف کے آپ نے فرمایا اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں پوری سزا دیتا۔''

(تفسیر ابن کثیر ج ۵، ص ۱۴۴، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام:

حافظ ابن کثیر دمشقی (رحمۃ اللہ علیہ) مزید فرماتے ہیں کہ:

"علماء کرام کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بھی بلند آواز سے بولنا مکروہ ہے جیسے آپ کی حیات (ظاہرہ) میں آپ کے سامنے مکروہ تھا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح اپنی زندگی (ظاہری) میں قابل احترام وعزت تھے اب اور ہمیشہ تک آپ اپنی قبر (مبارک) میں بھی باعزت اور قابل احترام وعزت ہیں۔"

پھر آپ کے سامنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے جس طرح عام لوگوں سے باتیں کرنی منع فرمائیں بلکہ آپ سے تسکین و تاسیس عزت و ادب حرمت و عظمت سے باتیں کرنی چاہئے اور جگہ ہے۔ (لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا) اے مسلمانو! رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو پھر فرمایا ہے کہ ہم نے تمہیں اس بلند آوازی سے اس لئے روکا ہے کہ ایسا نہ ہو کسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو جائیں اور آپ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ (جلہ جلالہٗ) ناراض ہو جائیں اور تمہارے کل اعمال ضبط کر لئے اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہ چلے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص اللہ کی رضا مندی کا کوئی کلمہ ایسا کہہ جاتا ہے کہ اس کے کلمے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ اتنا پسند آتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ جنتی ہو جاتا ہے اسی طرح انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی کلمہ ایسا کہہ جاتا ہے کہ اس کے نزدیک تو اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی لیکن رب تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے جہنم کے اس قدر نیچے طبقہ میں پہنچا دیتا ہے جو گڑھا زمین و آسمان سے زیادہ گہرا ہے۔" (ابن کثیر ج ۵، ص ۱۴۴)

قائد و مقلد کا ٹھکانہ:

فقیر عرض کرتا ہے کہ جناب گورنر صاحب بہادر آنجہانی نے جو کلمات بولے تھے کہ یہ کالا قانون ہے اور ان کی "قائد شہید محترمہ" نے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں قرار دیا تھا کیا ان کی وجہ سے وہ قائد اور ان کے یہ مقلد دونوں کا ٹھکانہ حافظ ابن کثیر نے حدیث مبارکہ سے ثابت نہیں کر دیا؟

"پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"پھر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آواز پست کرنے کی رغبت دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے نبی کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کرتے ہیں انہیں اللہ رب العزت نے تقویٰ کے لئے خاص کر لیا ہے اہل تقویٰ اور محل تقویٰ یہی لوگ ہیں جو مغفرت الٰہی کے مستحق اور اجر عظیم کے لائق ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر جلد ۵، ص ۱۴۵، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

آیت کریمہ کی شان نزول:[1]

یہ آیت حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حضرت ثابت خانہ نشین ہو گئے بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو حضرت ثابت ابن قیس کے پڑوسی تھے انہوں نے حضرت ثابت ابن قیس سے پوچھا وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ جنتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے چونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کے بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو چچا ابا بھائی بشر نہ کہو رسول اللہ شفیع المذنبین کہو۔ (تفسیر نور العرفان مطبوعہ لاہور ص ۸۲۳، حاشیہ ۳، ۴)

معلوم ہوا کہ...... تمام قوانین کے متعلق نرمی ہو سکتی ہے مگر تحفظ ناموس رسالت میں ذرہ برابر لچک خود ذات باری تعالیٰ کو بھی گوارہ نہیں ہے۔

اگر کسی اہم سے اہم شخصیت کی بے ادبی سرزد ہو جائے تو برداشت بھی ہو سکتی ہے قانون کا دروازہ کھٹکھٹانے اور اس بے ادبی کو انجام تک پہنچانے میں دیر

---

[1] اس آیت کریمہ کا بیان بھی اپنے مقام پر انشاء اللہ کیا جائے گا معلوم ہوا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخ ایمان کو ضائع کر دیتی ہے تو سارے میڈیا کے سامنے گستاخی کرے اور ایک بڑے منصب پر فائز بھی ہو وہ کیسے مومن رہ سکتا ہے اور قابل معافی کیونکر ہو سکتا ہے چہ جائیکہ وہ کسی غیر مسلم کو گستاخی کی معافی دلوانے کے لئے پوری جدوجد کر رہا ہو؟

ہو بھی جائے تو کوئی بات نہیں قانون ہاتھ میں نہ لو اور عدالت کا انتظار کرو کہ وہ کیا سزا سناتی ہے اور جلدی نہ کرو مگر جب ذات مقدسہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئے گی تو پھر دیر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا مقرر فرما دی ہے اور وہ آخرت میں تو عمل کی بربادی ہے اور دنیا میں مرتد کی سزا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

منافقین و مرتدین کو جہاں پاؤ قتل کر دو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ:

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۙ﴿۸۹﴾

وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار۔"[۱]

---

[۱] جو قبول اسلام کے بعد مرتد ہو گئے ان کے لئے حکم قرآن:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ (سورۃ التوبہ)

"تو جنگ کرو کفر کے پیشواؤں سے بے شک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں ہیں (ایسوں سے جنگ کرو) تاکہ یہ لوگ باز آئیں جائیں۔"

ا ہ

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ

[ا] ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''ان لوگوں کو کفر کے پیشوا اور سرغنے کہا جا رہا ہے جو قبول اسلام کے بعد مرتد ہو گئے جو اسلام کے سایہ میں امن وراحت کی زندگی بسر کرنے کے باوجود اتنے طوطا چشم ہیں کہ اس پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور ان کی قسموں پر اعتماد کرنا یا ان کی چکنی چپڑی بات میں آجانا بڑی سادہ لوحی ہے جو ایمانی فراست سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی ان کو کھوپڑی پر جب تمہارا آہنی گرز لگے گا تو ان کو ہوش آجائے گا اور وہ حقیقت شناسی کی طرف مائل ہوں گے کفار کی زینت کا کتنا صحیح تجزیہ ہے۔'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۱۸۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ان سے جنگ جاری رکھو:

کتنا واضح حکم ہے کہ یہ کفر کے پیشوا مرتد ہونے کے بعد اگرچہ لاکھ قسمیں کھائیں پریس اور میڈیا کے سامنے مگر ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے ان کی قسموں کے باوجود ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ان سے جنگ جاری رکھی جائے گی فرمایا ''فَقَاتِلُوْا'' ان سے قتال جاری رکھو۔ چنانچہ:

دشمنانِ مصطفیٰ سے جنگ رہے گی جنگ رہے گی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

موذیان مصطفیٰ سے جنگ رہے گی جنگ رہے گی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''یعنی اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو ستانے والوں سے جہاد کرو''

''اگر ذمی کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرے یا اسلام پر اعتراضات کا منہ کھولے تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ ذمی کفار پر ہمارے اسلام کا احترام لازمی ہے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۳۰۰، حاشیہ ۴، ۵)

گر ایک کافر عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی ہے اور اسلام کی تضحیک کرتی ہے تو کیا اس کی حفاظت کرنا ہمارے ذمہ ہے یا اس کو قتل کرنا اور بجائے اس کو قتل کرنے کے کیا اگر کوئی اہم منصب پر فائز شخصیت اس کی حمایت کرے اور اس کی معافی کی درخواست کرے تو اس کا ایمان رہ جائے گا؟ کیا وہ مرتدین میں شامل نہ ہوگا؟ اور اس سے آیت مندرجہ بالا کے تحت ارتداد کی سزا کا معاملہ نہ کیا جائے گا جناب عاشق رسول غازی ملک ممتاز قادری صاحب نے جو کچھ کیا ہے قرآن وسنت کے مطابق کیا ہے؟

فرماتے ہیں کہ:

''جو منافق مسلمانوں کے ساتھ جہادوں میں شریک نہ ہوئے بلکہ ان کے خلاف کفار سے ساز باز کی اور ان کی یہ حرکت مسلمانوں پر کھل گئی تو وہ شریعت کے مرتد ملت کے باغی ملک کے غدار بہرحال قتل کی سزا وار ہیں ان کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو جماعتیں ہو گئیں بعض ان کی ظاہری کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان کے قتل کے مخالف تھے اور بعض ان کے اس ارتداد غداری کو دیکھ کر ان کے قتل کے حامی تھے رب نے دوسری جماعت کی حمایت کی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابل کفار سے ساز باز کرنے والا قتل کا مستحق ہے اگرچہ کلمہ ہی پڑھتا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض ظاہری ایمان کے بعد کفر کا ظہور ارتداد ہے منافق پہلے سے ہی جھوٹے تھے مگر بظاہر مسلمان تھے اس غداری سے مرتد ہوئے۔''

(تفسیر نور العرفان مطبوعہ لاہور ص ۱۵۵، حاشیہ ۳)

قارئین کرام!

غور فرمائیں کہ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو کیسے کھول کر بیان فرمایا گیا کہ کسی منافق کے کہنے میں آ کر کفار سے دوستی نہ کرنا اور جو کافروں سے ساز باز کر کے ملک وملت وشریعت کے غدار ہو جائیں وہ مرتد ہیں ان کی سزا قتل ہے اگرچہ بظاہر کلمہ پڑھیں۔

تو جو کلمہ گو کسی انگریز کے کہنے پر گستاخ رسول کی سزا میں ترمیم کا خواہاں ہو اور اس کے لئے عملی جدوجہد بھی کرے وہ کیا اس قابل ہے کہ اسے کھلا

چھوڑ دیا جائے؟

کیا ایسا کرنے والا منافق نہیں ہے؟

کیا ایسا کرنے والا مرتد نہیں ہے؟

کیا مرتد کی سزا قتل نہیں ہے؟

کیا یہ روشن خیال لوگ غیر ملکی آقاؤں کی خوشی حاصل کرنے کو روشن خیالی کا نام نہیں دے رہے چاہے اس سے ایمان کا جنازہ ہی کیوں نہ نکل جائے؟

کیا آیت کریمہ میں ان جیسے لوگوں کو ''جہاں پاؤ قتل کر دو'' کا حکم نہیں دیا گیا؟

کیا قرآن وحدیث کی یہ کھلم کھلی مخالفت کفر وارتداد نہیں ہے؟

کیا جناب غازی ممتاز قادری نے اپنے ایمان کا ثبوت دیتے ہوئے ان احکام قرآنی پر عمل نہیں کیا؟

کیا مسلم ملک میں عاشق رسول سے یہ سلوک کرنا روا ہے جو ممتاز قادری سے ہو رہا ہے؟

کیا پاکستان جیسے اسلامی ملک کے کروڑوں عوام کی آواز دبانا جمہوریت ہے؟

؎ آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

تمہیں کیا ہوا؟:

بلکہ اس آیت کریمہ سے پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ منافقین و مرتدین کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والوں کو جھنجوڑتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا

كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ (سورۃ النساء)

''تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو گئے
اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کوتکوں کے سبب کیا یہ
چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ
گمراہ کرے تو ہرگز نہیں اس کے لئے راہ نہ پائے گا۔''

پتہ چلا کہ جو لوگ ان گستاخانِ رسالت کی حمایت میں فتویٰ جاری کریں وہ اللہ تعالیٰ کے مدمقابل (معاذ اللہ) منافقوں اور مرتدین کی حمایت کرتے ہیں۔

گستاخی رسول کی حمایت کرنے والے کو ارشاد ہوا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اسے راہ دکھانے کی کوشش کر رہے ہو جسے اللہ نے گمراہ کر دیا اب فرمایئے کہ:

''کیا کلمہ پڑھ کر گستاخ رسول کی حمایت کرنا منافقت ہے یا نہیں؟''

پھر اس حمایت (منافقت کو) روشن خیالی کہنا شریعت سے تصادم ہے یا نہیں؟ گستاخی رسول کی مخالفت و مخاصمت کو انتہا پسندی کا نام دینا انگریز کی وفاداری کا ثبوت ہے یا نہیں؟

اس منافقت کو وسیع النظری اور اس کی مخالفت کو تنگ نظری کہنا قرآن کی مخالفت ہے یا نہیں؟

کیا قانون گستاخ رسول کی سزا موت ہے'' کو بدلنا یا اس میں ترمیم کی شورش برپا کرنا اسلامی طریقہ کی مخالفت ہے یا نہیں؟

اس لئے تو فرمایا گیا ''تمہیں کیا ہو گیا'' کہ کلمہ بھی پڑھتے ہو اور منافقین

ومرتدین کی حمایت بھی کرتے ہو اور جیسے اللہ نے گمراہ کیا اسے ہادی بنانے کی مذموم کوششیں بھی کرتے ہو تو پھر بتایئے کہ کیا کلمہ پڑھ کر گستاخی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں) کرنے والا منافق ہے یا نہیں۔

کیا ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں؟

منافقین و گستاخانِ رسول کی فریب کاریاں:

کچھ کلمہ گو لوگ گستاخ رسول کی حمایت میں یہاں تک بھی کہہ ڈالتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہرہ میں تو کسی گستاخ رسول کو قتل نہیں کیا گیا حالانکہ یہ ان کی فریب کاری ہے یا پھر مطالعہ میں کمی ملاحظہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق گستاخ رسول کو فوری قتل کر دیا:

قارئین کرام!

متعدد مفسرین نے یہ واقعہ اپنی اپنی تفاسیر میں نقل فرمایا کہ:

''بشر منافق کا ایک یہودی کے ساتھ کچھ جھگڑا تھا یہودی نے کہا کہ چلو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیصلہ کروائیں منافق بولا کہ چلو کعب ابن اشرف سے فیصلہ کرائیں یہودی نے کعب ابن اشرف کو پنچ ماننے سے انکار کر دیا اور مقدمہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا پھر یہ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ لائے یہودی نے آپ سے یہ عرض کیا کہ بارگاہِ نبوی سے میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے مگر بشر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس لایا فاروق اعظم نے

اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ:

’’جو فیصلہ مصطفوی سے راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہ ہے۔‘‘

اس پر یہ آیت اتری:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ (سورۃ النساء)

’’کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔‘‘ (تفسیر نور العرفان ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۳۷، ۱۳۸)

اسی آیت مبارکہ کے تحت حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ:

’’اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہے

دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کی اپیل کہیں نہیں ہو سکتی آپ کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔

تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے راضی نہ ہونا کفر ہے اور وہ (حضور کے حکم سے راضی نہ ہونے والا) شخص مرتد

واجب القتل ہے کیونکہ یہ شخص بظاہر مسلمان تھا آج شرعاً مرتد ہوا اور قتل کیا گیا۔ چوتھے یہ کہ عدل میں اپنے پرائے کا خیال نہ چاہئے منافق گو ظاہری مسلمان تھا مگر فیصلہ یہودی کے لئے ہوا۔

پانچویں یہ کہ سرداران کفر طاغوت یعنی انسانی شیطان ہیں کہ کعب ابن اشرف یہودی کو طاغوت فرمایا گیا۔" (تفسیر نور العرفان از حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ، (ص ۱۳۷، ۱۳۸)

طاغوت۔ احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ کرنے والے:

وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس حضرت ضیاء الامت پیر سید محمد کرم شاہ صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت اور اس کی مندرجہ بالا شان نزول تحریر فرما کر لکھتے ہیں کہ:

"یہاں "طاغوت" سے مراد وہ حاکم اور عدالت ہے جو احکام الٰہی کے خلاف مقدمات کا فیصلہ کیا کرے۔" (تفسیر ضیاء القرآن ج،، ص ۳۵۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

حضرت ضیاء الامت نے مندرجہ بالا آیت کی شان نزول یوں تحریر فرمائی کہ:

"ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتا تھا تنازعہ ہو گیا یہودی حق پر تھا اس نے اس بظاہر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے کہا اس منافق کے دل میں چور تھا اسے معلوم تھا کہ وہاں تو سفارش نہ چلے گی اور نہ رشوت سے کام بنے گا اس

لئے اس نے کہا کہ تمہارے عالم کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں یہودی اس بات پر رضا مند نہ ہوا چنانچہ چارو ناچار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہودی حق پر تھا فیصلہ بھی اس کے حق میں ہوا منافق کو پسند نہ آیا تو وہ یہودی کو لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہاں سے بھی وہی حکم ملا لیکن اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا آخر دل میں سوچا کہ میں بظاہر تو مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں وہ یقیناً میرے اسلام کا پاس کرتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ دیں گے چنانچہ اس نے یہودی کو بھی اس پر رضا مند کر لیا جب وہاں پہنچے تو یہودی نے عرض کی کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں اب یہ مجھے آپ کے پاس لایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رُوَيْدَ كُمَا حَتّٰى اَخْرُجَ اِلَيْكُمَا

"میرے آنے تک ٹھہرو"

چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے تلوار بے نیام کئے واپس آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا:

هٰكَذَا اَقْضِىْ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَرْضٰى بِقَضَآءِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ

"جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا میں اس کا یوں فیصلہ کیا کرتا ہوں۔" تو:

نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْتَ الْفَارُوْقُ (قرطبی)

''اس پر یہ آیت (مندرجہ بالا) نازل ہوئی اور حضور نے اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم فاروق (حق و باطل) میں فرق کرنے والے ہو۔'' (تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۳۵۷)

قارئین کرام! اس سے اگلی آیت:

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ (سورۃ النساء)

''اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس کتاب کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے اور رسول کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو کہ منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے۔''

کے تحت تو ان حکمرانوں کے ڈھول کا پول کھولتے ہوئے حضرت ضیاء الامت نے فرمایا:

یہ منافقانہ طریقہ ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ ان منافقین کی یہ عادت تھی کہ جس مقدمہ کے متعلق انہیں یہ یقین ہوتا کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا اس کے تصفیہ کے لئے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوتے اور جس کے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم جھوٹے ہیں تو اس کے لئے ایسے حاکم کے پاس جاتے جہاں انہیں معلوم ہوتا کہ ہم اپنے اثر و رسوخ یا رشوت سے اپنے حق مین فیصلہ کرا لیں گے آج بھی بعض لوگ ایسے امور میں تو شریعت کے مطابق فیصلہ کرانے پر بڑے مصر ہوتے ہیں جہاں انہیں فائدہ

کی توقع ہو اور جہاں یہ خیال ہو کہ شریعت کا قانون ان کے خلاف ہے تو اس وقت دوسرے قوانین اور رسم و رواج وغیرہ کی آڑ لیتے ہیں اور شریعت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے آپ خود سوچیں کہ ان کے درمیان اور عہد رسالت کے منافقین کے درمیان پھر کیا فرق ہوا۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۳۵۸، ۳۵۷، مطبوعہ لاہور)

اسی آیت کے تحت حضرت حکیم الامت نے ارشاد فرمایا کہ:

"معلوم ہوا کہ شریعت کا حکم ہوتے ہوئے امریکہ، لندن والوں کے قانون کو اچھا سمجھنا منافقانہ طریقہ ہے۔"

(تفسیر نور العرفان مطبوعہ لاہور ص ۱۳۸، حاشیہ ۳)

کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی آج کے یہ منافقین یہی اعتراض کریں گے؟:

قارئین کرام!

جب حضرت سیدنا فاروق اعظم نے اس منافق بے ایمان کا سر قلم کیا تو کیا یہ آج کیلئے منافقین کے اعتراضات ان پر بھی وارد ہوں گے مثلاً:

قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے۔

عدالت کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گستاخوں کو معاف فرما دیا تم کون ہوتے ہو سزائے موت دینے والے گستاخ رسول کو فی الفور قتل کرنے کا طریقہ غلط ہے۔

قانون بدلنا چاہئے۔

یا پھر تسلیم کریں گے کہ

جناب غازی ممتاز قادری نے بالکل درست اقدام کیا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح گستاخ رسول کو فی الفور قتل کر دیا ہے اور غور فرمائیے حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے قصاص نہ لیا گیا۔

یعنی وہ بشر (منافق جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ تسلیم نہ کیا تھا) فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا اور اس کے وارث جب خون کا بدلہ مانگیں تو خون کا بدلہ نہ دلوایا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رب نے فاروق اعظم کے اس فعل کو سراہا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے مومن نہیں ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشد فرماتا ہے کہ:

وَاِنَّ مِنۡكُمۡ لَمَنۡ لَّيُبَطِّئَنَّ‌ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَىَّ اِذۡ لَمۡ اَكُنۡ مَّعَهُمۡ شَهِيۡدًا ﴿۷۲﴾

(سوۃ النساء آیت ۷۶)

"پس (اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے رب کی قسم لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کر لیں دل و جان سے۔"

امام ابن حریر نے اس آیت کی تفسیر میں مندرجہ بالا واقعہ بشر منافق تحریر فرمایا:

ضیاء الامت حضرت پیر سید محمد کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سابق چیف جسٹس

وفاقی شرعی عدالت رقمطراز ہیں کہ:

''امام ابن جریر کا قول ہے کہ اس آیت کا تعلق بھی اس سابقہ واقعہ سے ہے اور یہ حکم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات تک نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے ہر شخص کے لئے ہے اور یہی ایمان کی اساس ہے کہ جو شخص اطاعت رسول سے سرتابی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قسم سے موکد کر کے اپنا فیصلہ یوں دیتا ہے کہ وہ مومن نہیں وہاں تو وہی اطاعت قبول ہے جو اس کے رسول کی اتباع و پیروی میں ہو اور وہی مطیع، مطیع ہو گا جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا طوق زیب گلو کے حاضر ہو گا۔''

''اس جملہ نے (وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) تو یہاں تک تصریح کر دی کہ ظاہری انقیاد و تسلیم کافی نہیں بلکہ مومن وہ ہو گا جو دل کی گہرائیوں میں بھی فرمان رسول کے خلاف کوئی گرانی اور گھٹن محسوس نہ کرے۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۳۶۰، حاشیہ ۱۰۳، ۱۰۴)

جو فرمان رسول کو کالا قانون قرار دے:

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیے کہ آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو تسلیم نہ کرنے والے اور آپ کے حکم کے خلاف دل میں گھٹن محسوس کرنے والے کو ایمان کے دائرہ سے نکالا جا رہا ہے اور نکالنے والا کوئی مولوی ملاں یا مفتی نہیں خود خالق کائنات ہے تو جو مرتد یہ بکے کہ یہ کالا قانون ہے وہ

ایمان کے دائرہ میں رہے گا؟ اور اس کا قتل فاروق اعظم کی طرح فی الفور واجب ہوگا یا نہیں؟ (فاعتبروا یا اولی الالباب)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا:

گستاخ رسول اگرچہ عابد وزاہد کیوں نہ ہو اس کے بوجھ سے اس زمین کو پاک کرنا سنت فاروقی ہے اس ضمن میں مفسرین ومحدثین نے ایک اور واقعہ قلمبند کیا وَھُوَ ھٰذَا ''حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا کو لوگوں کا امام مقرر فرمایا کچھ لوگوں نے شکایت کی کہ یہ نابینا امام روزانہ سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰی کی تلاوت کرتا ہے تو آپ نے اس کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں یہ سورت اس لئے روزانہ پڑھتا ہوں کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زجر و توبیخ کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے فرمایا تجھے اور کوئی سورۃ یاد نہیں اس نے کہا میں سارے قرآن کا حافظ ہوں مگر اس سورت کے پڑھنے سے مجھے تسکین ہوتی ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے بیت شرف میں گئے اور تلوار لا کر اس کی گردن اڑا دی۔ (وتواریخ وسیر کی عام کتب میں یہ واقعہ ابن تفاصیل کے ساتھ موجود ہے)

یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور کا واقعہ ہے اور حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ کہ وہ امام جو کہ عابد و زاہد ہی نہیں تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نمازیں پڑھانے والا امام تھا مگر اس سے یہ ادنیٰ سی گستاخی سرزد ہوئی کہ اس نے قرآن تو پڑھا مگر صاحب قرآن سے بغض رکھا اور پوشیدہ بغض رکھنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا تو جو بے ایمان علی الاعلان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے قانون کو (گستاخ رسول کی

سزا موت ہے) ایسا قانون کہ جس پر قرآن و حدیث کے دلائل بھی موجود ہوں کالا قانون قرار دے اسکو اگر کسی عاشق رسول نے گولی ماردی تو برحق ماری ہے اور جنت خرید لی ہے۔

مبارکباد کے مستحق ہیں عاشق رسول جناب ممتاز قادری جنہوں نے ایک شاتم رسول سے اس زمین کو پاک کیا کیونکہ:

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

کوئی مولوی ملاں ہو یا غیر مولوی......کوئی عالم فاضل ہو یا غیر عالم......

کوئی اپنا ہو یا بیگانہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کسی کو بھی محبوب رکھتا ہے تو وہ عذاب کا مستحق ہے۔

کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ محبوب رکھنے والے عذاب الٰہی کا انتظار کریں:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ التوبۃ آیت ۲۴)

”(اے محبوب) تم فرما دو اگر تمہارے باپ اور تمہارے

بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔"

بے ایمانوں سے دوستی کرنے والے ظالمین ہیں:

بلکہ اس آیت کریمہ سے پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے قریبی رشتہ دار اگر کفر کو ایمان پر ترجیح دیں تو ان سے محبت و دوستی نہ رکھو ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾

(سورۃ التوبہ آیت ۲۳)

"اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔"

معلوم ہوا کہ تمام حقوق سے بڑھ کر اللہ رسول کا حق ہے اس کے مقابل نہ باپ ہے نہ بھائی بھائی۔ (تفسیر نور العرفان ص ۳۰۲، حاشیہ ۷)

تو جب ان اہم رشتہ داریوں کو اللہ رسول کے مقابل کوئی اہمیت حاصل نہیں تو کسی عیسائی عورت کو کیا اہمیت حاصل ہوگی کہ اس کی سفارش کی جائے اور

کسی گورنر کو کیا حق حاصل ہے کہ ایسی عورت کی سفارش کرے۔

ایسے ہی کسی حکمران کو کسی نے یہ اختیار دیا کہ وہ ایسے بے ایمان کو جو ایسی عورت کی سفارش کرے مومن یا مسلمان یا شہید سمجھے بلکہ ایسے بے ایمان بھی انہیں میں شامل ہیں جو گستاخان رسول ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے محبت رسول میں اپنے باپ کو قتل کیا:

ملاحظہ ہو حافظ ابن کثیر دمشقی تحریر کرتے ہیں کہ:

''بیہقی میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے باپ نے بدر والے دن ان کے سامنے بتوں کی تعریفیں شروع کیں (اللہ رسول کے مقابل) آپ نے اسے ہر چند روکنا چاہا لیکن وہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ باپ بیٹوں میں جنگ شروع ہو گئی تو:

فَقَلَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ هٰذِهِ الْاٰيت

''آپ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔''

(تفسیر ابن کثیر عربی ج ۳، ص ۳۶۵ اردو ترجمہ ج ۲، ص ۳۲۹)

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ''لَا تَجِدُ قَوْمًا الخ''

اب فیصلہ قارئین فرمائیں کہ گستاخ رسول چاہے اپنا باپ ہی کیوں ہو اس کو موقعہ پا کر قتل کرنا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے کہ نہیں؟

اور کیا جناب غازی ممتاز احمد قادری صاحب نے اسی آیت و طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل کیا ہے کہ نہیں؟

اور کیا قرآن و سنت پر عمل کرنے والے کو جیل میں بھیجنا چاہئے کہ نہیں؟

اور کیا ایسے عاشق رسول کو جیل ڈالنے یا سزا دینے والے صحابہ و قرآن

کے منکر ہیں یا نہیں؟

کافروں اور گستاخوں سے ترک موالات کا حکم:

امام ابن کثیر نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ:

اَمَرَ تَعَالٰی بِمُبَایِنَۃِ الْکُفَّارِ بِہٖ وَاِنْ کَانُوْا آبَاءً اَوْ اَبْنَاءً وَنَھٰی عَنْ مَوَالَاتِھِمْ اِذَا (اسْتَحَبُّوْا) اَیْ اِخْتَارُوا (الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ)

(تفسیر ابن کثیر عبری ج ۳، ص ۳۶۵، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

"اللہ تعالیٰ کافروں (گستاخوں) سے ترک موالات کا حکم دیتا ہے ان کی دوستیوں سے روکتا ہے گو وہ ماں باپ ہوں، بہن بھائی ہوں، بشرطیکہ وہ کفر کو اسلام پر پسند کریں۔"

(تفسیر ابن کثیر اردو جلد ۲، ص ۳۲۹)

اللہ تعالیٰ ان سے ترک موالات کا حکم دے رہا ہے اور ہمارے انگریز نواز حکمران اسے بچانے کے اور اس سے محبت کی پینگ بڑھانے کے چکر میں ہیں۔

؎ خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

یہ بے ایمانی ہے:

مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"جب مشرکین سے ترک موالات کا حکم نافذ ہوا تو بعض کو یہ ناگوار گزرا اور وہ کہنے لگ گئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم

اپنے باپ بھائی وغیرہ اقرباء سے ترک تعلق کرلیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ کفار سے موالات کسی طرح جائز نہیں اور ایمان کے مقابلہ میں کسی رشتہ دار اور قرابت کو ترجیح دینا بے ایمانی ہے۔''

(تفسیر الحسنات ج ۲،ص ۲۸۹ از علامہ ابوالحسنات غازی کشمیر مفسر قرآن)

محبت خدا اور رسول اور ایمان کی دلیل:

مزید اگلی آیت کی تفسیر فرماتے ہیں کہ:

''اللہ اور اس کے حبیب اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبت اگر باپ بیٹے بیوی سے ہو یا مال و منال جائیداد و جاگیر سے ہو یا اپنے تجارتی معاملات سے ہو تو حکم الٰہی یعنی عذاب کا انتظار کرو وہ عذاب جلدی آئے یا تعویق و تاخیر سے۔''

اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ دین کی محافظت میں دنیا کی ہر مصیبت و مشقت برداشت کرنا مسلمان کا فرض ہے خواہ وہ مصائب قید و بند کے ہوں یا نقصان جان و مال کے۔

مختصر یہ کہ اللہ و رسول کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات اصلاً قابل التفات نہیں ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنا اور اعلاء کلمۃ الحق میں پیش پیش رہنا محبت خدا اور رسول اور ایمان کی دلیل ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا تَوْفِیْقَ طَاعَتِکَ وَاِطَاعَۃَ حَبِیْبِکَ ﷺ

(تفسیر الحسنات ج ۲،ص ۶۸۹، از علامہ ابوالحسنات قادری)

قارئین کرام!

کتنی واضح اور دو ٹوک بات حضرت مفسر قرآن نے فرما دی ذرا خط

کشیدہ الفاظ کو دوبارہ پڑھیں اور اس زمانہ کے غازی علم الدین جناب حضرت غازی ممتاز قادری کے عشق رسول کی داد دیں اور شکریہ ادا کریں کہ جس مجاہد ملت نے ملت پاکستان کے کروڑوں عوام کی عزت رکھ لی اور ان کی طرف سے نمائندگی کا بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حق ادا کر دیا۔

؎ خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والے ذلیل ترین ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓىِٕكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ (سورۃ مجادلہ آیت ۲۰)

"بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ:

"معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی دانست میں اللہ کی مخالفت نہیں کرتا کافر بھی کفر کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ رب اس سے راضی ہے ہاں حضور کی مخالفت کرتے ہیں اسے رب نے اپنی مخالفت فرمایا۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۸۶۹، ۸۷۰، حاشیہ ۱۱، مطبوعہ لاہور از حکیم الامت)

مومن کامل کی علامت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ (سورۂ مجادلہ آیت ۲۲)

اس آیت کریمہ کے تحت حضرت مفسر اعظم مفتی احمد یار فرماتے ہیں کہ:

''یعنی مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل کفار کی طرف نہیں جھکتا اور ان سے مطلقاً الفت نہیں ہوتی اس کے ماں باپ بھائی بہن کافر ہوں تو اس کے دل میں ان سے الفت نہیں ہوتی محبت الٰہیہ دل میں دشمنانِ دین کی محبت نہیں آنے دیتی۔''

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدا یک تن بیگانہ کاشنا باشد

اللہ تعالیٰ ایسا کامل ایمان نصیب کرے اس آیت سے وہ لوگ نصیحت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر مومن و کافر کو اپنا بھائی سمجھو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اس آیت کی جیتی جاگتی تصویر ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتی ابو عبیدہ ابن جراح نے احد میں اپنے باپ جراح کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بدر میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کیا حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو بدر میں قتل کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹے عبدالرحمان کو پکارا کہ آپ بیٹے کے دو دو ہاتھ ہو جائیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بعد میں عبدالرحمٰن ایمان لے آئے۔

(تفسیر نور العرفان ص ۸۷۰، حاشیہ ۲)

یہ تو ہیں مومن کامل کی علامات:

اور جو کلمہ بھی پڑھے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں کا دفاع بھی

کرے اور گستاخ رسول کو سزا دلوانے سے انکار بھی کرے توہین رسالت کرنے والے کومعافی دلوانے کا بھی زور وشور سے ڈھنڈورا پیٹتے اور قانون الہی کو کالا قانون بھی کہے اور یہ بھی بکواس کرے کہ

"مجھے فخر ہے کہ میں نے ان (گستاخوں کو) امریکہ کے طیارے پر خود سوار کرایا ہے۔"

ایسے بے ایمان کوکون مسلمان سمجھتا ہے؟

ایسے منافق کوکون اچھا سمجھتا ہے؟

ایسے بے ایمان و بے حیا کو ملک ممتاز قادری کے ہاتھوں قدرت نے کیفر کردار تک پہنچایا ہے اسکی حمایت لینے والوں کو بھی اس کے انجام سے عبرت پکڑنی چاہیے۔

قارئین کرام! آیت فَلَا وَرَبِّكَ الخ" کے تحت میں تحریر کر رہا تھا کہ اتنی طویل بحث ہوگئی بہرکیف اسی آیت میں "يُحَكِّمُوكَ" کے تحت حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

ایک یہ کہ حضور کے سارے فیصلے ہمارے لئے برحق واجب العمل ہیں۔

دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلہ پر زبان اعتراض دراز کرنا یا نہ ماننا کفر وارتداد ہے

تیسرے یہ کہ اگر کوئی مجبوراً حضور کا فیصلہ مان تو لے مگر دل سے راضی نہ ہو وہ بھی کافر ہے۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۱۹، حاشیہ ۳)

مزید ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ:

''جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلامی احکام میں نقص نکالے اور عیسائی مشرکوں کے قانون کو اچھا جانے وہ اسلام سے خارج اور اس آیت کے حکم (لایومنون) میں داخل۔''

(تفسیر نور العرفان ص ۱۳۹ حاشیہ ۲)

اب کافروں کو جہاں پانا قتل کرنا قانون خداو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ملاحظہ ہو:

''کافروں کو جہاں پاؤ قتل کردو۔'' (القرآن)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۹۱)

''اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کردو۔''

اسی آیت کے تحت حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''معلوم ہوا ذاتی دشمن کو معاف کرنا اچھا ہے مگر قومی اور دینی دشمنوں سے بدلہ لینا ضروری ہے کیونکہ انہیں معاف کرنا قوم یا دین کو برباد کرنا ہے ذاتی معاملات میں معافی بہتر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان ص ۴۵، حاشیہ نمبر ۱۰)

قومی و دینی دشمنوں کو معاف کرنا قوم اور دین کی تباہی کے مترادف ہے:

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن بے ایمانوں کو معاف فرمایا تو ذاتی

دشمنی کی بناء پر معاف فرمایا کیونکہ انہوں نے حضور کو ذاتی طور پر ستایا تھا مگر ذات شریفہ سے ہٹ کر جن کافروں نے قوم اسلام یا دشمنان دینی بن کر حامیان اسلام یا مذہب و دین اسلام کو نقصان دیا ان کو نہ نبی کریم نے ہی معاف فرمایا نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیونکہ اگر قومی اور دینی دشمنوں کو معاف کر دیا جائے تو یہ قوم اور دین کا نقصان ہے۔"

چنانچہ فتح مکہ کے موقعہ پر ذاتی دشمنوں سے فرمایا "اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ" تم آزاد ہو اور فرمایا کہ "لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" آج کے دن تم پر مواخذہ نہ ہوگا مگر دین دشمنوں کے لئے فرمایا کہ آج کوئی کعبہ کے غلاف سے چمٹا ہوا بے ایمان کافر نظر آئے تو اسے بھی معاف نہ کرو بلکہ قتل کر دو اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف فرما دیا مگر دینی اور قومی دشمنوں کو کبھی معاف نہ فرمایا اگرچہ وہ اپنے سگے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ان کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں کو تو بالکل معافی نہ دی بلکہ ان کے کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قتل شاتم رسول حویرث بن نقید کا قتل:

صاحب معارج النبوت فرماتے ہیں:

"حویرث بن نقید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہجو کیا کرتا تھا فتح مکہ کے روز اس نے اپنے خون کے مباح ہونے کا سنا تو اپنے گھر میں دروازہ بند کر دیا اور گھر میں چھپ رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ دروازے پر آئے اور اس کا حال دریافت کیا انہوں

کہا جنگل کو چلا گیا۔''

حویرث کو جب معلوم ہوا کہ اس کو تلاش کر رہے ہیں تو وہ اتنی دیر ٹھہرا رہا کہ حضرت علی چلے گئے وہ باہر نکلا تا کہ دوسرے مکان میں چھپ جائے اتفاقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گی آپ نے اس کی گردن ماردی اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان کو پورا کر دیا۔ (معارج النبوت ج ۳،ص ۲۷ ۳، اردو)

گستاخِ رسول حارث بن طلاطلہ کا قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں:

حارث بن طلاطلہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والوں میں سے تھے فتح مکہ کے روز اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔ (معارج النبوت ج ۳،ص ۳۷۴)

گستاخانِ رسالت کو قتل کرنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود دیا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ مشرکین میں سے چھ عورتوں اور گیارہ مردوں کو جہاں بھی پائیں قتل کر دیں۔

(۱) عبدالعزیٰ بن حنظل اس کے قتل کا لوگوں کو حکم دینے کا سبب یہ تھا کہ فتح مکہ سے پہلے وہ مدینہ گیا اور مسلمان ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا اس کے بعد آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزائمہ کے ایک شخص کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا اس خزائی مرد نے اس کی خدمت گاری کے شرائط ادا کئے ایک روز ابو حنظل نے خزائی سے کہا کہ وہ کھانا مہیا کرے جب وہ نیند سے بیدار ہو گا تو کھائے گا خزائی نے اس سلسلے میں سستی کی ابو حنظل بیدار ہوا اور کھانا نہ پایا اس نے خزائی مرد کو فارغ البال سوئے ہوئے دیکھا اس واقعہ سے اس کے غصے کی آگ بھوک کی آگ سے مل گئی نفس

امارہ نے اسے ابھارا یہاں تک کہ اس بیچارے کو قتل کر دیا وہ ڈرا کہ اب مدینہ جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے قصاص کا حکم فرما دیں گے اس وجہ سے دین سے مرتد ہو کر صدقہ کے جانوروں کو ہانک کر مکہ لے گیا فتح مکہ کے روز مسلح ہو کر لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے نکلا اور خالد بن ولید سے معرکہ میں فرار ہو کر خانہ کعبہ میں پناہ لی جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف کی سنت ادا کر رہے تھے ایک صحابی اس سے مطلع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ رہا ابن حنظل خانہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے اسی جگہ قتل کریں حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے وہ اسی جگہ مقتول ہوا اور کہتے ہیں کہ ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ (معارج النبوت ج ۳، ص ۳۶۸)

(۲) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح...... یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے مسلمان ہو گیا اور بچ گیا۔

(۳) عکرمہ بن ابی جہل...... یہ بھی فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہو گئے۔ (۳۷۲،۳۷۱)

(۴) حویرث بن نقید...... جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (معارج سوم ۳۶۹)

(۵) مقیس بن حنابہ......اس کا جرم یہ تھا کہ اس کا بھائی ہشام بن حنابہ مدینہ میں آیا اور مسلمان ہو گیا غزوۂ مرایسع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آتا تھا نبی عمرو بن عوف کے ایک انصاری نے خیال کیا کہ وہ مشرک ہے اسے غلطی سے قتل کر دیا مقیس مدینہ میں آیا اور اپنے بھائی کے خون کا مطالبہ کیا چونکہ وہ غلطی سے قتل ہوا تھا دیت کا حکم ہوا دیت لینے کے بعد

مقیس مسلمان ہو گیا پھر دیت لینے کے باوجود اس انصاری کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ لوٹ گیا فتح مکہ کے روز ایک کونہ میں بیٹھ کر شراب پی رہا تھا بمسلہ بن عبداللہ شیئ کو اس کی خبر ہوئی اس نے جا کر اسے قتل کر دیا۔ (معارج النبوت ج ۳، ص ۳۷۲، ۳۷۳)

(۶) ہبار بن الاسود...... بوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے قاتل ہونے کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا مگر وہ مسلمان ہو گیا تو اسے معاف کر دیا اور فرمایا کہ اسلام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (معارج النبوت ایضاً)

(۷) صفوان بن امیہ...... اس کو قتل کرنے کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم فرمایا مگر وہ مسلمان ہو گیا۔

(۸) حارث بن طلالہ...... اس کو قتل کرنے کا بھی حکم دیا اور اسے حضرت علی نے قتل کیا۔ (معارج ج ۳، ص ۳۷۴)

(۹) کعب بن زہیر...... جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اس کو قتل کرنے کا بھی سرکار نے ارشاد فرمایا وہ بھاگ گیا اور بعد میں مسلمان ہو گیا۔
(معارج النبوت ج ۳، ص ۳۷۴)

(۱۰) وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ...... اس کو قتل کرنے کا بھی ارشاد تھا یہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (ایضاً ص ۳۷۶)

(۱۱) عبداللہ بصریٰ شعراء عرب میں سے تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجوم کیا کرتا تھا اس کے فرمایا کہ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام سابقہ گناہوں کا تدارک کر دیتا ہے۔ (معارج النبوت ج ۳، ص ۳۷۶، ۳۷۷)

(۱۲) عورت...... ہندا بنت عتبہ جو کہ بعد میں مسلمان ہو گئیں۔

(۱۳۔۱۴) ابن حنظل کی دو لونڈیاں ان میں سے ایک قتل اور ایک مسلمان ہو گئی۔

(۱۵) ابن حفطل کی ہی ایک اور لونڈی جو قتل کر دی گئی۔

(۱۶) سارہ عبدالمطلب کی لونڈی جسے حکم قتل پر حضرت علی نے قتل کیا۔

(۱۷) ام سعد اسے بھی حسب الحکم قتل کر دیا گیا۔

(معارج النبوت ج ۳،ص ۳۷۷،۳۷۸)

یہ سترہ افراد گستاخی رسول کی وجہ سے اور حکم رسول کی وجہ سے قتل بھی کئے گئے اور قتل کا حکم بھی دیئے گئے اور جو ایمان لے آئے انہیں حسب الحکم چھوڑ بھی دیا گیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے اور ایمان لانے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام!

آج میں نے ٹیلی ویژن کے ایک پروگرام میں ایک بے غیرت بی بی کو دیکھا جو بار بار کہہ رہی تھی کہ:

"حضور نے تو کسی کے قتل کا حکم دیا ہے نہ ہی کسی کو قتل کیا بلکہ آپ تو معاف فرماتے رہے۔"

تو اس بی بی کو بغیر علم کے فتویٰ نہیں دینا چاہیے کہ یہ علماء کا کام ہے اور عالم و غیر عالم برابر نہیں ہو سکتے۔

کیا برابر ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط (سورۃ الزمر، آیت:۹)

''فرما دیجئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں (علماء) اور وہ لوگ جو نہیں جانتے؟ (جہلا) آج کل تو فتویٰ دینا بڑا آسان ہو گیا ہے اس معاشرہ میں جو سب سے زیادہ پستی کا شکار ہو گا وہ علماء پر برسے گا اور ان پر فتویٰ دینے لگے گا اور جسے کوئی نہ پوچھتا ہو وہ علماء میں کیڑے نکالے گا۔''

یہ علامت قیامت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت جب آئے گی جبکہ علم اٹھ جائے گا اور:

اَفْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ قَدْ ضَلُّوا وَاَضَلُّوا (بخاری مسلم مشکوٰۃ وغیرہ)

''لوگ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

اس قسم کی بیبیاں اور بابے سمجھتے ہیں کہ ہم آل راؤنڈر ہیں ہمیں دین پڑھنے کی ضرورت نہیں ہم نے وہ علم پڑھ لیا ہے کہ اب ہم ہر قسم کے عالم ہو گئے ہیں جہاں چاہیں ویسے چاہیں بھونکتے پھریں اور دین کی بات کرنا کونسی مشکل ہے ہم جو کر رہے ہیں یہ نہیں جانتے کہ قوم کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

کعب بن اشرف کا قتل:

میں عرض کرتا ہوں کہ بی بی اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کرو ایک سیاسی کارکن ہونا اور بات ہے میرے آقا کی وفادار لونڈی ہونا اور بات اور بی بی تیرے جیسی بے شمار بیبیاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لونڈیوں کی گرد راہ پر قربان تم نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کے قتل کا حکم نہ فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئیں تجھے بتاتا ہوں کہ

سرکار نے حکماً گستاخوں کو قتل کروایا ملاحظہ ہو۔

''واقدی کہتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر میں مخالفین پر غالب آئے تو مدینہ کے تمام منافقین اور یہود خوار ذلیل اور نگونسار ہو گئے کہتے تھے کہ اس کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس طرف رخ کریں گے دشمنوں پر غالب آ جائیں گے کعب اشرف جو عظماء یہود میں سے تھا اس واقعہ سے بہت تنگ دل ہوا اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہوئے مشرکین کی تعزیت کے لئے مکہ گیا اور ان کی مجالس میں ان کی قتل کا مرثیہ پڑھا اور چند بے معنی جملے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق موزوں کئے ہوئے تھے جو اس نے مرثیہ کے دوران پڑھے چنانچہ انہیں عنقریب احاطہ تحریر میں لایا جائے گا۔''

جب وہ مکہ سے مدینہ واپس آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے مکہ میں جانے اور اشعار پڑھنے کی خبر ہوئی فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَلْفِنِی اِبْنَ الْاَشْرَفِ بِمَا شِئْتَ فِی اِعْلَانِہِ الشَّرِّ وَقَوْلِہِ الْاَشْعَارِ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ہماری طرف سے ابن اشرف کے شر کی کفایت کرے کیونکہ وہ خدا اور اس کے رسول کو ایذا پہنچانے والا ہے۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں؟ فرمایا ہاں۔

محمد بن مسلمہ گھر آیا تین دن رات تک اسی فکر و اندیشہ سے کہ میں نے ایک بات کہی ہے اسے پورا کر سکوں گا یا نہیں؟

کھایا نہ کچھ پیا...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سے فرمایا تجھ سے جو ہو سکتا ہے اپنی کوشش کرو۔

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممکن ہے مجھے آپ کے دوستوں کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے پڑیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت فرمائی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کام میں سعد بن معاذ سے مشورہ کرلو۔

حسب الارشاد جب سعد سے مشورہ کیا سعد نے کہا اس کے پاس جانا چاہئے اور اپنے فقر اور احتیاج کو بیان کرنا اور بطور قرض اس سے طعام طلب کرنا چاہئے اسے کسی بہانے سے قلعہ سے باہر لانا چاہئے اور اپنی مہم کو پورا کریں۔

چنانچہ محمد مسلمہ نے ابو نائلہ سلکان بن سلام کو جو کعب کا رضاعی بھائی تھا عباد بن بشر حارث بن اوس بن معاذ اور ابو العیس بن یسر کو اپنے ساتھ متفق کیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ بھی کعب کا رضاعی بھائی تھا ابو نائلہ کو انہوں نے پہلے کعب کے گھر بھیجا کعب عزت سے پیش آیا اور آنے کا سبب پوچھا۔

ابو نائلہ نے کہا وہ تمام مصائب جو ہم پر نازل ہوئے ان میں سے ایک یہ شخص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے ساتھ جنگ وجدال پر اتر آئے ہیں ہمارے اہل و عیال ضائع ہو گئے اور وہ ہر وقت ہم سے صدقہ میں مال طلب کرتا رہتا ہے حالانکہ ہمیں خود اتنا بھی نہیں ملتا کہ اپنا پیٹ بھر سکیں اب لوگوں کی اس کی طرف آمد و رفت بند ہو گئی ہیں اور اس کی وجہ سے ہم

بڑی تکلیف میں ہیں۔

کعب نے کہا میں پہلے ہی تجھے یہ بات کہتا تھا تو نے میری بات نہ سنی میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں ابھی تو تو نے کچھ بھی نہیں دیکھا قسم بخدا تم اس سے بھی زیادہ رنجیدہ اور پشیمان ہو گئے۔

اس کے بعد ابو نائلہ نے کہا میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں جو کہ میری اس رائے سے متفق ہیں ہمیں ضرورت پڑ گئی ہے ہم کچھ کھانا اور کھجوریں قرض لینے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں جو چیز آپ چاہیں گے ہم رہن رکھ دیں گے۔

کعب نے اپنی کھجوروں کی تعریف کرتے ہوئے کہا اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو ابو نائلہ نے جواب دیا اے کعب عورتوں کو گروی رکھنا مناسب نہیں خصوصاً آپ کے پاس جو کہ عرب میں سب سے زیادہ نیک ہے کعب نے کہا تو اپنے بیٹوں کو گروی رکھ دو ابو نائلہ نے کہا آج کے بعد تمہیں لوگ ملامت کریں گے اور ہمارے لئے عیب اور شرم کی بات ہے اگر آپ چاہیں تو اپنے اسلحہ کو گروی رکھ دیں؟ جب رات ہو جائے تو ہم آپ کے پاس لے آئیں کعب نے قبول کرتے ہوئے کہا جب تمہاری مرضی ہو لے آؤ۔

ابو نائلہ کعب کے گھر سے باہر آیا اور دوستوں کو اس سے آگاہ کیا تمام مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور صورت حال بیان کی ماہِ صفر کی چودھویں رات کو محمد بن مسلمہ چار افراد کیساتھ جن کے اسماء بیان ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے پر چل پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع غرقد تک اُن کے ساتھ تشریف لائے جب اِس جگہ پہنچے زبان معجز بیان سے فرمایا:

اِنْطَلِقُوْا بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اَعِنْھُم

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور پانچوں ساتھی قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور التماس کی کہ وہ قلعہ سے نیچے اُترے جب کعب نے اُن کی آواز سنی اُن کے پاس آنے کیلئے اُٹھا اُس کی بیوی نے جسے انہی دنوں میں نکاح میں لایا تھا کہا اے کعب کہاں جاتے ہو اُس نے کہا میرے بھائی محمد بن مسلمہ ابو نائلہ آئے بس اُن میں ملنے جا رہا ہوں اُس عورت نے کہا جس مرد کی میں نے آواز سنی ہے میرا خیال ہے کہ اُس سے خون ٹپکتا ہے کعب نے کہا میرے بھائی ہی ہیں کوئی دوسرا نہیں عورت نے اُس کا دامن پکڑ لیا اور اُن کے ملاقات سے اُسے منع کیا اور کہا قسم بخدا مجھے اُس کی آواز میں خون کی سرخی دکھائی دیتی ہے کعب نے کہا مجھے چھوڑ دے کیونکہ میرا بھائی ابو نائلہ ہے اگر میں خواب میں ہوں تو میری ایذا کی وجہ سے مجھے بیدار نہیں کرتا عورت نے کہا خدا کی قسم مجھے اس آواز سے شر کی بو آتی ہے کعب نے کہا:

اِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْدَعَا اِلٰى طَعْنٍ لَا

پھر عورت کے ہاتھ سے اس نے دامن کھینچا اور دامن گھسیٹتا ہوا باہر چلا گیا اس سے ایسی خوشبو پھوٹ رہی تھی جس سے دماغ تروتازہ ہو جاتا تھا کچھ دیر آپس میں باتیں کرتے رہے اور جو باتیں ابو نائلہ نے اسے کہی تھیں انہیں دہرایا پھر محمد بن مسلمہ نے اسے کہا کیا اچھا چاند ہے اگر کچھ دیر پسند کریں تو سیر کی جاسکتی ہے شعب تجوز تک چلیں اور باقی رات گفتگو اور مشاہدہ میں گذاریں کعب نے ان کے ساتھ اتفاق کیا سیر کے دوران ابو نائلہ نے اسے کہا مجھے تجھ سے عجیب خوشبو آتی ہے۔ اس نے کہا عرب کی سب سے زیادہ حسین وجمیل عورت میرے نکاح میں ہے ابو نائلہ نے اس سے بال سونگھنے کی اجازت طلب کی اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ نے یہ خواہش کی اجازت ملنے پر اس نے بالوں کو ہاتھ

میں پکڑا اور سونگھا تعریف کی اور دوسرے کو سنگھایا جب کچھ دیر گزر گئی ابو نائلہ نے دوبارہ درخواست کی اس دفعہ جب اجازت ملی اس کے سر کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا دشمن خدا کو مار دو مسلمانوں نے حملہ کیا لیکن کسی تلوار بھی کارگر نہ پڑی آخر کار محمد بن مسلمہ نے خنجر نکالا اس کی ناف پر مارا اور سینہ تک چیر دیا۔

کعب نے اس وقت ہیبت ناک آواز نکالی چنانچہ قلعہ والوں نے تند و تیز آواز کو سن کر آگ روشن کر دی مسلمانوں نے اس کتے کا سر جدا کیا اور مدینہ کی طرف چل دیئے اس کے متبعین اور دوست احباب مسلمانوں کے پیچھے بھاگے تو راستہ سے بھٹک جانے کیوجہ سے ان تک نہ پہنچ سکے کہتے ہیں کہ تلوار چلاتے وقت دوستوں کے ہاتھ سے حارث بن اوس کو کافی زخم لگا تھا اس سے اتنا خون بہہ گیا جس سے وہ چل نہیں سکتا تھا ساتھی اسے اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلے جب بقیع عرقد میں پہنچے اونچی آواز سے تکبیر کہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آواز سن کر سمجھ لیا کہ انہوں نے ابن الاشرف کو قتل کر دیا ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفۡلَحَتِ الۡوُجُوۡہُ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب میں عرض کیا:

وَجۡهُكَ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

پس اس لعین کے سر کو خاک ندامت پر پھینک دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا خدا کا شکر ادا کیا پھر اپنا لعاب دہن اوس کے زخم پر لگایا خدا تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت تندرست ہو گیا۔

(معارج النبوت ج ۳، ص ۱۳۴ تا ۱۳۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

قارئین کرام!

اس واقعہ کو بار بار پڑھیں اور ان بیبیوں اور بابوؤں کی جہالت کی داد دیں جو صرف اپنے پیاروں کو بچانے کے لئے دور دور اور بے پر کی ہانکتے ہیں غور کیجئے۔

کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلام محمد بن مسلمہ کو یہ نہ فرمایا تھا کہ ”کون ہے جو ہماری طرف سے ابن اشرف کے شر کی کفایت کرے۔“؟ یعنی اس کو قتل کرے۔

کیا اس قتل کی وجہ ایذاء و گستاخی رسول نہیں تھی؟ جبکہ سرکار نے فرمایا ”کیونکہ وہ خدا اور اس کے رسول کو ایذا پہنچانے والا ہے۔

کیا محمد بن مسلمہ نے یہ عرض نہ کی تھی یا رسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ فرمایا تھا ”ہاں“

اور پھر محمد بن مسلمہ نے اس گستاخ رسول کو قتل نہ کیا تھا؟

بی بی غور کرو

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ابو رافع حجازی تاجر کا قتل:

اس واقعہ کی شرح یہ ہے کہ کعب کے قاتل چونکہ اوس کے قبیلہ سے تھے خدا تعالیٰ کی توفیق سے انہوں نے بہت اہم کام کیا تھا اور یہ پسندیدہ خدمت کی تھی قبیلہ خزرج کے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال چٹکیاں لینے لگا کہ وہ بھی ایک ایسے دشمن دین کہ جو کعب کی طرح ہو قتل کریں استخارہ اور مشورہ کے بعد انہوں

ہو گیا حیران ہوتے تھے کہ اصحاب محمد کیسے لوگ ہیں کہ مضبوط قلعوں میں جن کے دروازے بند ہوتے ہیں لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

(معارج النبوت ج ۳،ص ۱۳۷، ۱۳۸، مطبوعہ لاہور)

بی بی جی فرمائیں:

موذی رسول کو قتل کا حکم دینے والا کون تھا؟

اسی کو قتل کرنے والا کون تھا؟

اور آج انگریز کی فرزندی میں رہ کر حق تک ادا کرنے والے کون ہیں؟

ابی بن خلف کی عبرتناک موت سرکار کے ہاتھ سے:

بی بی جی...... ابھی سے ناراض ہوگئی ہیں ابھی تو اور بھی کچھ ہم نے سنانا ہے لیجئے سنئے۔

میدان احد میں جب لشکر اسلام کو پہلے پہل شکست ہوئی تو ابی بن خلف گھوڑے پر سوار تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"اگر آپ آج مجھ سے بچ نکلیں تو مجھے کبھی نجات نہ ہو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حارث بن صمہ اور سہیل بن حنیف کے درمیان کھڑے تھے ابی بن خلف نے آپ پر وار کیا تو مصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ڈھال بن گئے اور شہید ہو گئے ایک آدھا نیزا سہیل کے ہاتھ میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے لے کر ابی بن خلف کی زرہ کے نیچے چبھو دیا۔

ابی اپنے گھوڑے کو ایڑھی لگا کر اپنی قوم کی طرف بھاگا اور بیلوں کی طرح چلانے لگا ابو سفیان نے کہا "تو مرے یہ چیخ و پکار کس لئے کر رہے ہو حالانکہ تجھے صرف ایک خراش سی آئی ہے گہرا زخم نہیں ہے۔

وہ بولا ''تو ہلاک ہو تجھے معلوم نہیں مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نیزا مارا ہے آپ مکہ میں تھے تو مجھے کہتے تھے عنقریب تو میرے ہاتھوں مرے گا۔

اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں ان کے ہاتھوں قتل ہوں گا اس لئے میں جانبر نہیں ہو سکتا خدا کی قسم مجھے اس قدر درد محسوس ہو رہا ہے کہ اگر سارے حجاز کو تقسیم کر دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔

چنانچہ اسی حالت میں واویلا کرتا ہوا واصل جہنم ہو گیا۔

(بخاری شریف، شواہد النبوت ص ۱۳۳، از علامہ جامی مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

ایک اور شاتم رسول اور اس کا نابینا قاتل:

اسماء بنت مروان بنی امیہ بن زید کے اولاد میں سے تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت اور ملت اسلام کی عیب جوئی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان بدر میں تشریف لائے تو اس ملعونہ نے اسلام اور اہل اسلام کی مذمت میں کی اشعار کئے تھے یہ اشعار عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ نے جو نابینا ہونے کی وجہ سے مدینہ میں رہ گئے تھے۔ ''سنئے'' انہوں نے اللہ سے یہ عہد کر لیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداسی پر اسماء بنت مروان کو قتل کر دیں گے۔

فتح بدر کے بعد جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو عمیر (رضی اللہ عنہ) ایک چمکتی ہوئی تلوار لے کر اسماء کے گھر گئے اس وقت اسماء کے بیٹے بھی اس کے ارد گرد سوئے ہوئے تھے اور اسماء اپنے ایک چھوٹے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔

عمیر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو اس سے جدا کرتے ہوئے تلوار کی دھار کو اس کے پہلو پر رکھ کر دبایا حتیٰ کہ وہ سینہ چیرتی ہوئی پشت کی طرف نکل گئی۔ جب صبح کے وقت نماز ادا کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھ کر پوچھا

عمیر رضی اللہ عنہ تم نے مروان کی لڑکی کو قتل کر دیا ہے؟ عمیر بولے ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر تم چاہتے ہو کہ تم ایک ایسے شخص کو دیکھو جس نے خدا و رسول کی غائبانہ مدد و نصرت کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس اندھے کو جس نے رات خدا کی عبادت میں صرف کر دی آپ نے فرمایا اے عمر اسے اندھا نہ کہو یہ تو بینا ہے۔

(شواہد النبوت ص ۱۳۲، از علامہ جامی مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

بی بی ذرا اس نابینے عاشق رسول کی طرف دیکھ اور اپنی موٹی موٹی آنکھوں پر ماتم کر ذرا اس نابینے کا جذبہ دیکھ کر اس نے رات کے وقت کس طرح اس شاتمہ رسول کو قتل کیا ہے پھر ذرا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی دیکھ کر آپ اس کو فرما رہے ہیں کہ یہ بینا ہے اور اس کے اس اقدام کو خدا و رسول کی غائبانہ نصرت قرار دے رہے ہیں۔

اس نابینے پر میں اپنے جیسے لا تعداد بینا لوگ قربان کر دوں جس نے چودہ سو سال قبل آج کے عاشق رسول غازی ممتاز قادری صاحب کی تائید وحمایت کر دی اور دربار رسالت سے کروا دی۔

بیبیوں کی عقل پہ پردہ پڑ گیا اور وہ از خود ہی مفتیہ بن گئیں ہیں انہیں کوئی مرد پورے پاکستان میں لگام دینے والا باقی نہیں رہا یہ مرد بھی تو گستاخان رسول کے حمایتی ہیں معاذ اللہ

آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا اف آج وہ ہالے نہ رہے

عتبہ بن ابی مغیط کا قتل:

بی بی جی ٹھہریے اور سنیے:

وہ لعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی میں کوشش کرتا تھا اونٹ کی اوجھڑی اسی لعین نے نماز کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان رکھی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ہلاکت کی دعا فرمائی تھی لامحالہ جنگ بدر میں گھوڑے نے اسے گرا دیا اور عبداللہ سلمہ نے اسے گرفتار کرلیا۔

عرق الطیب میں عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے اس کی گردن مارنے کو فرمایا عتبہ نے کہا اے گروہ قریش کیا وجہ ہے کہ ان قیدیوں میں صرف میں قتل کیا جاتا ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عداوت کی وجہ سے جو تو خدا اور اس کے رسول کے ساتھ رکھتا ہے۔

عتبہ نے کہا مجھ پر احسان کرتے ہوئے میرے ساتھ وہ سلوک کریں جو قوم کے ساتھ کریں اگر ان کو قتل کریں تو مجھے بھی قتل کریں اور اگر احسان کرتے ہوئے ان کو بخش دیں تو مجھ پر بھی احسانکریں اور اگر ان کا فیصلہ فدیہ لینے پر مقرر ہو میں بھی اس سے کما حقہ عہدہ براء ہو سکوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کی اس بات کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور اس کے قتل کا حکم دیا۔

اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھے قتل کرتے ہیں؟ میرے چھوٹوں کا کون کفیل ہوگا؟

آنحضرت نے فرمایا تو برا انسان تھا اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ سے کہا خدا کی قسم میں نے تجھ جیسا کافر کوئی نہیں دیکھا خدا تعالیٰ اس کے رسول اور اس کی کتاب کی قسم کہ یہ سب تکلیف تجھے پہنچے گی اس خدا کا شکر ہے جس نے

قتل تک پہنچایا اور میری آنکھوں کو تیرے قتل سے ٹھنڈا کیا۔

(معارج النبوت ج ۳، ص ۱۱۴، ۱۱۵، مطبوعہ لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے ادبی سے نہ پکارو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو انہیں بھیا، ابا، چچا، بشر کہہ کر نہ پکارو انہیں یا رسول اللہ، یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔'' (تفسیر نور العرفان ص ۵۷۳، حاشیہ ۱۱، مطبوعہ لاہور)

حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تفسیر جلالین شریف میں اسی آیت کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ:

لَا تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ بَلْ قُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

(جلالین شریف ماتحت آیت مندرجہ بالا)

''یا محمد نہ کہ بلکہ کہا کرو یا رسول اللہ''

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام کے ساتھ مت پکارو جیسے تم ایک دوسرے

کو نام کے ساتھ پکارتے ہو بلکہ عزت و شرف سے مذین کلمات کے ساتھ پکارو۔" (تفسیر بغوی ج ۴، ص ۲۲۳، الفکر)

صاحب درمنثور فرماتے ہیں کہ:

"ابو نعیم نے دلائل میں ضحاک عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد اور یا ابا القاسم کہہ کر بلاتے تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی پھر لوگ یا نبی اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر پکارنے لگے۔" (تفسیر درمنثور ج ۵، ص ۱۱۰، العلمیہ)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تم میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رب کی بارگاہ مین التجاء کو اس طرح نہ سمجھو جس طرح چھوٹا بڑے کو پکارتا ہے اور بڑا کبھی تو اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور کبھی رد کر دیتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر التجا قبول ہوتی ہے اور رد نہیں کی جاتی۔"

(تفسیر مظہری ج ۶، ص ۶۵۹، اردو)

روشن خیالو! غور کرو:

یہ روشن خیال لوگ! غور فرمائیں کہ:

کیا وہ سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مقدسہ کو یہ اہمیت دیتے ہیں جو قرآن نے بیان کی......!

وہ اپنی ماؤں کی تو عزت کریں اور ان کے ناموس پر تو مریں

وہ باپوں کی تو توقیر کریں اور ان کی بے ادبی کرنے والوں کو منطقی انجام تک پہنچائیں

وہ اپنی ذات کو تو عالی وقار بلند منصب سمجھیں مگر سرکار کو نہ سمجھیں

ان کا قانون......!

کسی وزیر بے تدبیر کی گستاخی پر تو مکمل انصاف فراہم کرے اور فوراً حرکت میں آئے

پاکستان کے محافظ ہماری عزت مآب پاک فوج کے کسی سپاہی کو کوئی اشارہ انگشت کرے تو سزائے موت کا مستحق ٹھہرے اور ملک کا باغی قرار پائے۔

مگر امام الانبیاء سرور کائنات سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کوئی گستاخی کرے تو اس پر قانون کی سختی کو نرمی سے بدلنے کی خواہشات کا اظہار کیا جائے باللعجب......!

نہ تو اس گستاخ کے لئے کسی کی رگِ ایمان پھڑکے

نہ ہی کسی کے ایمان کو جوش آئے اور نہ ہی قانون حرکت میں آئے

بلکہ اگر عاشقانِ رسالت اپنے آقا کے حق میں مظاہرے کریں ریلیاں نکالیں سڑکوں پہ آئیں تو ان پر وحشیانہ لاٹھی چارج کیا جائے ان کو مار مار کر ادھ موا کیا جائے یہ سب کچھ کیا ہے......؟ کیا یہ امریکہ کی غلامی کا حق ادا نہیں کیا جا رہا؟

کیا یہ انگریز نوازی کی انتہاء نہیں ہے؟

مگر ان غلامان رسالت کو دیکھئے جو پٹتے بھی ہیں زخم خوردہ جسموں کے بال بال سے پھر بھی آواز آتی ہے۔

حکمرانو! تم اپنا حق نمک ادا کرو...... ہم اپنا حق نمک ادا کرتے ہیں......

اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے شہزادوں کی طرح لہولہان حالت میں بھی یہی کہتے ہیں کہ:

نہیں ہم کو غم جان جاتی ہے جائے
تمہاری محبت نہ جائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایمان والو وہ لفظ ہی نہ بولو جس میں گستاخی کا شائبہ بھی ہو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ (سورۃ البقرہ)

”اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ارشاد فرما رہا ہے کہ جب تم میرے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کلام کرتے ہو تو انہیں رَاعِنَا مت کہا کرو۔

گستاخانِ رسالت کا طریقہ:

رَاعِنَا کا مطلب ہے کہ ہماری رعایت فرمایئے اور یہ لفظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت عرض کرتے جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کسی وجہ سے سمجھ میں نہ آتی تو اس کو سمجھنے کے لئے عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری رعایت فرمایئے اور دوبارہ ارشاد فرما دیجئے۔

اہل یہود و ہنود جو اس موقعہ کی تلاش میں رہتے تھے کہ موقعہ ملے تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی جی بھر کر کرلیں انہوں نے اس لفظ کو تھوڑا سا لمبا کر کے پڑھا جس کا مفہوم گستاخی پر مبنی تھا چنانچہ وہ اپنی مجالس و محافل میں اس لفظ کو بطور استہزاء یوں بولا کرتے "رَاعِیْنَا" معاذ اللہ جس کا معنی ہے "ہمارا چرواہا"

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو بڑے عشق و محبت اور آداب نبوت کا لحاظ رکھتے ہوئے ملتجی ہوتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری رعایت فرمایئے رَاعِنَا مگر وہ گستاخ اور بے دین لوگ جہاں بھی بیٹھتے اس لفظ کو بگاڑ بگاڑ کر ادا کرتے اور گستاخی کرتے۔

بازاروں میں، گلیوں، راستوں اور چوکوں میں بار بار یہ لفظ بولتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے کہا کرتے کیوں بھی "رَاعِیْنَا"

اللہ کو یہ ادنیٰ سی بات بھی گوارا نہیں ہے:

اللہ کریم کو یہ گستاخی برداشت نہ ہوئی تو فرمایا:

"اے ایمان والو رَاعِنَا نہ کہا کرو۔"

اے میرے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے غلامو! تم وہ لفظ ہی چھوڑ دو جس سے گستاخی کا شائبہ بھی نکلتا ہو! یا اللہ پھر کیا عرض کریں تو خود ارشاد فرما دے کیونکہ

جوتو ارشاد فرمائے وہ کلام تو لاریب بھی ہوگا اور بے عیب بھی کامل ومکمل بھی ہوگا اور اکمل واشرف بھی۔

تو خالق حبیب ہے اس لئے تو حقیقت محبوب کو بہتر جانتا ہے لہٰذا تو ہی اپنے محبوب علیہ السلام کی شان کے مطابق ارشاد فرما کہ ہم کیا عرض کیا کریں:

نظر کرم فرمائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

"تم عرض کیا کرو ہماری طرف نظرِ کرم فرمائیے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)!

جیسا کہ آج بھی عاشقان رسالت پورے ادب و احترام نبوت اور عقیدتِ رسالت کو مدنظر رکھتے ہوئے عرض کیا کرتے ہیں کہ:

کرم کی اک نظر مجھ پر خدارا یا رسول اللہؐ
تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا یا سول اللہؐ

اور

کرو نظر کرم وکھیاں دے ولے یا رسول اللہؐ
دکھاں درداں نے ویہڑے آن ملے یا رسول اللہؐ

اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے۔ اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے۔

نیز جس لفظ کے دو معنیٰ ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استعمال نہ کئے جائیں تا کہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۲۴، حاشیہ ۷، مطبوعہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ:

"پتہ لگا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ کا ادب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے اور ان احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کفر ہے اسی لئے فرمایا کہ "وَلِلْكٰفِرِيْنَ"

(تفسیر نور العرفان ص ۲۴، حاشیہ ۸، مطبوعہ لاہور)

مزید اس آیت کریمہ کا شان نزول تحریر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"بعض دفعہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وعظ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے تھے "رَاعِنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ" یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرما دیں یہود کی زبان میں یہ لفظ گالی تھا انہوں نے بری نیت سے یہی لفظ کہنا شروع کر دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہود سے کہا کہ اگر تم نے آئندہ یہ لفظ بولا تو تمہاری گردن مار دوں گا آپ یہود کی زبان سے واقف تھے یہود بولے کہ مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے منع کر دیا گیا۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۲۴، ۲۵، حاشیہ ۹، مطبوعہ لاہور)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''ابن المنذر نے نقل کیا ہے کہ مسلمان کہتے ہیں ''رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ الله'' اور مُرَاعَاۃٌ سے اشتقاق کرتے مطلب یہ ہوتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کلام سننے کے لئے ہماری رعایت فرمایئے یہ کہا جاتا ہے ''وَاعِی اِلَی الشَّیْءِ'' ''وَاَرْعَاہُ'' ''وَرَاعَاہُ'' جب کوئی شخص غور سے کسی بات کو سنے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس لفظ کا معنی یہ ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ارشادات آہستہ آہستہ بیان فرمائیں تاکہ ہم پوری طرح سمجھ لیں ''اَلرَّعِی'' کا معنی ہے کسی کا مصلحت کے لئے اس کی حفاظت کرنا مگر یہود کی زبان میں یہ قبیح گالی کے لئے استعمال ہوتا تھا بعض نے لکھا ہے کہ ان کی لغت میں اس کا معنی یہ ہے کہ سنو تم کبھی نہ سنو بعض فرماتے ہیں اس کا معنی احمق ہے اور رَعُونت سے مشتق کرتے ہیں۔

یہود نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ کلمہ سنا تو انہوں نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے گالی کی نیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی کلمہ سے خطاب کرنا شروع کر دیا اور پھر آپس میں اس پر ہنستے تھے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے حضرت سعد بن معاذ ان کی خیانت کو سمجھ گئے فرمایا آئندہ اگر اس کلمہ سے میں نے تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے سنا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا یہود کہنے لگے آپ لوگ بھی تو یہی کلمہ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! (میرے حبیب سے کلام کرتے وقت) مت کہا کرو رَاعِنَا بلکہ کہو اُنْظُرْنَا اور (ان کی بات پہلے

ہی) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' (تفسیر مظہری ج۱،ص ۱۹۲، ۱۹۳، اردو)

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

''رَاعِنَا'' ذو معنیٰ لفظ ہے اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہماری رعایت فرمایئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہِ رسالت میں جب حاضر ہوتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ارشاد گرامی کو اچھی طرح سمجھ نہ سکتے تو عرض کرتے ''رَاعِنَا'' اے حبیب اللہ! ہم پوری طرح سمجھ نہیں سکے ہماری رعایت فرماتے ہوئے دوبارہ سمجھا دیجئے لیکن یہود کی عبرانی زبان میں یہی لفظ ایسے معنی میں مستعمل ہوتا جس میں گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی عزت و تعظیم کا یہاں تک پاس ہے کہ ایسے لفظ کا استعمال بھی ممنوع فرمادیا جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی ہو چنانچہ علماء کرام نے تصریح کی ہے:

فِيمَا دَلِيلٌ عَلٰى تَجَنُّبِ الْاَلْفَاظِ الْمُحْتَمِلَةِ الَّتِي فِيمَا التَّعْرِيْضُ لِلتَّنْقِيصِ وَالْغَضِّ (قرطبی)

یعنی اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر ایسے لفظ کا استعمال بارگاہِ رسالت میں ممنوع ہے جس میں تنقیص اور بے ادبی کا احتمال ہو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایسے شخص کو حد قذف لگانے کا حکم دیا ہے۔''

(تفسیر ضیاء القرآن ج۱،ص ۸۲، ۸۳، حاشیہ ۱۲۰)

مفسر شہیر حضرت غازی کشمیر علامہ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر الحسنات میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''شانِ نزول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی اثنائے تعلیم میں عرض کرتے ''رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللہِ'' اس کے معنی یہ تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری بھی رعایت فرمائیے یعنی ہمیں کلام اقدس کو کچھ سمجھ لینے کا موقعہ دیجئے لیکن یہ لفظ ''رَاعِنَا'' یہود کے عرف میں سوء ادب کے معنیٰ رکھتا تھا انہوں نے تو بغرض اہانت ''رَاعِنَا'' کہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی دیکھا دیکھی ''رَاعِنَا'' کہنا اختیار کیا حضرت سعد بن معاذ یہود کی اس اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک دن یہود کو یہ لفظ کہتے دیکھ کر فرمایا: ''اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔''

یہود بولے ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں لیکن مسلمان بھی تو یہی لفظ ''رَاعِنَا'' کہتے ہیں یہ جواب سن کر حضرت سعد رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں لفظ ''رَاعِنَا'' کا استعمال ممنوع فرما دیا گیا اور اس کے بجائے اس کا ہم معنیٰ لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم ہوا اس سے معلوم ہوا کہ:

''انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کفر اور تعظیم فرض ہے۔''

۱۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے۔

۲۔ جس کلمہ میں ان کی شان میں ترکِ ادب کا وہم بھی ہو وہ زبان پر لانا

ممنوع ہے۔

آگے فرمایا وَاسۡمَعُوا یعنی ہمہ تن گوش رہ کر سن لو کہ بارگاہِ رسالت میں یہ جرأت ہی کرنا بے ادبی ہے کہ اپنی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ مبذول کرنے کی عرض ہو بلکہ خود اتنی ہوش و گوش سے متوجہ رہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر لفظ تمہاری سماعت سے خارج نہ ہو جائے دربار نبوت کا یہی ادب ہے گویا دربار نبوت میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم و ضروری ہے "لِلۡكٰفِرِيۡنَ" میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی خالص کفر ہے اس سے ہمیشہ پرہیز رہے ورنہ ادنیٰ واہمہ و شائبہ کفر سے ایمان چلانا ممکن ہے۔ (تفسیر الحسنات، ج ۱، ص ۲۴۴، ۲۴۵، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

بیداری میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہتر (۷۲) مرتبہ زیارت کرنیوالے امام حافظ الحدیث حضرت علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"امام ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہود کی زبان میں رَاعِنَا قبیح گالی ہے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اسے آہستہ سے استعمال کرتے تھے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہود نے یہ الفاظ استعمال کرتے سنا تو وہ اعلانیہ کہنے لگے یہود یہ لفظ استعمال کرتے اور پھر آپس میں ہنستے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

امام ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لا تقولوا رَاعِنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ لفظ یہود کی زبان میں گالی تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اُنۡظُرۡنَا کہو مراد یہ تھا کہ

ہمیں پھر اپنا ارشاد سنائیے اس آیت کے نزول کے بعد مومنین کہتے تھے کہ جس کو تم یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے سنو اس کی گردن اڑا دو تو یہود اس کے بعد اس لفظ کے استعمال سے رک گئے"۔

(تفسیر درمنشور ج ا ص ۲۷۸، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے تحت روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اس معنیٰ میں رَاعِنَا استعمال کرتے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے رعایت فرمایئے جیسے تم کہتے ہو" اَعْطِنَا" ہمیں عطا فرمایئے۔

(تفسیر طبری ج ا ص ۵۴۰، از امام طبری)

قارئین کرام! فیصلہ آپ کا............!

قارئین کرام! فیصلہ آپ پر ہے خط کشیدہ الفاظ کو دوبارہ پھر ایک مرتبہ پڑھیں اور فرمائیں کہ مفسرین کرام نے فرمایا:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے"۔

(نور العرفان)

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر سزا کے قانون کو کالا قانون کہنا سرکار کی توہین ہے کہ نہیں؟

اگر بغیر نیت توہین کے کہا تو فعل حرام کا ارتکاب ہوا یا نہیں؟

اگر توہین کی نیت سے کہا تو کفر ہوا یا نہیں؟

اگر کالا قانون کہنا سرکار کی گستاخی نہیں ہے تو بدلائل قرآن و حدیث ثابت کرو۔

اگر گستاخی ہے اور یقیناً ہے تو ایسا کہنے والے کے لئے مملکت خداداد پاکستان میں نرمی کیوں؟

کیا سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق گستاخ رسول کو فی الفور انجام تک پہنچانا واجب ہے کہ نہیں؟

اگر واجب نہیں تو کس دلیل سے؟

اگر واجب ہے تو غازی ممتاز قادری کو کس بات کی سزا؟

اسی طرح مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کفر ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے یہود اگر اب تم نے ایسا لفظ بولا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا تو کیا آسیہ بی بی نے سرکار کی شان میں ہلکا لفظ بولا کہ نہیں؟"

اگر نہیں تو کچہری و عدالت (سپرم کورٹ) کا اسے سزائے موت کا حکم سنانا اگر غلط بولا ہے اور یہ سزا برحق اور سنت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مطابق ہے تو اسے کالا قانون کہنا غلط ہے اور اس سزا کی معافی کے لئے اعلیٰ حکام سے آسیہ کی سفارش غلط بلکہ کفر اور ایسا کرنے والا انہی بے ایمانوں کا ساتھی بلکہ ان سے بھی خطرناک ہے کیونکہ وہ منافق ہے اور منافق کافر سے بھی خطرناک ہوا کرتا ہے۔

توہین رسالت ناقابل برداشت ہے:

جہاں تک برداشت کا تعلق ہے اور ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے کہ برداشت سے کام لو تو گذارش یہ ہے کہ دین و دنیا کے ہر معاملہ میں برداشت ہوسکتی ہے سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں ہوسکتی نہ ہی اللہ تعالیٰ نے برداشت کی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گستاخ رسول کی فوراً گردن اڑا دی جیسا کہ اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے کعب بن اشرف، ابو رافع حجازی کو حکم رسول پر قتل کر دیا گیا جیسا کہ اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے۔ ۱۱ مردوں اور ۶ عورتوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گستاخیوں اور ہجو بیان کرنے کی بنا پر قتل کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ بیان ہو چکا۔

یہ پاکستان کا پڑھا لکھا طبقہ روشن خیال لوگ امریکہ کے غلام کیسا کلمہ پڑھتے ہیں کہ باوجود کلمہ گو کہلوانے کے ان کے ایمان بک چکے ہیں اور یہ سرکار کی توہین کو اہمیت نہیں دیتے۔

؎ زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اور کیا ان کا ایمان واسلام کچھ اعتبار رکھتا ہے بقول کسے کہ:

؎ نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحٰی کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

کیا ان وسیع المطالعہ بزعم خویش ایمان کے دعویداروں کی نظر سے مسلمانوں کا معرکہ اوّل (جو کہ امتیاز حق و باطل کا اعلیٰ نمونہ تھا) نہیں گذرا کہ جس میں حضرت معوذ و معاذ (دو ننھے ننھے مجاہد) اپنے میدان جنگ میں آنے اور ابو جہل کو قتل کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی سبب بتا رہے ہیں کہ:

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں بکتا ہے وہ محبوب باری کو

اور اسی جنگ بدر میں مسلمانوں نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اپنے ہاتھوں سے محض اسی لئے قتل کیا کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں کیا کرتے تھے گویا یہ اعلان کر دیا کہ:

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

(مرحوم حفیظ جالندھر خالق ترانہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی تمہیں بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ (سورۃ الانفال، آیت: ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں اس چیز کے لئے جو تمہیں زندگی بخشی

گی۔"

قارئین کرام! ذرا توجہ فرمایئے!

بلانے والے دو ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر آیت مبارکہ میں صیغہ واحد کا ارشاد فرمایا گیا "اِذَا دَعَاکُمْ" چاہئے تو یہ تھا کہ تثنیہ کا صیغہ ارشاد فرمایا جاتا اور وہ ہے "اِذَا دَعَوَاکُمْ" جب وہ دونوں تمہیں بلائیں۔

رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے:

مگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمالِ محبت اور آپ کی کمال عظمت کا اظہار فرماتے ہوئے فرما رہا ہے "اِذَا دَعَاکُمْ" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں بلائیں تاکہ پتہ چل جائے کہ میں اور میرا رسول کوئی علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں نہ ہی ہمارا بلانا جدا جدا ہے بلکہ میرا بلانا اسی کا بلانا ہے اور اس کا بلانا میرا ہی بلانا ہے۔

؎ بجدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ ہے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یہ ہے معیار مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ خود تحفظ مقام مصطفیٰ فرماتے ہوئے سمجھا رہا ہے کہ میرے اور میرے محبوب کے درمیان فرق نہ سمجھنا میری بات اس کی بات میرے بعد اسی کا مقام ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلانا اللہ کا بلانا ہے کیونکہ بلاواسطہ رب کسی کو نہیں بلاتا

دوسرے یہ کہ مسلمان کسی حال میں بھی ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جائے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالت نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو اور جس کام کو سرکار بھیجیں وہ کر بھی آئے تو جب بھی نماز ہی میں ہو گا جتنی رکعات رہ گئیں تھیں وہ پوری کرے گا۔

(تفسیر نور العرفان ص ۲۸۶، ۲۸۷، لاہور)

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ابی سعید ابن المعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یاد فرمایا نماز ختم کرنے کے بعد میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے حبیب اللہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غلام کو یاد فرمایا تو میں نماز پڑھ رہا تھا اب فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہو گیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابا سعید کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں پڑھا کہ:

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ

"جس وقت تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائے فوراً حاضر ہو جاؤ۔" (بخاری)

فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اسی سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بلائیں تو وہ حاضر خدمت ہو جائے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی:

اِجَابَةُ الرَّسُوْلِ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوةَ (مظہری)

یہاں ایک نکتہ اور بھی قابل غور ہے کہ قاعدہ کے مطابق یہاں تنبیہ کا صیغہ دَعَوا ہونا چاہیئے تھا کیونکہ ضمیر فاعل کا مرجع اللہ تعالیٰ اس کا رسول دونوں ہیں اور دو کے لئے تثنیہ کا صیغہ ہوتا ہے یہاں واحد کا صیغہ دَعَا کا ذکر کر کے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دعوت الگ الگ دعوتیں نہیں بلکہ ایک ہی دعوت ہے۔ اس لئے یہاں تثنیہ کی ضرورت نہیں واحد کا صیغہ ہی کافی بلکہ مناسب ہے۔'' (تفسیر مظہری بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن ج ۲، ص ۱۴۰، ۱۴۱)

گویا کہ نماز رب کی ہے اور حضور کا بلانا ہے لہٰذا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ پاک میں حاضر ہے تو نماز ہی میں ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس ادائے مبارک کو کس حسین پیرائے میں بیان فرمایا ہے کہ:

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

اب اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلائے اور مسلمانوں کی مملکت کا حکمران بھی مگر اسے اس مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو وہ گستاخ رسول کی سزا میں تخفیف کروانا چاہتا ہو بلکہ گستاخ رسول کو معافی دلوانا چاہتا ہو۔ نماز پڑھنا تو ایک طرف ہر وقت شراب کے نشہ میں دھت رہتا ہو سورۂ اخلاص صحیح تلاوت نہ کر سکتا ہو اس کی بات قابل التفات ہے یا اللہ تعالیٰ کا فرمان؟

اس بے ضمیر کی ہٹ دھرمی کو دیکھیں گے یا کروڑ اسلامیان پاکستان و عاشقان رسالت کے جذبات کو...... جس کی ناموس کا تحفظ خود ذات باری تعالیٰ فرمائے اور جابجا قرآن کریم میں ایسے قانون وضع فرمائے جس سے ہر طرح کی تعظیم وتوقیر سکھائی جا رہی ہو۔

جس کی ذات ستودہ صفات پر خالق کائنات خود درود بھیجتا ہو اس کے

فرشتے بھی اس کی معیت میں یہ نذرانے نچھاور کرتے ہوں اور قیامت تک ایمان لانے والوں کو صلوٰۃ وسلام کے ہدیے قربان کرنے کا حکم ہو تو ایسے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس کی خاطر ہر امتی اور ہر غلام کٹ مرنے کا جذبہ رکھتا ہے بقول امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ:

؎ کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اگر کوئی ملعون اس آقا کی گستاخی کرتا ہے یا گستاخ کی حمایت کرتا ہے تو اس میں رتی بھر ایمان نہیں ہے وہ اپنے آقاؤں بلکہ انگریزی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ناموس رسالت کو داؤ پر لگانا چاہتا ہے اور بس..........!

اس کی غیرت ایمانی مر چکی ہے اور وہ نام کا مسلمان ہے کیونکہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا اپنے آپ کو مسلمان کہنا یا کہلوانا اس کی مجبوری ہے۔

قارئین کرام! اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو:
اگر صفا مروہ کے پہلوؤں پر سعی کر رہا ہو تو
اگر مقام ابراہیم پر نفل ادا کر رہا ہو تو
اگر حجر اسود کو بوسہ دے رہا ہو تو
کوئی بھی عبادت کر رہا ہو تو
میرا نبی آواز دے تو پہلے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ

''رسول اللہ جب بھی تمہیں بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ۔''

یہ ہے مقام مصطفیٰ...... یہ ہے ایمان...... یہ ہے ایمان کی جان

اللہ رسول سے آگے نہ بڑھو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ①

(سورۃ الحجرات)

شان نزول:

حکیم الامت حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بقر عید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یعنی عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیئے تھے ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔''

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

''ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ اور رسول پر پیش قدمی نہ کرو۔''

دوسرے یہ کہ راستہ چلتے بات کرنے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں ''لَا تُقَدِّمُوْا'' مطلق ہے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۸۲۲، حاشیہ ۱، مطبوعہ لاہور)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''معنی یہ بنے گا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے پہلے نہ

کوئی قول کرو اور نہ ہی کوئی فعل کرو۔"

(تفسیر مظہری، ج ۹، ص ۶۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

مزید فرماتے ہیں کہ:

"اس بات کا شعور دلانے کے لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہل کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے پہل کرنا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مقام حاصل ہے جس کی تعظیم بجا لانا اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجا لانا ہے اور آپ کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے۔"

(تفسیر مظہری ج ۹، ص ۶۲، مطبوعہ لاہور)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ابن مقدر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قربانی ذبح کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوبارہ جانور ذبح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد کو نازل فرمایا۔

ابن الدینار رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاضاحی میں ان الفاظ سے اسے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے نماز سے پہلے قربانی کو ذبح کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

(تفسیر در منثور ما تحت ہٰذا)

طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جو مہینے کا آغاز پہلے کر لیتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہی روزہ

رکھ لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

(تفسیر مظہری ج ۹ ص ۶۳ مطبوعہ لاہور)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ضائع کرنے اور اس کے حکم کی مخالفت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال اور نیات کو جانتا ہے۔ (تفسیر مظہری ایضاً)

ان روشن خیالوں کو اس تفسیر کی روشنی میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر سنانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ضائع کر رہے ہیں اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اور انہیں مشورہ دیتا ہوں کہ:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

دشمنان و گستاخان رسالت کو معافیاں دلوا کر جہاں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ضائع کر رہے ہو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیوں کا دروازہ مستقل طور پر کھول رہے ہو اور انہیں موقعہ فراہم کر رہے ہو کہ معاذ اللہ گستاخیاں کرتے جاؤ اور معافیاں لیتے جاؤ۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی!

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت کریمہ کا مقتضیٰ یہ بھی ہے کہ اتنی بھی گستاخی نہ کرو جسے عرف عام میں گستاخی تصور ہی نہیں کیا جاتا مثلاً راستہ چلتے

ہوئے اگر کسی محترم سے آگے نکل جاؤ تو عام طور پر بے ادبی تصور نہیں کی جاتی بہت باریک بین لوگ اسے بے ادبی اور گستاخی شمار کرتے ہیں اور پیچھے پیچھے چلنے کو تعظیم و ادب تصور کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی باریک بے ادبی بھی گوارا نہیں فرمائی چنانچہ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ:

"دوسرے یہ کہ راستہ چلتے بات کرنے کسی چیز میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں:

لَا تُقَدِّمُوْا مطلق ہے

(تفسیر نور العرفان ص ۸۲۲، حاشیہ ۱، مطبوعہ لاہور)

تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھنا بے ادبی و گستاخی میں شمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی بھی اجازت نہیں دیتا تو کون ہے جو اس رسول محتشم کی کھلے عام گستاخی کرے اور کون بے ایمان ہے جو ایسے گستاخ کی حمایت کرے اور اس کی سزا کے قانون کو کالا قانون قرار دے کیا اس طرح وہ مومن رہے گا؟

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جرائتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمد ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

علماء امت و ائمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر گستاخ رسول یہ بھی کہے کہ میں اس سے رجوع کرتا ہوں تو اس پر اعتماد نہ کیا جائے گا اور اسے معافی نہ دی جائے کیونکہ اس معافی و اعتماد سے دوسرے لوگوں کو اس فعل شنیع کے ارتکاب کا کھلے بندوں موقعہ ملے گا اس کی پوری وضاحت اسی کتاب میں کہیں بیان ہو چکی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ امر دنیا ہو یا امر دین کسی امر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آگے بڑھنا آپ کی گستاخی و بے ادبی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی و بے ادبی اللہ تعالیٰ کی کی گستاخی و بے ادبی ہے کیونکہ الفاظ یہ ہیں: ''لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' تو اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھنا بذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آگے بڑھنے کے ہوگا کیونکہ ان کی بیعت اللہ کی بیعت ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ان کا مارنا اللہ کا مارنا ان کا حکم اللہ کا حکم ان کا ادب اللہ کا ادب اسی طرح ان کی گستاخی اللہ تعالیٰ کی گستاخی ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین

گستاخ خدا و مصطفیٰ اس دنیا میں بھی ذلیل ہے اور آخرت میں بھی ذلیل ہوگا اس کی وضاحت اپنے مقام پر کردی گئی ہے۔

وہ لوگ جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے دشمنان رسول سے محبت نہیں کرتے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ (سورۂ مجادلہ)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔''

ایک کام تم کرلو بس:

وہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی یہ تم کرلو اور پھر میں تمہیں یہ انعامات عطا فرماؤں گا۔

یعنی اگر تم نے اپنی رشتہ داری نہ دیکھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو دیکھا۔ اگر تمہارا باپ دشمن رسول ہے۔ تمہارا بیٹا دشمن رسول ہے، تمہارا بھائی دشمن رسول ہے یا تمہارا خاندان دشمن رسول ہے تو اگر ان رشتہ داریوں کو تم نے محبت رسول پر قربان کر دیا اور باپ، بیٹا، بھائی اور خاندان سے اس لئے محبت نہ رکھی کہ وہ دشمن رسول ہیں تو پھر تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم اس گروہ میں سے ہو جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تمہارے دلوں پر ایمان میں نقش کر دوں گا:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

''یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا۔''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ اے میرے خدا میرے دل میں بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام (جو میرا ایمان ہے) کندہ فرمادے فرماتے ہیں:

دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ دُزدِ رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

تمہاری تائید روح الامین سے کراؤں گا:

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

"اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔"

اور اس کی روح کو روح الامین سیدنا جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ جب وہ اظہار محبت رسول کریں گے تو جبرائیل امین علیہ السلام ان کی تائید ونصرت کریں گے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے حسان! یہ دشمنانِ خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول کی ہجو کرتے ہیں تم اللہ کے رسول کی طرف سے ان کو جواب دو (اور جب اپنے منبر پر کملی بچھا کر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان کو اس پر بیٹھ کر جواب دینے کا حکم فرمایا تو یہی دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" یا اللہ حسان کی تائید ونصرت بذریعہ روح القدس (جبرئیل امین) کے فرما۔"

تو آج بھی جو ناموس رسالت کا تحفظ کرے دشمنانِ رسول کو کیفر کردار تک پہنچانے میں جدو جہد کرے کیا اس کی روح امین علیہ السلام تائید و نصرت نہ

فرمائیں گے اور جس نے عظیم گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا دیا ہو وہ جناب غازی ممتاز قادری کیوں تائید جبرئیل امین سے مشرف نہ ہوں گے؟ اور سارے پاکستان کے کروڑوں عاشقان رسالت کی ہمدردیاں تائید جبرئیل کی ہی غمازی تو کر رہی ہیں اور وہ شرجیل کی سلاخوں کے پیچھے جو یہ نعت پڑھتا رہتا ہے کہ:

خسروی اچھی لگی نہ قیصری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی

یہ تائید جبرائیل علیہ السلام نہیں تو اور کیا ہے:

زندہ باد اے ملک ممتاز قادری زندہ باد:

تیرے دل پر ایمان نقش کر دیا گیا...... اور تیری تائید روح الامین سے کروا دی گئی...... دشمن و گستاخ رسول کو اس کے انجام تک پہنچا دیا گیا اور تیسرے مبارک ہاتھوں سے پہنچا دیا گیا...... رہتی دنیا تک تیرا علم کامیابی فرشتے اٹھا اٹھا کر چلتے رہیں گے...... تیرا نام زندہ وجاوید رہے گا...... اگر ان حکمرانوں کے پنجوں اور خونخوار دانتوں سے تو بچ نکلا تو غازی اور اگر نبی کے نام پر تختہ دار پر چڑھ گیا تو شہید...... دونوں صورتوں میں تو سر بلند رہے گا کیونکہ......

نبی پر جان دینے والے مرجایا نہیں کرتے

تمہیں جنت عطا کروں گا:

وَيُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا

"اور انہیں باغوں (جنّٰتٍ) میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔"

کسی اور کو جنت ملے یا نہ ملے وہ یقینی طور پر اپنے جنتی ہونے کا اعلان نہیں کر سکتے مگر اے میرے محبوب پر اپنی تمام محبتیں قربان کرنے والوں اور سارے رشتے ان کے نعلین مبارک پر تصدق کرنے والے عاشقو! تم یقین رکھو کہ تم ضرور جنتی ہو جن کا یہ اعلان ہے کہ:

محمد ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

میرا یہ تم سے وعدہ ہے کہ میں تمہیں جنت عطا فرماؤں گا اور تم اس جنت والے آقا علیہ السلام کے قدموں میں رہو گے کیونکہ اسی محبوب علیہ السلام کا اعلان ہے کہ ''اَلْمَرْءُ مَعَ اَحَبَّ'' انسان اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے پھر معاملہ بقول ظہوری یہ ہو گا کہ:

محشر چہ مزا اوندا سرکار جے فرما ون
لے آؤ ظہوری نوں اک نعت سنا جاوے

میں تم سے راضی ہو گیا تم مجھ سے:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

''اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ تعالیٰ سے۔''

میں نے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ تمہیں دے دیا گویا ساری کائنات تو میری رضا کے لئے کوشاں ہے اور تم نے میری رضا حاصل کر لی اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ تم بھی مجھ سے راضی ہو گئے۔''

تمہیں اپنی جماعت میں شامل کر لیا:

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ

"یہ اللہ کی جماعت ہے۔"

دنیا میں بے شمار جماعتیں ہیں مگر ناکام اور تم میری جماعت ہو اسی لئے کامیاب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا:

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

"(خبردار) سنو (یہ) اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔"

ہر پارٹی ناکام اور میری پارٹی کامیاب

فکر نہ کرو اگر لوگ تمہیں ناکام کرنے کے لئے............ تمہیں سزائیں دینے کے لئے پر تول رہے ہیں تو میں تمہیں کامیاب فرمارہا ہوں ملک ممتاز قادری کامیاب ہے اور کامیاب رہے گا کیونکہ وہ میری پارٹی ہے۔

لہٰذا کامیابی اس کے قدم چومتی ہی رہے گی۔

کوئی حکمران، کوئی وزیر، کوئی مشیر اور کوئی لیڈر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا بلکہ:

؎ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

آیت کریمہ "لَا تَجِدُ الخ" کی شان نزول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول:

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابو نعیم نے حلیہ میں بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شورب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ:

"حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد میدان بدر میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو چیلنج کرتے رہے لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس سے دور ہٹتے رہے اور بچتے رہے لیکن جب چیلنج بڑھ گیا تو آپ نے اس کا قصد کیا اور اُسے قتل کر دیا تو یہ

آیت نازل ہوئی۔'' (مجمع الزوائد ج۹، ص ۲۳۲، مطبوعہ بیروت، تفسیر در منشور ج٦، ص ۴۰۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی پاکستان)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا کہ ہمیں کسی نے یہ بتایا ہے کہ:

''ابو قحافہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے (اپنے باپ ابو قحافہ کو ایمان لانے سے قبل) زور سے تھپڑ رسید کیا اور وہ گر گیا پس اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا اے ابوبکر کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ تو آپ نے عرض کی قسم بخدا! اگر تلوار میرے قریب پڑی ہوتی تو میں یقیناً اسے مار دیتا تب یہ آیت نازل ہوئی (لَا تَجِدُ قَوْمًا الآیت)'' (تفسیر در منشور ج٦، ص ۴۰۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت بن قیس بن شماس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ:

''اس نے اپنے مشرک ماموں کی ملاقات کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی پھر جب وہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے۔'' (تفسیر در منشور ج٦، ص ۴۰۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان)

ابن ابی شیبہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے محبت کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بغض رکھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عداوت رکھ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی دوستی قائم کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کی والدیت اور دوستی اسی سے حاصل کی جاسکتی ہے پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷، ص ۱۳۴، ۱۳۵، مطبوعہ مکتبہ الزماں مدینہ منورہ)

نور اسلام اور عداوت اسلام ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے:

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) الازہری آف بھیرہ شریف سابقہ چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت میں بڑی صراحت سے اس حقیقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ انکے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی محبت پائی جائے جس طرح پاک اور پلید پانی ایک برتن میں اکٹھے نہیں رہ سکتے اسی طرح نور ایمان اور دشمن اسلام کی دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی جو شخص ایمان کا مدعی ہے اور کفار ومشرکین کے ساتھ بھی دوستی رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو فریب دے رہا ہے اللہ کا بندہ اللہ کریم کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے قریبی

رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیتا ہے۔ ان میں سے چند قریبی رشتوں کا ذکر فرمایا۔"

اولاد کو اپنے والدین سے محبت بھی ہوتی ہے اور ان کا ادب اور لحاظ بھی ہوتا ہے لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو بیٹ اس کی پرواہ تک نہیں کرتا اس طرح باقی رشتے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جب غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر احد کے میدانوں میں اپنے قریبی رشتہ داروں کے سامنے صف آرا ہوئے تو جو بھی ان کا مدمقابل بنا انہوں نے بلا تامل اس کو خاک وخون میں ملا دیا۔"

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کیا:

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جب میدان بدر میں گئے تو ان کا باپ عبداللہ ان کے سامنے آیا آپ نے اپنی تلوار کے وار سے اس کا سر قلم کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی پٹائی کر دی:

ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے شان رسالت میں کچھ گستاخی کی تو آپ نے اسے اس ذور سے دھکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو ابوبکر نے عرض کیا میرے آقا اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو للکارنا:

بدر کے دن صدیق کبر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹے عبداللہ کو للکارا اور حضور

سے جنگ کی اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا:

دَعْنِیْ اَکُوْنُ فِی الرَّعْلَةِ الْاُوْلٰی

''میرے آقا مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں شہداء کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں۔''

مَتِّعْنَا بِنَفْسِكَ يَا أَبَابَكْرٍ مَاتَعْلَمُ اَنَّكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ

''اے ابوبکر ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھا لینے دے تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میرے کان اور میری آنکھ کی طرح ہے۔''

مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا:

اسی طرح حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید کو احد کے روز قتل کیا۔ بدر کی جنگ میں ایک انصاری نے ان کے بھائی ابوعزیز بن عمیر کو گرفتار کر لیا وہ اسے رسی سے باندھ رہا تھا تو حضرت مصعب نے دیکھ لیا اور پکار کر کہا:

''اس کو خوب کس کر باندھنا اس کی ماں بڑی (امیر ہے) مالدار ہے گراں قدر فدیہ ادا کرے گی۔ ابوعزیز نے کہا! مصعب تم بھائی ہو کر ایسی بات کہہ رہے ہو آپ نے جواب دیا ''تیرا میرا بھائی چارہ ختم اب یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں باندھ رہا ہے۔''

دیگر اصحاب رسول نے اپنے عزیز رشتہ داروں کو قتل کیا:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام ابن مغیرہ کو

قتل کیا اور سیدنا علی، سیدنا حمزہ، سیدنا عبیدہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ اور ولید کو تہہ تیغ کیا۔

شمع نبوت کے پروانوں نے عملی نمونہ پیش کیا اور دنیا کو بتا دیا کہ ان کے دلوں میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور بس۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۵، ص ۱۵۱، ۱۵۲، حاسیہ ۳۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(تفسیر کمالین ترجمہ وشرح اردو جلالین ج ۶، ص ۴۶۹، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

جلالین شریف، ص ۴۵۴، حاشیہ ۸، مطبوعہ آرام باغ کراچی، تفسیر مظہری، ج ۹، ص ۲۲۸)

(عربی مطوبعہ حافظ کتب خانہ کوئٹہ پاکستان)

میں اپنے محبوب کا خود محافظ ہوں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (سورۃ المائدہ، آیت ۶۷)

"اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا۔" لوگوں سے

یہ ہیں آداب محبوب اور یہ ہے تحفظ ناموس رسالت کہ مولوی کی حفاظت اس کے چوکیدار کریں پیر صاحب کی حفاظت اس کے مرید کریں لیڈروں کی حفاظت ان کے نلازمین کریں اور محبوب کی حفاظت میں خود کروں بلکہ ان میں سے کوئی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر ڈاکہ ذنی کرے تو میں اسی کے محافظوں سے اسے مروا دوں اس پر بھی طرفہ تماشہ یہ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود تو رہا ایک طرف اس کی کتاب قرآن کریم کی حفاظت بھی میں خود کروں گا۔ توریت کی حفاظت موسیٰ علیہ السلام کے ذمہ، زبور کی حفاظت داؤد علیہ السلام کے ذمہ، انجیل کی حفاظت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ اور قرآن کی حفاظت خود میرے ذمہ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹

(سورۃ الحجر آیت ۹)

"بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

اس کتاب کا بھی میں محافظ، کتاب والے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی میں محافظ، یعنی کوئی کافر آپ کو شہید نہ کر سکے گا۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ:

"اس آیت سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہرا دیا کرتے تھے اس آیت کے نزول کے بعد پہرا اٹھا دیا گیا اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا دیکھو سارے کافر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے مگر سب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب آئے اور کسی کا داؤ آپ پر نہ چل سکا۔" (تفسیر نور العرفان ص ۱۸۹، مطبوعہ لاہور)

یہ ہے تحفظ ناموس رسالت اگر محبوب ہجرت کی رات نکلے تو محافظ میں، اگر بدر اور دیگر جنگوں کیلئے تشریف لے گئے تو محافظ میں لگاؤ زور مگر............!

؎ وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے

میں تمہیں تنہا نہ چھوڑوں گا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

"اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو بے شک آپ ہماری نگہداشت میں ہو۔"

یہ آپ کی ناموس اور ذات مبارکہ پر حملہ کرنے والے تو اب آرہے ہیں اور میری حفاظت پہلے سے موجود ہے ہم آپ کو کبھی تنہا نہ چھوڑیں گے اور یہ کبھی بھی آپ کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

بچپن، جوانی، بڑھاپے میں، غاروں و مزار میں، گھر میں، بازار میں، آپ ہمہ وقت ہماری نگاہوں میں ہیں ڈاکو ناموس رسالت کے معاملہ میں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ میں نے تو ان اپنوں، بیگانوں سب کو بغیر اجازت آپ کے گھر داخل ہی نہیں ہونے دینا۔

بغیر اجازت میرے محبوب کے گھر داخل بھی نہ ہونا:

ملاحظہ ہو حکم باری تعالیٰ ہے:

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ (الآیت)

نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ پاؤ۔"

اگر تم نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی دولت، ثروت، لشکر، اسلحہ، حکومت کے بل بوتے پر تو تمہارے ٹخنے توڑ دیئے جائیں گے کیونکہ محافظ میں خود ہوں اور ہمہ وقت حفاظت کرتا ہوں یہ وہ حکم ہے جس میں بعض فرشتے بھی داخل ہیں ان گھروں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی بغیر اجازت نہ آتے تھے حضرت ملک الموت بھی اجازت سے حاضر ہوئے ان گھروں کی عظمت و حرمت عرش اعظم سے سوا تھی۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۶۷۹، حاشیہ ۸، از حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

جب یہ معظم فرشتے کہ جو رسل ملائکہ ہیں ان سے آداب نبوت و ناموس رسالت کی رعایت کروائی جا رہی ہے تو کوئی بدطینت ڈاکو کس طرح ان گھروں اور گھر والوں اور ان سب کے آقا کی ناموس و حرمت پر ڈاکہ ڈال سکتا ہے؟ ذرا غور کرو پہرے دار خود خالق کائنات ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کافر و مرتد ہیں:

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط (سورالتوبہ، آیت ٦٦)

''تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔''

اصل واقعہ یوں ہے کہ جسے مفسرین نے بیان فرمایا:

غزوہ تبوک کا موقعہ تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ منافق بھی حصولِ غنیمت کے لئے ساتھ نکلے ان میں سے ایک منافق نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ مسلمان روم پر غالب آ جائیں گے یہ بالکل غلط ہے اس کے ساتھی اس پر ہنستے تھے اور استہزاء کرتے ہوئے شان رسالت میں گستاخی کر رہے تھے اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی کر رہے تھے یہ تین افراد تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جا رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ:

''اے کلمہ پڑھ کر گستاخی کرنے والو تم مسلمان نہیں ہو بلکہ

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط (سورالتوبہ، آیت ٦٦)

''تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔''

کلمہ پڑھنے کے بعد گستاخی کے ارتکاب سے تم مرتد ہو چکے ہو مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

ا۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا کہ جو تنہائی میں باتیں کی جائیں حضور کو ان کی خبر ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے کیونکہ رضا بالکفر بھی کفر ہے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۳۱۳، حاشیہ ۷)

مزید فرماتے ہیں کہ:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزاء کو کفر قرار دیا گیا۔''

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ مرتد ہے۔

(تفسیر نور العرفان ص ۳۱۴، حاشیہ ۸)

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ:

''آسیہ بی بی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی ہے کہ نہیں؟

گورنر صاحب نے اس کی معافی کے لئے سفارش کر کے رضا بالکفر کا اظہار کیا ہے کہ نہیں؟

وہ اس کفر کی سفارش کر کے کافر و مرتد ہوئے کہ نہیں؟

مرتد کی سزا قتل ہے کہ نہیں؟

جناب ممتاز احمد قادری نے ان کو قتل کر کے مذہبی دینی تقاضہ کو پورا کیا ہے کہ نہیں؟

فیصلہ آپ پر ہے..........!

میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آوازیں نہ دو تا کہ آرام میں خلل نہ آئے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾ (سورۃ الحجرات)

"بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔"

انہوں نے آپ کی حرمت و ناموس کا لحاظ نہیں کیا اور آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک دوسرے سے کرتے ہیں جیسے ایک دوسرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آوازیں دیتے ہی اسی طرح آپ کے دروازہ رحمت پر آ کر آوازیں دیں لیکن انہیں چاہئے تھا کہ وہ صبر کرتے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ (سورۃ الحجرات)

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا وہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

یہ آیت قبیلہ بنی تمیم کے وفد کے متعلق نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حضور کی خدمت میں پہنچے جبکہ محبوب دولت خانہ میں آرام فرما تھے انہوں نے حجروں کے باہر سے ہی پکارنا شروع کر دیا سرکار تشریف لے آئے تب یہ آیت اتری۔"

یعنی انہیں چاہئے تھا کہ صبر سے باہر بیٹھتے جب حضور خود ہی تشریف لے آتے تو عرض و معروض کرتے معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آداب انسانی ساخت ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے رب نے سکھائے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۸۲۳، حاشیہ ۸، ۹، مطبوعہ لاہور)

قارئین گرامی قدر! اللہ تعالیٰ تو اتنی ادنیٰ سی بات بھی برداشت نہیں فرماتا

کہ ضرورت کے تحت آنے والے بھی میرے محبوب کو آواز دے کر ان کی نیند سے خلل ڈالیں تو یہ بڑی بڑی گستاخیاں کیونکر برداشت کرے گا۔؟

اس ادنیٰ سی لغزش کے مرتکبین کو فرمایا:

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

تو جو بڑی بڑی گستاخیاں کریں ان کے لئے کیا حکم ہوگا اور جو ان گستاخان رسالت کی حمایت کریں وہ عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکیں گے؟

جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول پر عتاب فرمایا تو ان گمراہوں کا کیا حال ہوگا؟

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کریں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ﴿۵﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۠﴿۶﴾ (سورۃ المجادلہ، آیت ۵،۶)

بے شک جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی انہیں ذلیل کیا جائے گا جس طرح ذلیل کئے گئے وہ (مخالفین) جو ان سے پہلے تھے اور بے شک ہم نے اتاری ہیں روشن آیتیں اور کفار کے لئے رسوا کن عذاب ہے یاد کیجئے) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں

آگاہ کرے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے
اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ بھلا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر
شاہد ہے۔"

جو لوگ جھگڑتے ہیں:

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے
کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ الخ

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑا کر رہے
ہیں انہیں اس طرح ذلیل و رسوا کیا جائے گا جیسے ان لوگوں کو
ذلیل و رسوا کیا یا جو ان سے پہلے تھے۔"

(تفسیر طبری، مندرجہ بالا ج ۲۸، ص ۱۶، مطبوعہ بیروت)

جو لوگ مخالفت کرتے ہیں:

امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت
مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ کا معنی ہے جو لوگ مخالفت کرتے ہیں۔

(در منثور ج ۶، ص ۴۶۱، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! سوال ہے آپ سے کیا گستاخ رسول ایکٹ (جو پاکستان
کا آئین بعد میں بنا اور قرآن و حدیث کا قانون پندرہ صدیاں پہلے سے ہے) کو
کالا قانون کہنا اللہ رسول سے جھگڑا اور ان کی مخالفت نہیں ہے؟ کیا کسی گستاخ
رسول کو معافی دلوانے پر زور لگانا اللہ رسول کی مخالفت اور ان سے جھگڑا نہیں ہے؟

اور میں یہ حکام بالا سے بھی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ:

"اگر آسیہ بی بی بے گناہ ہے تو وہ معافی کیوں مانگتی ہے؟"

اگر معافی مانگتی ہے تو اس نے گستاخی رسول کا ارتکاب کیا ہے میرا دعویٰ ہے کہ انگریز سے ایسے کام لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ آسیہ کو امریکہ نے بلانے اور تحفظ دینے کی پیش کش کی ہے یہ کب تک ہوتا رہے گا کہ انگریز اور بد مذہب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کرائے کے لوگوں سے گستاخیاں بھی کرواتے رہیں اور بعد میں جب ان کو سزا کا حکم ہو جائے تو ان کا تحفظ بھی کرتے رہیں؟

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سادہ مسلمانو!

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

حضرت پیر سید محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حَآدُّوْنَ کا مصدر محاداۃ ہے اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں کہ:

اَلْمُحَادَّاةُ: اَلْمُعَادَاةُ وَ الْمُخَالَفَةُ وَالْمُنَازَعَةُ وَهُوَ مُفَاعَلَة، مِّنَ الْحَدِّ كَانَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يُجَاوِزُ حَدَّهٗ اِلَى الْاٰخر" (لسان العرب)

یعنی محاداۃ کا معنی عداوت کرنا، مخالفت کرنا اور جھگڑا کرنا ہے اس کا اصل ماخذ حدّ ہے کیونکہ دونوں اپنی اپنی جگہ سے تجاوز کر کے دوسرے کی حد میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں اس لئے اسے محاداۃ کہا جاتا ہے۔

آگے اس کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس تشریح کی روشنی میں آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ جو لوگ اپنی بندگی کی حد کو پھاند کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی

حدود میں مداخلت بے جا کا ارتکاب کرتے ہیں (جیسا کہ آج کل کے حکمرانوں نے کیا ہوا ہے اور گورنر صاحب نے کہا تھا) قانون سازی کا جو حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے مخصوص ہے اس حق کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور اللہ کے بندوں کے لئے خود قانون وضع کرنا شروع کر دیتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت طیبہ میں کیا جا رہا ہے علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ سے کی ہے:

أَوْ يَضَعُوْنَ أَوْ يَخْتَارُوْنَ حُدُوْدًا غَيْرَ حُدُوْدِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ.

"یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وضع کردہ حدود اور قوانین کے برعکس اپنی طرف سے حدود و قوانین وضع کرتے ہیں ان کا حکم اس آیت میں بتایا جا رہا ہے:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام سعد اللہ چلپی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے وہ بھی غور طلب ہے:

وَعَلٰى هٰذَا قِصِيَّةٌ وَعِيْدٌ عَظِيْمٌ لِلْمُلُوْكِ وَاُمَرَآءِ السُّوْءِ الَّذِيْنَ وَضَعُوا اُمُوْرًا خِلَافَ مَاحَدَّحَ الشَّرُوْعُ وَسَمُّوْهَا السِّيَاسِيَّةَ وَالْقَانُوْنَ وَاللهُ تَعَالٰى الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَايَصِفُوْنَ

حکمرانوں اور سیاستدانوں کے حربے:

ترجمہ عبارت مندرجہ بالا از علامہ آلوسی:

یعنی اسی آیت میں ایسے بادشاہوں اور بڑے حکام کے لئے وعید شدید ہے جو شریعت کی حدود کے برعکس کوئی قوانین وضع کرتے ہیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی نے یہاں (اپنی تفسیر روح المعانی میں) اس مسئلہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور بتایا ہے کہ حکومت کوئی قانون سازی کا کہاں تک اختیار ہے اور کہاں تک نہیں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے امید ہے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

حکومت کی ذمہ داریاں اور ان کے کرنے یا نہ کرنے کے کام:

فوجوں کی تربیت، انہیں جنگی مشقیں کرانا انہیں ہر قسم کا اسلحہ مہیا کرنا جس سے دشمن پر غلبہ پانے کے امکانات روشن ہوں، جنگ کے لئے منصوبہ بندی، میدان جنگ میں فوجوں کی نقل وحرکت کے ضابطے ان تمام امور میں حکام وقت کو کلی اختیارات حاصل ہیں مسلمانوں کے لئے جو بہتر اور مفید ہو اس کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں اسی طرح مناسب مقامات پر قلعوں کو تعمیر کرنا شہروں کی حفاظت کے لئے تجاویز سوچنا بھی حکام کا کام ہے وہ جرائم جس کی سزا شریعت میں مقرر نہیں ان کے لئے سزائیں مقرر کرنا بھی حکومت کا کام ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسی سزائیں مقرر کرے جن سے جرائم کا سد باب ہو سکے لیکن ان تعزیرات کو اتنا سخت کرنا بھی درست نہیں جو بسا اوقات قتل سے بھی زیادہ دردناک اور اذیت رساں ہوں۔

اسی طرح کاروبار اور لین دین کے لئے ایسے قواعد وضوابط مقرر کرنا جن سے کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو درست ہے لیکن کوئی ایسا ضابطہ بنانا جس سے کسی شرعی حکم کی صراحۃً خلاف ورزی لازم آئے ہرگز جائز نہیں جیسے

سود کے جواز کا قول کرنا اور اس کے بغیر معاشی اور صنعتی ترقی کو محال سمجھنا یہ سب حرام ہے بیت المال اور اراضی کے بارے میں جو احکام صحیح روایات سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں ان کی خلاف ورزی کسی صورت میں بھی جائز نہیں لیکن جو احکام خلفاء کرام نے اجتہاد سے وضع کئے اگر زمانہ کے حالات کے پیش نظر ان کے بارے میں ایسے احکام وضع کئے جائیں جن میں لوگوں کی آسانیاں اور سہولت ہو اور ان میں عوام کا فائدہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن خلفاء کے اجتہادی احکام کے بجائے ایسے جدید قوانین مرتب کرنا جن میں لوگوں کی مشقتوں میں اضافہ ہو جائے یہ کسی طرح جائز نہیں۔

وہ حدود جو اللہ تعالیٰ نے چوروں، بدکاروں اور رہزنوں کے بارے میں مقرر کی ہیں ان میں کسی قسم کا ردّ و بدل روا نہیں ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلامی قوانین کو ناقص سمجھتا ہے اور ان کی تحقیر کرتا ہے اور جدید وضع کردہ قوانین کو ان سے بہتر اور زیادہ مفید کہتا ہے اس کے کفر میں شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۵، ص ۱۴۰، ۱۴۱، مطبوعہ لاہور)

انہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہا ان کو ذلیل و رسوا کر دیا جائے گا انہیں منہ کے بل گرا دیا جائے گا جس طرح ان سے پہلے جو سرکش قومیں گزری ہیں ان کو ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا گیا تھا۔

اگر یہ حکمران اور امراء سوء یہ کہیں کہ:

"اگر ہم غلط کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آ جاتا۔"

تو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"ان کو بتا دو کہ دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؕ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۸﴾ (سورۃ المجادلہ، آیت ۸)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں (اسلام کے خلاف) سر گوشیوں سے گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم بس ہے، اس میں دھنسیں گے، تو کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں ضیاء الامت جسٹس حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"یہود ایسی بدزبانیاں اور گستاخیاں کرتے پھر ایک دوسرے سے یہ کہتے کہ اب ہمیں یقین آگیا ہے کہ یہ نبی نہیں اگر یہ نبی ہوتے اور ہم ایسی گستاخی کرتے تو خدا کا عذاب ہمیں تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہم ایسی گستاخیاں کرتے ہیں اور ہماری تو کبھی نکسیر تک نہیں پھوٹی ہمیں تو کبھی ہلکا سا درد سر بھی

نہیں ہوا معلوم ہوا کہ یہ خدا کے نبی نہیں ہیں انہیں کہا جا رہا ہے کہ ان گستاخیوں کی پاداش میں تمہارا ٹھکانہ جہنم بنا دیا گیا ہے تمہیں پکڑ کر اس میں دھکا دے دیا جائے گا ہمیشہ اس میں جلتے رہو گے اور تڑپتے رہو گے جو میرے محبوب کے گستاخ ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اس میں نہ ایک لمحہ آرام ملے گا اور نہ اس سے باہر نکلنے کی کوئی امید ہو گی۔" (تفسیر ضیاء القرآن ج ۵، ص ۱۴۴، مطبوعہ لاہور)

جو حق آشکار ہونے کے بعد بھی باطل پر ڈٹا رہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۱۱۵ (سورۃ النساء)

"اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کے روشن ہو گئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔"

قارئین کرام غور فرمائیے کہ:

قرآن فرمائے کہ گستاخ کی سزا موت ہے

حدیث فرمائے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے

سارا عالم اسلام کہے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے

مگر یہ بے ایمان اکیلا ہی ان سب سے روگردانی کرے اور اس قانون میں ترمیم کرنے کی رٹ ہی لگائے رکھے تو پھر اس کا ٹھکانہ کیا ہوگا؟

ہم نے سابقہ اوراق میں ثابت کیا کہ حکومت اگر قرآن و حدیث کے فیصلوں کے خلاف قانون سازی کرے تو یہ اس کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے اس کے بعد بھی حکومت اس قانون کو چھیڑے تو پھر عذاب الٰہی کر کے تیار ہو جائے۔

ہم پھر متنبہ کرتے ہیں کہ خدا رسول کے قانون کو کالا قانون کہنے والو یہ حکومت آنی جانی ہے آج تم حکمران ہو کل کوئی اور ہوگا حکومت ہمیشہ نہیں رہے گی قبر و حشر کو بھی سامنے رکھو اس بدحواسی و مدہوشی سے باہر نکلو اور اپنے حشر کی بھی فکر کرو تم نے مرنا بھی ہے۔

؎ موت ہے وہ آنے والی آئے گی
جان ہے یہ جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
خاک تم پر اک روز ڈالی جائے گی

فرشتہ اجل آئے گا اور سب کچھ یہیں چھوڑ کے تمہیں خالق حقیقی سے ملا دے گا پھر وہاں کیا منہ دکھاؤ گے؟ جس عاشق رسول ملک ممتاز قادری کو تم نے جیل میں بند کیا ہوا اور شہادت سے سرفراز ہوا اور وہ مصطفیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے گا اور رہے گا مگر تم نیست و نابود ہو جاؤ گے کیونکہ ہم نے وہ دور بھی دیکھا کہ بڑے بڑے فرعون چلے گئے اور عاشقان رسالت کا آج بھی ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر موجود ہے۔

چھٹے قیدی تو بدلا ہوا زمانہ تھا
نہ ناظم الدین تھا نہ دولتانہ تھا

یہاں وہ نہ رہے جو کہا کرتے تھے کہ

''میں اگرچہ کمزور ہوں مگر میری کرسی مضبوط ہے۔''

تم کیا چیز ہو؟

؎ کیا حسن نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

آیت کریمہ مندرجہ بالا ''وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ'' کی تفسیر میں حضرت ضیاء الامت نے تحریر کیا کہ:

''اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور اجماع امت کی مخالفت سے انسان توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے اور شیطان کے ہاتھ میں محض ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے تگنی کا ناچ نچاتا ہے۔'' (تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۳۹۲، حاشیہ ۱۷۵، مطبوعہ لاہور)

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانو ذرا ہوش کے ناخن لو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾
(سورۃ النساء)

''اس (قیامت کے) روز تمنا کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کہ کاش! (انہیں دبا کر)

ہموار کر دی جاتی ان پر زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے

کوئی بات۔''

''کاش اس آیت کو وہ لوگ بھی پڑھیں جو بڑے طمطراق

سے اطاعت رسول کا انکار کرتے ہیں تو انہیں پتہ چلے کہ

رسول کے نافرمانوں اور اس کی سنت سے سرکشی کرنے والوں

کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی۔''

(تفسیر ضیاء القرآن ج۱،ص ۳۴۶، حاشیہ ۴۷، مطبوعہ لاہور)

؎ محمد کا در چھوڑ کر جانے والو ملا نہ ٹھکانہ تو پھر کیا کرو گے

قیامت کے دن مصطفیٰ نے تمہیں گرامتی ہی نہ جانا تو پھر کیا کرو گے

آج بھی وقت ہے کہ گستاخانِ رسالت کی حمایت سے توبہ کرلو اور در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک جاؤ اور حضور کے غلاموں میں شامل ہو جاؤ ورنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرے اللہ اسے فوراً انجام تک پہنچا دیتا ہے اس کے ہاں ہر کسی کے لئے دیر ہے گستاخ رسول کے لئے دیر نہیں ہے آنیوالے اوراق میں انشاء اللہ ہم بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے گستاخ کو برداشت نہ فرماتے ہوئے فوراً اس کا جواب بھی دیا اور اس کو سزا بھی دی ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام دیکھ لو اور ولید ابن مغیرہ کی گستاخی کا جواب ملاحظہ کرلو۔

ولید ابن مغیرہ کے اصل میں خطا ہے وہ ولد الزناء ہے (القرآن):

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ (سورۃ القلم آیت ۱۳)

''اس کے علاوہ (یہ) بداصل ہے (اس کے اصل میں خطا ہے

یہ ولد الزنا ہے)"

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہ آیت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی جو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مجنون کہتا تھا قرآن کریم نے اس کے دس (۱۰) عیب بیان فرمائے آخر میں فرمایا کہ وہ حرامی ہے معلوم ہوا کہ رب ستار العیوب ہے لیکن جو اس کے محبوب کو عیب لگائے اس کی پردہ دری کر دیتا ہے۔"

(نور العرفان ص ۹۰۱، حاشیہ ۸، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

آیت مبارکہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب پر پردہ ڈالتے ہوئے معاف فرما دیتا ہے مگر اس کے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی اسے ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں گستاخ رسول کو وہ بھی فوراً جواب ارشاد فرماتا ہے:

گستاخ نے ایک گستاخی کی اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دس اس کے عیوب سے بیان فرمایا ملاحظہ ہو ارشاد فرمایا کہ:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّيكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ
كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ
لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾

(سورۃ القلم)

قلم اور اس کے لکھے کی قسم تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہے ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا گنہگار درشت خو اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔"

حضرت مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

اس آیت "عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ" کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا اور بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دس (۱۰) عیوب بیان فرمائے نو (۹) کو تو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی تجھے خبر ہے سچ بتا میں حرامی ہوں یا حلالی سچ کہنا ورنہ تیری گردن مار دوں گا تب اس کی ماں بولی کہ تیرا

باپ نامرا تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلا لیا تو اس سے پیدا ہوا۔ (تفسیر خزائن العرفان روح البیان وصاوی وغیرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے عناد ہو اور حضور کی بد گوئی اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے۔

(تفسیر نور العرفان ۹۰۲، حاشیہ ۱۰، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! جس بد بخت بد عقیدہ بے ایمان نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون کہا (معاذ اللہ) وہ تو حرامی ہے اور اس کے حرامی ہونے پر قرآن نے گواہی دی ہے تو جو بے ایمان یہ لکھے کہ "علم غیب سے مراد کل ہے یا جزء اگر کل ہے تو یہ خاصہ باری تعالیٰ ہے اگر جزو ہے تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ایسا علم تو چوپائیوں مجنونوں جیسوں بلکہ جمیع بہائم کو حاصل ہے۔" (حفظ الایمان)

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا پروگرام ہوگا (فَافْهَمُوا وَتَدَبَّرُوا)

ولید ابن مغیرہ کو تو حرامی کہہ دیا گیا جو شخص حضور کے ایسے گستاخوں کو معافی دلوانے کی بات کرے اس کو کیا کہو گے؟

جو شخص گستاخ رسول کی سزا میں ترمیم کی رٹ لگائے اس پر کیا فتویٰ ہوگا؟

جو شخص اس سزا کو کالا قانون کہے اس کا کیا استحقاق ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے جیسے ولید ابن مغیرہ کو فوری جواب دیا اسی طرح اس شخص کو بھی فوری سزا دے دی اور اس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دیا یہ طریقہ خداوند ہے۔

اب جو لوگ ایسے بے ایمان کو مسلمان کہیں سمجھیں اس کا جنازہ پڑھیں اسے فوجی اعزاز سے دفنا کر فوج کی توہین کریں ان کے متعلق قانون کیا کہتا ہے؟

؎ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھو کر

جناب غازی ممتاز قادری نے کوئی غلط کام نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنا طریقہ پائیہ تکمیل تک پہنچایا ہے کیونکہ یہ ازلی سعادت انہیں کے نصیب میں لکھی تھی سوان کو مل گئی۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر ایک کے نصیب میں دارود سن کہاں

یہ بدطینت لوگ منہ زور گھوڑوں کی طرح اسے انتہا پسندی کا نام دیں یا جو چاہیں کہیں کیونکہ امریکہ کو بھی تو خوش رکھنا ہے۔

کیا یہ انتہا پسندی ہے؟

اگر یہ انتہا پسندی ہے تو کیا..........!

پاکستان کے سیاست دان انتہاء پسند نہیں جنہوں نے چوہدری ظہور الٰہی کو قتل کیا...... اور خواجہ محمد رفیق کو قتل کیا...... ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کیا...... بے نظیر بھٹو کو قتل کیا...... اکبر خان بگٹی کو قتل کیا...... ظلم یہ کہ خان لیاقت علی خان کو قتل کیا؟

اگر یہ انتہا پسندی ہے تو امریکہ انتہا پسندی نہیں جس نے زمین و آسمان کے درمیان صوفی ضیاء الحق کو قتل کیا اور آئے دن پاکستان کے عوام کو ڈرون حملوں کے ذریعہ قتل کرتا رہتا ہے؟

کیا ان اقدامات کو سیاسی انتہا پسندی کہنا انصاف نہیں ہے جو سیاستدانوں اور حکمرانوں سے نہیں ہوتا اور والیٔ کائنات کے گستاخ کا قتل انتہا پسندی سے منسوب کرنا عین انصاف ہے کہاں ہے تمہاری حمیت دینی اور غیرت اسلامی اور انصاف کے تقاضے جن کو پورے نہ کرنے کے باجوود تم مسلمان بھی ہو پاکستانی

بھی اور منصف مزاج بھی۔

بعض رنگاں تے مر مر جاویں بعضیاں تووٹ کھاویں
بعضیاں منیں بعضیاں منکر منصف کیویں سداویں

کیا یہ انتہا پسندی ہے؟

اگر یہ انتہا پسندی ہے تو کیا وہ شخصیت جو......

خلیفۃ المسلمین بھی ہو

امیر المؤمنین بھی ہو

مرادِ رسول بھی ہو

اور جس کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں

جس کے سائے سے شیطان بھاگتا ہو

اس فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی انتہا پسند کہو گے جس نے منافق کو فی الفور اپنے ہاتھ مبارک سے قتل کر دیا۔

کیا یہ انتہا پسندی ہے؟

اگر یہ انتہا پسندی ہے تو وہ شخصیت جو......

امام المتقین بھی ہو

امام المسلمین بھی ہو

نفسِ رسول بھی ہو

زوجِ بتول بھی ہو

ید اللہ بھی ہو

اسد اللہ بھی ہو

نبی کے دل کا چین بھی ہو

والد حسنین بھی ہو

اس مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کو بھی انتہا پسند کہنے کی جرأت کرو گے جنہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرنے والوں کو تہہ تیغ کر دیا۔

کیا یہ انتہا پسندی ہے؟

اور پھر اگر یہ انتا پسندی ہے تو بتاؤ اس شخصیت کو کہ:

''جس کا کلمہ پڑھ کر عیش کر رہے ہو اور نام کے مسلمان بنے پھرتے ہو۔

جو امام الانبیاء بھی ہیں اور سید المرسلین بھی

جو شفیع روز جزا بھی ہیں اور محبوب خدا بھی

جو انیس الغریبین بھی ہیں اور محب المساکین بھی

جو راحۃ العاشقین بھی ہیں اور قائد الغرالمحجلین بھی

جو صدیق اکبر کے آقا بھی ہیں اور فاروق اعظم کے مولا بھی

جو عثمان غنی کے ملجیٰ بھی ہیں اور مولا علی کے ماویٰ بھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) انتہا پسند کہو گے جنہوں نے

کعب بن الاشرف کو حکماً قتل کروا دیا

ابو رافع کو حکماً قتل کروا دیا

اور ابن ابی معیط کو خود قتل فرمایا

آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ایمان فروش اور ضمیر فروش حکمرانو!

امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایمان بیچ کر ضمیر فروشی کرنے والے حکمرانو! تم لبرل کہلوانے کے شوق میں قرآن وصاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلا کر ایمان سے نکل رہے ہو دیکھو اللہ تعالیٰ واضح فرما رہا ہے کہ:

یہود ونصاریٰ سے دوستی نہ کرو:

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ (سور المائدہ)

"اے ایمان والو نہ بناؤ یہود ونصاریٰ کو (اپنا) دوست (وہ مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔"

سلمان رشدی اور سلمان تاثیر:

بتاؤ حکمرانو! بتاؤ امریکہ کے دیوانو! بتاؤ یہودیوں، نصرانیوں کے یارو کیا خالق کائنات بھی انتہاء پسند ہے جو اتنا سخت اور انتہائی حکم فرما رہا ہے کہ:

"جس نے ان (یہودو ہنود ونصاریٰ کافروں) کو دوست بنایا تو وہ انہیں میں سے ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ظالم فرما رہا ہے اور بے ہدایت گردانتا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

بتاؤ ظالمو! تمہاری لبرل پالیسیاں...... یہودیوں بدمذہبوں سے یاریاں اور امریکہ سے دوستیاں تمہارے ایمان کا جنازہ نکالتی ہیں کہ نہیں اور تم ان دوستیوں کی وجہ سے منکر قرآن ٹھہرتے ہو کہ نہیں؟ بس یہی وجوہات ہیں کہ تم گستاخان رسالت کے حامی ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنا کروانا یہ اسی امریکہ کا ایجنڈہ ہے اس نے سلمان رشدی بے ایمان سے یہ فعل شفیع کروایا...... اس نے راج پال ملعون سے یہ کام کروایا اسی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹے دعویٰ نبوت پر آمادہ کیا اس نے آسیہ سے گستاخیاں کروائیں اسی کی فرزندی کا حق ادا کرتے ہوئے سلمان رشدی کی اتباع میں سلمان پاکستانی نے ایسا کلمہ منہ سے نکالا۔

سلیمان رشدی نے قرآنی آیت کو شیطانی آیا کہا
سلمان پاکستانی نے قرآنی قانون کو کالا قانون کہا
؎ دل ہمارے جل اٹھے تاثیر ہے دونوں کی ایک
دونوں ہی ناپاک ہیں تدبیر ہے دونوں کی ایک

شیطان کے دوستوں سے قتال کرو:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ﴿۷۶﴾

(سورۃ النساء)

"جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں تو (اے ایمان والو) لڑو شیطان کے حامیوں سے بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے۔"

گستاخان رسالت کے حامی بھی لڑتے ہیں مگر طاغوت (شیطانی طاقتوں امریکہ وغیرہ) کی راہ میں غلامان رسالت بھی لڑتے ہیں مگر اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں اور اس کی راہ میں تو تم انکی طاقت کو دیکھ کر گھبرانہ جانا بلکہ ان سے لڑنا کیونکہ ان کا مکروفریب کمزور ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"عمل ایک ہی ہوتا ہے لیکن مقاصد کے اختلاف کے باعث وہ لائق تحسین یا قابل نفرین ہو جاتا ہے جنگ کی اجازت اسلام نے بھی دی اور دوسری قومیں بھی لڑائی کیا کرتی ہیں دونوں جنگوں میں خون کے دریا بہتے ہیں کشتوں کے پشتے لگتے ہیں زخمیوں کی چیخ و پکار سے فضا سوگوار ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی اسلام کی جنگ اور دوسری جنگوں میں زمین آسمان کا فرق ہے مؤمن کی جنگ اعلاء کلمۃ الحق کے لئے، عدل و انصاف، مساوات و حریت، نیکی و تقویٰ کی اقدار کو زندہ رکھنے کیلئے ہوتی ہے اور غیر مومن کی جنگ کے پس پردہ صرف مادی فوائد کارفرما ہوتے ہیں کسی ملک پر قبضہ کسی قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا اپنے لئے تجارت کی منڈیاں قائم

کرنا مملوکہ و مفتوحہ ممالک کی معدنیات اور قدرتی ذخائر سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے ان تمام چیزوں کو طاغوت (یعنی باطل) کے ایک لفظ سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ ان مقاصد کے لئے جو جنگ لڑی جائے گی خواہ لڑنے والوں کے سر پر ہلالی پرچم لہرا رہا ہو اور غلغلہ ہائے تکبیر سے ساری فضا تھرا رہی ہو وہ جنگ فی سبیل اللہ نہیں ہو گی۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، حاشیہ ۱۱۶، مطبوعہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ:

"اے اہل ایمان! باطل کو نیست و نابود کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دو تم حق کے علمبردار ہو حق کو فتح اور غلبہ نصیب ہو گا تو انسانیت کے چمن میں بہار آجائے گی اعلیٰ اخلاقی قدروں کی بالا دستی قائم ہو گی نیکی کی روشنی اور مہ ہر سو پھیل جائے گی امن و عافیت کا دور دورہ ہو گا باطل کے سر براہوں کی فتنہ سامانیوں سے خوفزدہ اور دل گرفتہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں تمہارے نعرہ اللہ اکبر سے اہل طاغوت کے قلعے لرز جائیں گے تمہارے ایک حملہ کی دیر ہے ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا شیطان کا مکرو فریب بہت کمزور ہے۔"

اے پورے پاکستان میں بسنے والے عاشقانِ رسالت:

اے پورے پاکستان میں بسنے والے میرے نبی کے دیوانو، شمع

رسالت کے پروانو، حضور کی ناموس پر پڑھنے کا جذبہ رکھنے والے حضور کے شیدائیو! اس عاشق رسول ممتاز قادری کی حمایت جاری رکھو باطل طاقتیں اور امریکہ کے پٹھو یہ طاغوتی عناصر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیوکہ تم غلامانِ حبیب رحمان ہو اور تمہارے مخالف دوستانِ ملعون شیطان ہیں اور ان کا مکرو فریب ضعیف سے ضعیف ترین ہے اس کے مقابلہ میں وہ خدا تمہارا حامی و ناصر ہے جو ابابیلوں سے ہاتھی مروا دیتا ہے۔

؎ اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اے یہ نعرے بلند کرنے والے محبوب کے فدائیو کہ

عظمت رسول پر جان بھی قربان ہے اور
ہم عظمت رسول کے پاسباں ہیں پاسباں اور
غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے
اب جان قربان کرنے کا وقت آپہنچا اور
عظمت رسول کی پاسبانی کے لمحات آگئے

لہٰذا اٹھو اور غلامی رسول میں جان قربان کر کے بتا دو کہ یہ ہے عشق مصطفیٰ جس کے بغیر زندگی فضول ہے اور ان طاغوتی طاقتوں کو معلوم ہو جائے کہ تمہارا نظریہ یہ ہے کہ

؎ مجھے ہو ناز قسمت پر اگر نام محمد پر
یہ سر کٹ جائے اور ان کا سرپا اس کو ٹھکرائے

اور پوری دنیا کے گستاخان رسالت بالخصوص پاکستان کے طاغوتی و

باطل حکمرانوں کو قرآن سے یہ پڑھ کر سنا دو کہ:

"موذیٔ رسول پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ (سورۃ الاحزاب)

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

قارئین کرام! کیا رسول اللہ کی گستاخی کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہیں پہنچتی؟

آج جو یہ حامیان گستاخان رسالت (مولوی جن کے بھینسوں جیسے حیلے ہیں اور یہ بڑے بڑے لبرل اور لبرنیناں جو ئی ٹی وی چینلز پر دندنا رہے ہیں اور) کہتے پھر رہے ہیں کہ اس قانون میں ترمیم ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہاں گستاخ رسول کی سزا کا ذکر کیا ہے وہ اس آیت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں اللہ کی لعنت سے بڑھ کر کیا سزا ہوگی اگر یہ اتنی ہی ہلکی شے ہے تو ایک مرتبہ کہہ کر دیکھو کہ:

"گستاخ رسول پر اللہ کی لعنت"

امید ہے تمہیں مسئلہ خود بخود ہی سمجھ آجائے گا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"موذیٔ رسول پر جنت حرام ہے۔" (الحدیث)

چنانچہ حدیث مبارکہ ہے کہ:

مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ

"جس نے میرے موئے مبارک میں سے ایک بال کو تکلیف دی اس پر جنت حرام ہے۔" (کنز الایمان)

پھر بھی یہ بد باطن اندھے بہرے کہیں کہ گستاخ رسول کی سزا قرآن و حدیث میں نہیں ہے میں ان سے پھر کہوں گا کہ اگر ایسا ہی ہے تو سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر دعا کرو کہ:

یا اللہ! ہم پر جنت حرام کر دے

انشاء اللہ آٹے دال کا بھاؤ وہیں معلوم ہو جائے گا لیکن

شرم تم کو مگر نہیں آتی

مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ ماتحت آیت:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور کو ایذا پہنچے وہ حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو لہذا اگر حضور کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے اسی لئے حضرت علی کا خیبر میں نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار پایا۔"

اللہ کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرے جن سے وہ منزہ ہے یا اس کے محبوب بندوں کو ستائے۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دینا یہ ہے کہ حضور کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھے یا کسی قسم کا طعن کرے یا آپ کے ذکر خیر کو روکے آپ کو عیب لگائے

اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں۔

(تفسیر نور العرفان ص ۶۸۰، ۶۸۱، حاشیہ ۳، ۴، مطبوعہ لاہور)

علامہ ابن کثیر دمشقی کہتے ہیں کہ:

''حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا تو اس پر بعض لوگوں نے باتیں بنائیں۔ بقول ابن عباس یہ آیت اس بارے میں اتری:

آیت عام ہے کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دے وہ اس آیت کے ماتحت ملعون و معذب ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینی گویا اللہ کو ایذا دینی ہے جس طرح آپ کی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۶۳، مطبوعہ لاہور)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(سورۃ التوبہ)

''اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

اس کی تفسیر میں حضرت حکیم الامت نے فرمایا:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کام سے حضور کو ایذا پہنچے وہ حرام ہے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کفار کو ہی ہوتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان ص ۳۱۳، حاشیہ سب سے اوپر والا)

علامہ ابن کثیر دمشقی تحریر کرتے ہیں:

''منافقین کی ہرزہ سرائی اوران کا خبث ونفاق''

منافقوں کی ایک جماعت بڑی موذی ہے اپنی باتوں سے پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچاتی ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستانے والے کے لئے دکھ کی مار ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ج ۲،ص ۳۶۰، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

موذیٔ رسول (گستاخ رسول) کیلئے سورہ احزاب کے مطابق اللہ کی دنیا و آخرت میں لعنت اور رسوا کن عذاب ہے اور سورۂ توبہ کے مطابق دردناک عذاب ہے مگر اندھوں کو قرآن میں گستاخ رسول کی کوئی سزا نظر ہی نہیں آتی۔

؎ اپنے نوں سیر کرایا سارا بازار پھر آیا
شام نوں جاں وت واپس آیا کہندا کچھ نئیں نظریں آیا

ان رگڑے رگڑائے بابوؤں اور بے حجاب بے شرم بیبیوں سے کوئی پوچھے کہ تم مسلمان ہونے کے دعویدار اور کلمہ گو ہو تمہیں کیا پڑی ہے اتنی شدومد سے ان منافقین شاتمان رسول کی حمایت کرنے کی تم اس موذیٔ رسول کا اتنا دفاع کرنے پر اتنے مجبور کیوں ہو آخر......

؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تمہیں تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرنی چاہئے نہ کہ دشمنان رسول کی...... کیا ہے تمہارا کلمہ اور کیا ہے تمہاراایمان:

؎ وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تب سقر تیرے دل میں کس سے نجار ہے
وہ رضائے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں نماز ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تو اگر تم نے ان کی ہی بے جا حمایت کرنی ہے تو سیدھے یا سیدھی ہو کر میدان میں اترو یہ مسلمانی کا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں کو دھوکہ کیوں دے رہے ہو یاد رہی ہو اور یہ منافقت کیسی کہ:

؎ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ایک بھینسا نما لاہوری ملاں (مشیر سابق گورنر پنجاب):

حال ہی میں ایک ملاں جو دیکھنے کو بھینسا معلوم ہوتا ہے اور جس کے سیاسی مشائخ کی اس کے سمیت تاریخ یہ ہے کہ انہوں نے ہر دور کے حکمرانوں سے مراعات لے کر دور مغلیہ کے دین اکبری کے محافظین ملاؤں کی یاد تازہ کر دی ہے بالخصوص اس پاکستان کے (بقول شورش کاشمیری) ڈبل غین اور ڈبل میم اور پھر مولوی ڈیزل نے تو ہواؤ حرص کی انتہاء ہی کر دی اور یہ ملاں جو پچھلے دور میں گورنر پنجاب کا مشیر رہ کر فتویٰ فروشی کی انتہاء کر چکا ہے اور اب اس کے فتوے مفت بک رہے ہیں اور وزیر اعظم ''پیر گیلانی شاہ صاحب'' نے اسے اپنی گود میں بٹھا کر اکبر بادشاہ کی گود میں بیٹھنے والے ''فیضی'' مولوی کی تصویر عیاں کر دی ہے اسی لئے اس ملاں نے یہ فتویٰ ٹی وی (ایک چینل پر) پر کہ جسے عباس اطہر شاہ (سینئر تجزیہ نگار) اپنے پروگرام سے زینت بخشتے ہیں جاری کیا ہے کہ:

''نہ تو گورنر صاحب ہی راج پال تھے اور نہ ہی ممتاز قادری
علم دین شہید ہے۔''

ہمیں مولانا کی پہلی بات سے تو تقریباً اتفاق ہے کیونکہ راج پال تو ہمارے عزت مآب گورنر صاحب کے قدموں کی خاک جیسا بھی نہیں اس لئے

کہ اس نے تو کافر ہو کر گستاخیٔ رسول کا ارتکاب کیا ہے مگر تھوڑا سا اختلاف مولوی صاحب کے فتویٰ سے یہ ہے کہ جو کلمہ بھی پڑھے اور گستاخی بھی کرے اس کو آپ راج پال سے ملا رہے ہیں ہمارے نزدیک تو راج پال ہمارے گورنر صاحب کے آگے کچھ بھی نہیں ہے ہمارے حضرت گورنر صاحب سے تو وہ بہر حال پیچھے ہے پیچھے رہے اور باقی جو مولوی صاحب نے فرمایا کہ "نہ ہی ممتاز قادری علم دین شہید ہے" تو ہم نے بہت غور و فکر کیا کہ مولوی صاحب کے اس حکمت بھرے بیان کی ہمیں بھی سمجھ آجائے بالآخر آہی گئی کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم الدین شہید نے مولوی بخارا اللہ عطائی کے بیان سے متاثر ہو کر راج پال کو مارا تھا مگر ممتاز قادری کسی اس قسم کے ملاں کی تقریر نہ سن سکا بلکہ وہ تو پہلے سے ہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں گنگنانے والا فقیر ہے۔

اس بھینسے کو اس وقت اتحاد امت کا شیرازہ بکھرنے کی بہت فکر ہے کہ اس اتحاد کے ماحول میں ٹیلی ویژن پر اس نے دس گیارہ ماہ پرانا فیصل آباد کا قصہ (ایک ملا نظر کا میلاد کے جلوس پر فائرنگ کر کے کروڑوں روپوں ایک وزیر کے ذریعہ راتوں رات حکومت پنجاب سے لینے کا) چھیڑ کر بغض رسول اور عداوت اہلسنّت کا ثبوت دیا اور ملت اسلامیہ کے اس اتحاد کو جو اس وقت گستاخ رسول کی مخالفت اور ممتاز قادری کی حمایت میں بنا ہے توڑنے کی مذموم کوششیں کی تاکہ حکمرانوں اور امریکہ کی خوشنودی حاصل ہو سکے اور اس مولوی کا کوئی مول لگ سکے مولوی نے یہ بھی کہا کہ "کوئی عالم یا مفتی اس گورنر کے خلاف فتویٰ کے حق میں نہیں ہے" گویا یہ جان بوجھ کر ختمان حق کا مرتکب ہوا ہے یا تعصب کی عینک آنکھوں پر لگائے ہوئے ہے جو اس کو پورے پاکستان کے علماء کا اس فتویٰ پر اتحاد نظر نہیں آتا۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

ملک کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتیں اس پلیٹ فارم پر متحدہ ہو کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامی کا حق ادا کرتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت کے لئے شب و روز کوشاں ہیں اور ملک ممتاز قادری کی حمایت میں کمربستہ ہیں یہ ایک ہی بھینسہ ہے جس کو کچھ نظر نہیں آتا دولت حرام کی چربی آنکھوں کے اوپر لگ چکی ہے تو نظر کیسے آئے؟

سنی تحریک، جماعت اسلامی، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام اور دیگر سب سے بڑی چھوٹی مذہبی و سیاسی جماعتیں متحد ہو کر ملک کے قریہ قریہ بستی بستی اور بازاروں میں تحفظ ناموس رسالت کے جلوس اور ریلیاں نکال رہے ہیں اس متعصب اور مراعات یافتہ کچھوے کی گردن والے ملاں کو یہ سب کچھ نظر نہیں آتا؟

حیرانگی اس بات کی ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولوی فضل الرحمٰن بھی اس سلسلہ میں دیگر علماء کے ساتھ ساتھ ہیں مگر یہ بدزبان ان کو بھی عالم نہیں سمجھتا حالانکہ وہ اپنے مکتب فکر کے ایک بہت بڑے مذہبی مفتی (محمود) اور اپنی سیاسی جماعت کے سربراہ کے لخت جگر ہیں۔

وزیر اعظم گیلانی صاحب بہت اقلمند اور ذہین و فطین آدمی ہونے کے بعد ایسے بے کردار لوگوں کے جھانسہ میں آگئے ہیں میں حیران ہوں کہ انہوں نے جس علماء مشائخ کنونشن کا انعقاد کیا اس میں آخر کی دعا ایسے ضمیر فروش اور بکاؤ مال نے کی کیا مشائخ وعلماء ایسے کردار کے حامل ہوتے ہیں؟

کیا ایسے بدکرداروں کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں؟

کیا ناموس رسالت کی اہمیت نہ سمجھنے والا بھی شیخ ہو سکتا ہے؟

کیا اپنے ہی مکتب فکر کے علماء ومشائخ کے خُاف بدزبانی کرنے والا بھی باکردار ہوا کرتا ہے؟

اور کیا ایسا شخص اس قابل ہے کہ وہ مسلمانوں کے مشائخ و علماء کی قیادت کرے؟

کیا اس کو زیب دیتا ہے کہ وہ ایک تیر سے کئی شکار کرے مثلاً ایک ہی کونشن کے انعقاد سے وہ حکومت سے اپنی قیمت بھی وصول کرے۔

تحفظ ناموس رسالت کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی کوشش مذموم بھی کرے۔

اپنی ذات سے اپنے مکتب فکر کے علماء پر بھی اعتماد نہ رکھے۔

اپنا مول بڑھانے کے لئے اتنے علماء ومشائخ کو ایک ہی مرتبہ سستے داموں بیچ دے اور پھر بھی پارسائی کا دعویدار ہو؟

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن تو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اور

بڑے سیدھے بڑے سادھے کہیں کے
ذرا دھبے تو دیکھو آستیں کے

قارئین محترم!

ذکر ہو رہا تھا کہ کافروں، یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ ملاحظہ ہو مزید ارشاد باری تعالیٰ:

”مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ
جو ایسا کرے اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ (سورۃ آل عمران)

''نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے کیا یہ کام پس نہ رہا (اس کا) اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے بچاؤ اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے (یعنی غضب سے) اور اللہ ہی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں حضرت پیر کرم شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یہ آیت وہ ستون ہے کہ جس پر اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کا دارومدار ہے اپنی اس اہمیت کے پیش نظر یہ آیت بہت غور و تدبر کی مستحق ہے تا کہ ہم اس اہم حکم کی تعمیل میں اسے صحیح نہ سمجھنے کے باعث کسی غلطی کا شکار نہ ہو جائیں۔''

لفظ ''اَوْلِيَآءَ'' کا مفہوم:

اس سلسلہ میں سب سے پہلے لفظ ''اَوْلِيَاءَ'' کا مفہوم ذہن نشین کرنا چاہئے ''اَوْلِيَاءَ'' جمع ہے ولی کی اور ولی مشتق ہے وَلَايَة سے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ:

اَلْوِلَايَةُ النُّصْرَةُ وَالْوَلَايَةُ تَوَلِّى الْاَمْرِ وَقِيْلَ

اَلْوِلَایَةُ وَالْوَلَایَةُ وَاحِدَةٌ

یعنی کہ ولایت (جبکہ واؤ کے نیچے زیر ہو) کا معنی مدد کرنا ہے اور ولایت (جبکہ واؤ کے اوپر زیر ہو) کا معنی کسی کام کا ذمہ دار اور انچارج بنتا ہے اور بعض علماء لغت کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہے ذرا اور سنئے علامہ قرطبی نے اس آیت کی تفسیر اسی سورت کی آیت نمبر ۱۱۸ سے کی ہے ''لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ'' اور اس آیت کا انہوں نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ''یُغَاوِضُوْنَهُمْ فِي الْاٰرَاءِ وَيَسْئِدُوْنَ اِلَيْهِمْ اُمُوْرَهُمْ'' کہ اپنے اہم امور کے متعلق انہیں کفار سے مشورہ کیا جائے اور اپنے تمام کام انہیں کے سپرد کیے جائیں اس سے واضح ہوگیا کہ کفار کے ساتھ ایسے دوستانہ مراسم کہ انہیں اپنے سیاہ وسپید کا مالک بنا دیا جائے اور ہر بات میں انہیں کے مشورہ پر اعتماد کیا جائے۔

اسے قرآن حکیم نے قطعاً ممنوع قرار دیا ہے ایسا رویہ اختیار کرنا کسی آزاد قوم اور آزاد حکومت کے شایان شان نہیں بلکہ حقیقت میں ذہنی غلامی کا دوسرا نام ہے جسے غیرت اسلام برداشت نہیں کرسکتی نیز اگر ایک اسلامی ملک دوسری اسلامی مملکت کے خلاف کسی غیر مسلم حکومت کی امداد کرنے لگے تو کیا وحدت ملی کا جنازہ نہ نکل جائے گا؟ اگر ہم اپنے ایک مسلمان بھائی کے خلاف کسی کافر کی اعانت کر کے اسے شکست دے دیتے ہیں تو حقیقت میں ہم اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور اپنے دشمن کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں جو آج تو اپنے اغراض و مقاصد کے پیش نظر ہماری خوشامد بھی کر رہا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ بھی دکھا رہا ہے لیکن کل جب اس کی اغراض ہمارے مفاد سے ٹکرائیں گی تو وہ ہمارا قلع قمع کرنے میں دریغ نہیں کرے گا اور اس وقت اسے یاد بھی نہ رہے گا کہ ہم اس کے وہ مخلص دوست ہیں جنہوں نے اس کی خاطر اپنے دینی بھائیوں کا خون

بہانے میں زرا تامل نہ کیا تھا۔

جو لوگ اندلس کے زوال اور بربادی کی خونچکاں داستان سے واقف ہیں یا جنہوں نے سلطنت مغلیہ کے انحطاط کے دور میں بنگال اور جنوبی ہند کے مسلمان نوابوں کی غلط کاریوں کا جائزہ لیا ہے انہیں قدم قدم پر قرآن حکیم کے اس حکم کی اہمیت اور صداقت کے واضح ثبوت ملیں گے تفسیر المنار کی یہ عبارت بہت جامع ہے کہ:

فَالْمَمْنُوْعُ مِنْهَا مَايَكُوْنُ فِيْهِ خِذْلَانٌ لِدِيْنِكَ وَاِيْذَآءٌ لِاَهْلِهٖ اَوْاِضَاعَةٌ لِمَصَالِحِهِمْ

"یعنی کفار کے ساتھ ایسی دوستی ممنوع ہے جس سے تیرے دین کی رسوائی ہو یا تیرے دینی بھائیوں کو اذیت پہنچے یا ان کے وقار اور مفاد کو نقصان پہنچے۔"

لیکن غیر مسلم حکومتوں کے ساتھ تجارت کرنا یا عام انسانی فلاح و بہبود کے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرنا عالمی امن و سلامتی کی بقا کیلئے مل کر کام و کوشش کرنا یا ایک مشترکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے ان کے ساتھ فوجی پیکٹ کرنا یا عام میل جول یا معاشرت میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور خندہ پیشانی سے پیش آنا قطعاً ممنوع نہیں اس کا ثبوت قرآن کریم کی متعدد آیات اور اسوہ حسنہ سے ملتا ہے الخ۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج۱، ص۲۱۹، ۲۲۰، حاشیہ ۲۸، مطبوعہ لاہور)

امام ابن اسحاق ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو، کعب بن اشرف ابن ابی الحقیق اور قیس بن زید کا حلیف تھا ان لوگوں نے انصار میں سے چند آدمیوں کے ساتھ خفیہ دوستانہ بنا رکھا تھا ان لوگوں کا مقصود یہ تھا کہ انہیں دین اسلام سے برگشتہ کر

دیں حضرت رفاعہ بن مقدر عبداللہ بن جبیر اور سعید بن خیثمہ نے اس جماعت سے کہا یہودی کی اس جماعت سے اجتناب کیا کرو ان کے ساتھ خفیہ دوستی کرنے سے محتاط رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں دین سے برگشتہ کر دیں تو ان انصاریوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی بات ماننے سے انکار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان آیات کا نزول فرمایا۔

(تفسیر طبری ج ۳ ص ۲۶۷، تفسیر در منثور ج ۲، ص ۴۶، مطبوعہ لاہور)

کفار سے نرمی اور شفقت نہ کرو:

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا کہ وہ کفار کے ساتھ نرمی اور شفقت کریں اور مومنوں کو چھوڑ کر انہیں دوست بنائیں ہاں یہ صورت ہو کہ کفار تم پر غالب ہوں تو انکے لئے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں ان کی مخالفت کریں۔"

(تفسیر طبری ج ۳، ص ۲۶۷، تفسیر در منثور ج ۲، ص ۴۷، مطبوعہ لاہور)

کفار سے ترک موالات یعنی دوستی نہ کرنے کا حکم:

یہاں اللہ تعالیٰ ترک موالات کا حکم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو لائق نہیں کہ کفار سے دوستیاں اور محبتیں کریں انہیں آپس میں ایمانداروں سے میل ملاپ اور محبت رکھنی چاہئے پھر (اللہ تعالیٰ) حکم سناتا ہے کہ جو ایسا کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ بالکل بیزار ہو جائے گا جیسے اور جگہ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

اَوۡلِیَآءَ

یعنی مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں سے دوستی نہ کرو۔ اور جگہ فرمایا مومنو! یہ یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو ان سے دوستی کرے وہ انہی میں سے ہے اور جگہ پروردگار عالم نے مہاجر انصار اور دوسرے مومنوں کے بھائی چارہ کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ کافر آپس میں ایک دوسرے کے محب و محبوب ہیں تم اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ پھیل جائے گا اور زبردست فساد برپا ہو پڑے گا پر ان لوگوں کو رخصت دی جو کسی شہر میں کسی وقت ان کی بدی اور ان کی برائی سے ڈر کر دفع الوقتی کے طور پر بظاہر کچھ میل ملاپ ظاہر کر دیں لیکن دل میں ان کی طرف رغبت اور ان سے حقیقی محبت نہ ہو جیسے صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”ہم بعض قوموں سے کشادہ پیشانی سے ملتے ہیں لیکن ہمارے دل ان پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف زبان سے اظہار کرے لیکن عمل میں ان کا ساتھ ایسے وقت بھی ہرگز نہ دے یہی بات اور مفسرین سے بھی مروی ہے اور اسی کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی کرتا ہے:

مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ (سورۃ نحل، آیت:۱۰۶)

”جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کرے سوائے اس کے جن پر زبردستی کی جائے اور دل اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔“

بخاری میں ہے کہ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ یہ حکم قیامت تک کے

لئے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ا، ص ۳۸۰، اردو: ج ۲، ص ۲۷، ۲۸، عربی مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

شان نزول:

حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) جنگ احزاب کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا میرے ساتھ پانچ سو (۵۰۰) یہودی میرے حلیف ہیں میرا خیال ہے کہ میں دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ:

''مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا۔'' (الخ)

اس میں اس امر سے استغناء تعلیم دیا گیا کہ اپنی کمی کا احساس کر کے کافروں سے موالات و استمداد تم کو جائز نہیں جو کرنا ہے اپنے ہی سپاہیوں کے ساتھ کرنا ہے اور کفار سے دوستی ممنوع اور حرام قرار دی انہیں اپنا رو‌داد بنانا۔ ان سے معاملات کرنا منع کیا البتہ جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت میں ان سے صرف ظاہری (دوستی) رواداری اور برتاؤ جائز رکھا گیا۔''

(تفسیر الحسنات ج ا، ص ۴۸۸، مطبوعہ ضیاء القراء پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس طریقہ کو میدان بدر میں ظاہر بھی فرمایا جبکہ مسلمانوں نے اپنی قلت کے باوجود اس وعدہ الٰہی پر یقین رکھا اور عمل کیا کہ ''اپنی قلت کو سامنے رکھ کے کفار کو دوست نہ بنایا'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعداد کی کمی کے باوجود خود کفار سے مقابلہ اور جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر ان کی مدد فرمائی حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مرحوم خالق ترانہ پاکستان نے کیا خوب فرمایا کہ:

نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا

سنا یہ ہے کہ انکے ساتھ تھا پروردگار ان کا

تو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو وجد آیا اور درویش لاہوری نے یہ بات کہہ کر بدر کے سبق کو پھر سے دہرانے کی ترغیب دی کہ اے مسلمان:

؎ قضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

کیونکہ پروردگار عالم کا یہ وعدہ ہے کہ:

''تم ہی غالب آؤ گے اگر تم مومن ہو تو؟ وعدۂ خداوندی ہے۔''

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۹)

''بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ نے بدر کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۲۳)

''اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی (میدانِ) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور (تھوڑے) تھے''

تو معلوم ہوا کہ اپنی قلت کو نہیں دیکھنا چاہئے خدا کی نصرت پر ایمان رکھنا چاہئے اگر خدا کی مدد پر یقین کامل ہو تو پھر ان بے ایمان لوگوں سے موالات نہیں کرنی چاہئے اور یہ نہیں کہنا چاہئے کہ:

''اگر ہم نے یہودیوں، نصرانیوں سے دوستی نہ رکھی تو ہم پیچھے رہ جائیں گے۔''

معاشیات مضبوط کرنے کے لئے ان کا سرمایہ درکار ہے اور سرمائے کے حصول کے لئے ان سے دوستی درکار اگر امریکہ سے دوستی نہ ہوئی تو ہم کمزور ہو جائیں گے۔

یہ سب خیالات وتوہمات قرآن و حدیث اور قوت ایمانیہ کے سراسر خلاف ہیں اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کی مختلف حیلے بہانے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کہلانے والے حکمران وقتاً فوقتاً اپنی ذاتی تجوریاں بھرنے اور اس اسلام و دین و مذہب وملت کو کمزور کرنے کے لئے تراشتے رہے اور بے ایمانوں، بد مذہبوں یہودیوں، نصرانیوں کی کاسہ لیسی کرتے رہے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی گستاخئ رسالت ہے اسی لئے یہ لوگ گستاخ رسول کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں تاکہ ان کے مذموم مقاصد جلدی حاصل ہوں اگر ایمان کی رتی ان کے دلوں میں ہوتو کبھی بھی سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غداری نہ کریں اور ان بے ایمانوں سے دوستی نہ رکھیں۔

ان کے اندر اگر ایمان ہوتا تو کبھی بھی جہاد کی آیات کو نصاب (اسکولوں اور کالجوں کے نصاب) سے نکالنے کی مزموم کوشش نہ کرتے جو کہ جہاد اسلام کی روح ہے۔

جہاد کو دہشت گردی کا نام دینا قرآن و حدیث کے خلاف ہے جبکہ ایسا کرنے والا امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے جو پاکستان کو ڈرون حملوں سے تباہ کر رہا ہے اور یہ حکمران دہشت گردوں کے آلہ کار ہیں جو ایسا کرنے کی امریکہ کو اجازت دے رہے اور اپنی سرحدوں و ہوائی اڈوں کو امریکہ کے حوالے کر رہے ہیں ان حالات میں یہ دہشت گردوں کو کیسے پکڑ سکتے ہیں اور حقیقت کو طشت از نام کیسے کر سکتے ہیں؟ اسی لئے تو ایک وفاقی وزیر نے ٹی وی پر

یہ بیان دیا ہے کہ:

''ہمیں سمجھ نہیں آرہی دہشت گردوں کو اسلحہ کون فراہم کرتا ہے؟''

سمجھ کیسے آئے خود ہی تو سب کچھ کروا رہے ہیں۔

کہیں سادھے بڑے سیدھے بڑے
آستیں دیکھو تو دھبے ذرا

وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے:

یہ بے دین لوگ اسی لئے دین داروں کو اکثر کہا کرتے ہیں کہ جی تمہارا سیاست سے کیا تعلق؟ تم نماز پڑھو روزہ رکھو وغیرہ اور تمہیں ملکی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہئے۔

ان بدبختوں سے کوئی پوچھے کہ کیا ہم پاکستانی نہیں ہیں؟

کیا تم ہمارے ووٹ سے سیاست نہیں چمکاتے؟

اور سب سے بڑی بات کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟

کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ:

حُبُّ الْوَطَنِ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (تفسیر ضیاء القرآن)

''وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔''

تم دینداروں کو سیاست اور ملکی حالات پر تبصرہ سے اس لئے منع کرتے ہو کہ تمہارے عیش عشرت ختم ہوتے ہیں تمہاری زنا کاری شراب خوری بند اور جذبہ جہاد سے مسلمانوں کو دور کرنا ختم ہوتا ہے۔

میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند:

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ تم خالص دینی مسائل کو بھی سیاست کہہ کر غلط

بیانی اور کذب گوئی کا مکروہ دھندا کرتے ہو حال ہی میں نے اپنی جائے خطابت پر ایک جمعہ کا خطبہ ''گستاخ رسول کی سزا اور تحفظ ناموس رسالت کے موضوع پر'' دیا تو مسجد کے سینئر عہدیداران نے مجھے کہا ''مولانا یہ سیاسی گفتگو ہے اس۔سے پرہیز کریں''۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کتنی ڈھٹائی سے لوگ زہر کو قند اور قند کو زہر کہہ ڈالتے ہیں یاللعجب:

؎ خرد کو جنوں کہہ دیا اور جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لوگوں نے اس خالص مذہبی دینی اور ایمانی مسئلہ کو بھی اپنی سیاست چمکانے کیلئے سیاسی مسئلہ قرار دے دیا ہے اور میرے جیسوں کا قصور صرف یہ ہے کہ:

؎ میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

خرد اور پھر

؎ میرا قصور یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں
فقط اک نگاہ یار کا مجرم ضرور ہوں

گستاخان رسالت سے سمجھوتہ نہیں ہوسکتا:

قارئین کرام!

اگر گستاخئ رسول کا مسئلہ معاذ اللہ ایسا ہلکا مسئلہ ہوتا تو ایسے نازک موڑ پر جبکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر ملال ہو چکا اور مسلمان اس عظیم صدمہ سے مضمول ہو چکے کبھی خلیفۂ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گستاخ رسول مسیلمہ کذاب سے جنگ نہ کرتے! اور کبھی مسلمانوں کو فوج اس گستاخ رسول کی فوج سے برسر

پکار نہ ہوتی اور وہ اس ذلت کی موت کبھی نہ مارا جاتا مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باوجود جلیل القدر صحابہ کے روکنے کے یہ جہاد کیا اور ایسے نازک موقعہ پر کیا اور ڈٹ کر تحفظ ناموس رسالت فرماتے ہوئے گستاخان رسالت کو ان کے انجام تک پہنچایا اور قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ:

''ہر چیز پر سمجھوتہ ہوسکتا ہے مگر گستاخئ رسول پر کسی سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔''

ہر بات مانی جاسکتی ہے مگر گستاخئ رسول کو چھوڑ دینے والی بات نہیں مانی جاسکتی گستاخ رسول کو ہر قیمت پر کیفر کردار تک پہنچاؤ۔

ورنہ تمہارا ایمان، تمہاری اپنی حمیت، تمہاری غیرت مذہبی و ملی خطرہ میں ہے اور تم مسلمان نہ رہ سکو گے حب رسول کا نام ایمان ہے اور یہ حب رسول ہی کا تقاضہ ہے اور اسی ایمانی تقاضہ کو ملک ممتاز حسین قادری نے پورا کیا ہے کیونکہ اس عاشق رسول کا عقیدہ یہ ہے کہ:

؎ رسول اللہ تو صدقے جان میری
ایہہ فانی زندگی قربان میری

اس تقاضہ کو پورا کرتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ریت کے سرخ کوئلوں پر دوپہر کے وقت لیٹ کر کوڑے کھانے تو منظور کئے...... مگر گستاخی رسول برداشت نہ کی۔

اسی تقاضہ کو پورا کرنے کے لئے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے سولی پر جان دینا تو گوارا کیا...... مگر پرچم شان رسالت کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

اسی تقاضہ کو پورا کرتے ہوئے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ نے اپنی اور اپنے شہزادوں کی قربانیاں تو دے دیں مگر ناموس رسالت کی قربانی نہیں دی۔

حضرت سمیہ، حضرت ابوفکیہ دیگر خواتین ومردان اسلام کی قربانیاں اسی سلسلہ کی اہم کڑیاں ہیں۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

اور پھر غازی علم الدین شہید اور عامر چیمہ شہید کی قربانیاں بھی اسی سنت صحابہ کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں اور عصر حاضر میں جناب ممتاز حسین قادری کا یہ سنہری کارنامہ بھی انہیں عاشقانِ رسالت کی خوبصورت یادگار ہے اور سن لو اے چراغ عشق رسالﷺ کو بجھانے کی کوشش کرنے والو!:

؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اگر کسی کے ذہن میں یہ خبط ہو کہ تاریخ کے ان روشن ابواب کو مٹا دیا جائے گا تو یہ انکی بھول ہے اور ابواب صفحہ تاریخ پر اسی طرح چمکتے رہیں گے جس طرح آج سے پہلے چمکتے رہے ہیں اور جس طرح آسمان پر سورج چمک رہا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر جان دینے والے یہ دیوانے اسی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں سو رہے ہیں اور بروز محشر اسی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اٹھیں گے اور یہی ترانہ ان کے لبوں پر جاری ہو گا کہ:

؎ رسول اللہ توں صدقے جاں میری
ایہہ فانی زندگی قربان میری

تو پھر اس وقت کیا عالم ہو گا جب ان کو آقا کی غلامی ومعیت میں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کے دشمنوں کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں میں اور فرشتے یہ کہتے ہوئے اعلان کریں گے۔ ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مزید ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۔ (سورۃ الممتحنہ آیت ۱)

"اے ایمان والو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لئے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں۔"

آیت مبارکہ کی شان نزول اور حضرت حاطب بن ابو بلتعہ:

علامہ ابن کثیر دمشقی اس آیت کے شان نزول کے بارے فرماتے ہیں کہ:

"مشرکین سے دوستی نہ رکھو۔"

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں اس سورت (ممتحنہ) کی شروع کی آیات نازل ہوئیں واقعہ یہ ہوا کہ حاطب مہاجرین میں سے تھے بدر کی لڑائی میں بھی آپ نے مسلمانوں کے لشکر میں شرکت کی تھی ان کے بال بچے اور مال و دولت مکہ میں ہی تھا اور خود قریش میں سے نہ تھے صرف حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے حلیف تھے اس وجہ سے مکہ میں انہیں امن حاصل تھا اب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں تھے یہاں تک کہ جب اہل مکہ نے حلف توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر چڑھائی کرنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خواہش تھی کہ انہیں اچانک دبوچ لیں تاکہ خونریزی نہ ہونے پائے اور مکہ پر قبضہ ہوجائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا، ابن ابی بلتعہ کا خط، اللہ کا ارشاد:

اسی لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی کہ باری تعالیٰ ہماری تیاری کی خبریں ہمارے پہنچنے سے پہلے اہل مکہ تک نہ پہنچیں۔

ادھر آپ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا حضرت حاطب نے اس موقعہ پر ایک خط اہل مکہ کے نام لکھا اور ایک قریشیہ عورت کے ہاتھ اسے چلتا کیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارادے اور مسلمانوں کی لشکر کشی کی خبر درج تھی۔

آپ کا ارادہ اس سے صرف یہ تھا کہ میرا کوئی احسان قریش پر رہ جائے جس کے باعث میرے بال بچے اور مال و دولت محفوظ رہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول ہو چکی تھی ناممکن تھا کہ قریشیوں کو کسی ذریعہ سے بھی اس ارادے کا علم ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پوشیدہ راز سے مطلع فرما دیا اور آپ نے اس عورت کے پیچھے سوار بھیجے راستے میں اسے روکا گیا اور خط اس سے حاصل کر لیا گیا اور یہ مفصل واقعہ صحیح احادیث میں اس طرح آچکا ہے۔

حضرت حاطب کا واقعہ:

مسند احمد میں ہے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا مجھے زبیر اور حضرت مقداد (رضی اللہ عنہما) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلوا کر فرمایا تم یہاں سے فوراً کوچ کرو اور روضہ خاک میں جب تم پہنچو گے تو تمہیں ایک اونٹنی پر سوار عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے تم اسے قبضہ میں کرو اور یہاں لے آؤ۔

یہ تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے جب روضۂ خاک میں پہنچے تو فی الواقعہ ہمیں ایک اونٹنی سوار عورت دکھائی دی۔

ہم نے اس سے کہا کہ جو خط تیرے پاس ہے وہ ہمارے حوالے کر اس

نے صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔

ہم نے کہا غلط کہتی ہے تیرے پاس خط یقیناً ہے اگر تو راضی خوشی نہ دے گی تو ہم جامہ تلاشی کر کے جبراً وہ خط تجھ سے چھینیں گے۔

اب وہ عورت شپٹائی اور آخر اس نے اپنی چنیا کھول کر اس سے وہ پرچہ نکالا اور ہمارے حوالے کر دیا۔

ہم اسی وقت وہاں سے روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اسے پیش کر دیا پڑھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت حاطب نے اسے لکھا ہے اور یہاں کی خبر رسانی کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادوں سے کفار مکہ کو آگاہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حاطب یہ کیا حرکت ہے حضرت حاطب نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! جلدی نہ فرمایئے میری بھی سن لیجئے۔ میں قریشیوں میں ملا ہوا تھا اور خود قریشیوں میں سے نہ تھا پھر آپ پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ ہجرت کی جتنے اور مہاجرین ہیں ان سب کے قرابت دار مکہ میں موجود ہیں جو ان کے بال بچے وغیرہ مکہ میں رہ گئے ہیں وہ ان کی حمایت کرتے ہیں لیکن میرا کوئی رشتہ دار نہیں جو میرے بچوں کی حفاظت کرے اس لئے میں نے چاہا کہ آؤ قریشیوں کے ساتھ کوئی سلوک احسان کر دو جس سے میرے بچوں کی حفاظت وہ کریں اور جس طرح اوروں کے نسب کی وجہ سے انکا تعلق ہے میرے احسان کی وجہ سے میرا تعلق ہو جائے۔

یا رسول اللہ! میں نے کوئی کفر نہیں کیا نہ اپنے دین سے مرتد ہوا ہوں نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہوا ہوں بس اس خط

کی وجہ صرف اپنے بچوں کی حفاظت کا حیلہ تھا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو! تم سے جو واقعہ حاطب بیان کرتے ہیں وہ بالکل حرف بحرف سچا ہے کہ اپنے نفع کی خاطر ایک غلطی کر بیٹھے ہیں نہ کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے یا کفار کی مدد کرنے کے پیش نظر۔

حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) اس موقعہ پر موجود تھے اور یہ واقعہ آپ کے سامنے ہوئے آپ کو بہت غصہ آیا اور آپ نے عرض کی یا رسول اللہ!

دَعْنِيْ اَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ

"مجھے اجازت دیجئے اس منافق کی گردن اڑا دوں۔" (بخاری شریف ۳۰۰۷، ۴۲۷۴، مسلم شریف، ۲۴۹۴، ابوداؤد، ۲۶۵۰، ترمذی ۳۳۰۵، ابو یعلی ۳۹۴ تا ۳۹۸، سنن بیہقی ج ۹، ص ۱۴۱ دلائل النبوت ج ۵، ص ۱۷، مسند احمد ج ۱، ص ۷۹، ابن حبان، ۶۴۹۹)

اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ اِلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

"آپ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم نہیں کہ یہ بدری صحابی ہیں اور بدر والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔" (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۶، ص ۱۸۲، ۱۸۳، مطبوعہ کوئٹہ، اردو ۳۱۲، ۳۱۳، ج ۵، مطبوعہ لاہور)

مزید احادیث نقل کرنے کے بعد علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

"مطلب ان آیات کا یہ ہے کہ اے مسلمانو! مشرکین اور کفار کو جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومن بندوں سے

لڑنے والے ہیں جن کے دل تمہاری عداوت سے پر ہیں
تمہیں ہرگز لائق نہیں کہ ان سے دوستی اور محبت اور میل ملاپ
اور اپنائیت رکھو تمہیں اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

(ابن کثیر ج ۶، ص ۱۸۵، عربی ج ۵، ص ۳۱۴، اردو)

قارئین کرام!

ذرا توجہ کیجئے کہ اگر صحابی حضرت حاطب ابن بلتعہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی نہ ہوتے تو یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی گردن اڑا دیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اس کی اجازت بھی مرحمت فرما دیتے صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے اپنے بال بچوں اور مال و دولت کی حفاظت کے لئے خط کا حیلہ کیا اور دلی طور پر وہ مشرکین سے بیزار تھے۔

مگر یہ پاکستانی حکمران تو دلی طور پر ان مشرکین دشمنان خدا اور رسول سے محبت کرتے ہیں اور ہر بات پر ان کی رہنمائی لیتے ہیں کہ:

"دیکھو جی فلاں کنٹری میں تو یوں ہوتا ہے اور فلاں ملک کا قانون تو یہ ہے۔"

انہوں نے (حضرت حاطب نے) صرف خط بھیجا تو حضرت عمر کو غصہ آیا مگر یہ حکمران تو اپنے ملک کی زمین ان بے ایمانوں کو ڈرون حملوں اور اپنے فضائی اڈے تک ان مشرکوں کو دے چکے ہیں کیا ان کے لئے کوئی قانون نہیں ہے؟

کیا ان کو خالق کائنات کا یہ ارشاد نظر نہیں آتا کہ:

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔"

جب بدری صحابی کو اس سے منع کیا جا رہا ہے تو یہ کس کھیت کی مولی ہیں؟ ان کا کیا استحقاق ہے اور انہیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ یہ ملکی مفاد ان بے ایمانوں کو بیچ کر ان کی خوسنودی حاصل کر کے اپنی جیبیں گرم رکھیں۔ ایسے لوگوں کو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ یہود و ہنود کے پیروکار کبھی بھی کسی بات میں یہ نہ کہیں گے کہ:

"قرآن میں یوں ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے۔"

"حدیث میں یوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔"

"صحابہ کے یہ اقوال ہیں۔"

"سنت یہ فرماتی ہے"

بلکہ کہا کرتے ہیں کہ:

"امریکہ کے صدر نے یوں کہا۔"

برطانیہ میں یہ قانون ہے۔"

فرانس میں لوگ یوں کرتے ہیں

انگریز نے یوں کہا ہے۔

ان کو ترقی نظر آتی ہے انگریز کی کاسہ لیسی میں اور ہمیں ترقی نظر آتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی ہیں۔

؎ ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

عوام حکمرانوں کے تابع ہوتے ہیں:

اپنے نبی ﷺ کا دامن چھوڑ کر کفار بے دین بدمذہب یہودیوں نصرانیوں کے دامن میں پناہ لینا اور ان سے دوستی بڑھانا اور یہ سمجھنا کہ:

''ان کے طور وطریقے عزت والے ہیں
ان کا لباس وضع قطع شوکت والی ہے
ان کے پاس دولت وثروت ہے
وہ مسلمانوں سے بہتر ہیں
مسلمانوں کا باتو دقیانوسی لباس ہے
مسلمانوں کا نظام تو فرسودہ نظام ہے

یہ سب منافقت ہے اور بے عزتی و بے غیرتی کے کلمات ہیں جو رعایہ کے عام مسلمانوں کی زبانی زیب نہیں دیتے تو مسلمان حکمرانوں کو کیسے زیب دے سکتے ہیں جن کے پیچھے عوام اور ان کی رعایا نے چلنا ہے کیونکہ رعایہ کا دین وہی ہوتا ہے جو بادشاہ کا ارشاد نبوی ہے کہ:

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیۡنِ مُلُوۡکِهِمۡ

''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔''

تو اگر حکمران ہی انگریزیت زدہ ہوں تو عوام کیسے نہ ہوں گے؟ اگر حکمران ہی اپنے دین کی مخالفت کریں تو رعایہ کیسے نہ کرے گی؟ اگر حکمران ہی مصطفوی لباس چھوڑ کر انگریزی لباس پہنیں گے اور انگریزی پھندہ (ٹائی) گلے میں دالے رکھیں گے تو عوام یہ سب کچھ کیسے نہ کریں گے؟ اور اگر حکمران ہی لفظ مولوی کو مذاق اور گالی تصور کریں گے تو عوام کیسے نہ کریں گے؟

یہ انگریز کا ہی سکھایا ہوا سبق ہے کہ اللہ رسول سے بغاوت کرو قرآن و سنت کی مخالفت کرو علماء سے عداوت رکھو تاکہ نہ ہی تم دین سیکھو نہ دین کا تصور کرو۔ زبان ہو تو انگریزی، تہذیب و تمدن ہو تو انگریزی، خوراک ہو تو انگریزی، محبت و الفت ہو تو انگریز سے دوستی ہو تو انگریز سے۔

یا اللہ! تو ہی فرما ایسے لوگوں کے متعلق تیرا کیا ارشاد ہے؟ کیونکہ اگر مولوی بولے گا تو یہ سب اس کی بات پر نہ دھیان دیں گے نہ ہی اسے تسلیم کریں گے اس لئے تیرا ارشاد سامنے ہونا چاہئے تاکہ اگر تسلیم نہ کریں تو قرآن کی مار تو پڑے تو سنئے اور غور سے سنئے۔

کافروں سے دوستی کرنے والے منافق ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹ (سورۃ النساء)

”تو خوشخبری سنا دو منافقوں کو کہ بلاشبہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو (اپنا) دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا وہ تلاش کرتے ہیں انکے پاس عزت؟ تو (وہ سن لیں) عزت تو صرف اللہ کے لئے ہے سب کی سب۔“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں کہ:

”منافقین کفار کے ساتھ محبت کی پینگیں اس لئے بڑھاتے

ہیں کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان مسلمانوں کے پاس کیا رکھا ہے نہ دولت نہ شوکت اور ہر لمحہ دشمن کے حملوں کے سیلاب میں بہہ جانے کا خدشہ اور کافروں کے پاس دولت وثروت کے علاوہ قوت وشوکت بھی ہے ان سے روابط پیدا کر کے ہم عزت حاصل کر سکتے ہیں انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ سب تمہاری خام خیالیاں ہیں عزت عطا فرمانے والا اللہ رب العزت ہے ابھی چند دنوں میں تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس کا آفتاب اقبال دنیا بھر کو منور کرتا ہے اور کن کے قدموں میں دولت لونڈی بن کے حاضر ہوتی ہے۔"

(تفسیر ضیاء القرآن ج ا،ص ۴۰۵، حاشیہ ۲۰۸)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ (سورۃ النساء)

"اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ بنا دو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے خلاف واضح دلیل۔"

حضرت پیر صاحب نے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ:

"یعنی کفار کے ساتھ اس قسم کے قریبی مراسم اور پختہ تعلقات منافقت کی کھلی ہوئی دلیل ہیں اس کے بعد اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آئے تو تم کو شکوہ کا موقع نہ رہے گا کہ اجی ہم تو

مسلمان تھے کیونکہ تم نے کفار کے ساتھ دوست قائم کر کے
اپنے منافق ہونے کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کر دیا ہے۔''

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۴۰۸، حاشیہ ۲۱۶، مطبوعہ لاہور)

دین کا مذاق اڑانے والوں کو دوست نہ بناؤ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ (سورۃ المائدہ)

''اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے (اپنے) دوست اور ڈرے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار۔''

یہود اسلامی عبادات کا مذاق بنایا کرتے تھے اور کفار کا تو مشغلہ ہی یہ تھا کہ اسلام کی ہر چیز سے تمسخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محبت و دوستی کے تعلقات قائم کرنے سے منع فرماتا ہے کہ وہ دین کا مذاق اڑائیں اور آپ ان سے دوستی رکھیں ایسے کفر نواز اسلام کی اللہ کو ضرورت نہیں۔''

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۴۸۶، حاشیہ ۱۱۹، مطبوعہ لاہور)

یہ یہود جو شعائر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اور یہ نصاریٰ جو اسلامی عبادات کو کھیل و کود سمجھتے ہیں تم ان کا ساتھ دیتے ہو ان سے محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ ہم بھی مسلمان ہیں؟ یہ نام کا اسلامی لبادہ تم نے اوڑھ رکھا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہو؟ ابھی تک تم دل سے مسلمان نہیں ہوئے۔

ذیابٌ فی ثیابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد پر یہ تسلیم زبانی ہے

بات طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی۔ فقیر عرض کر رہا تھا کہ ولید بن مغیرہ نے ایک گستاخی کو خود خالق کائنات نے اس کے دس عیوب بیان فرمائے اور اسے حرامی قرار دیا اور اس نے جب اپنی ماں سے استفسار کیا کہ نوعیت تو میں اپنے اندر پاتا ہوں مگر دسویں کا تجھے ہی علم ہے سچ سچ بتا ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا تو اس نے بتایا کہ تو واقعی ولد الزنآء ہے اور حرامی ہے ایسے ہی جب ابو لہب اور اس کی بیوی نے سرکار کی گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ ے فی الفور اس کا ایکشن لیتے ہوئے پوری سورت لہب نازل فرما دی ملاحظہ ہو۔

سورۃ لہب کا نزول اور گستاخی رسول کا ردّ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿١﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿٤﴾ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿٥﴾

(سورۃ الہب)

"ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ خود ہلاک ہو گیا نہ تو اس کا مال اسی کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا اور اس کی بیوی بھی جائے گی جو کڑیاں ڈھونے والے ہے اس کی گردن میں پوست کھجور کی بنی ہوئی رسی ہو گی۔"

علامہ ابن کثیر اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ:

”صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحا میں جا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور اونچی آواز سے (یَا صَبَاحَاہُ یَا صَبَاحَاہُ) کہنے لگے قریش سب جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ صبح یا شام دشمن تم پر چھاپہ مارنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟“

سب نے جواب دیا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”سنو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب آنے کی خبر دے رہا ہوں۔“

تو ابولہب کہنے لگا:

”تجھے ہلاکی ہو کیا اسی لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟“

اس پر یہ سورت اتری۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۱۹۷۲)

وَفِي رِوَايَةٍ فَقَامَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ! أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ (تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ) (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۵۲۶)

ایک روایت ہے کہ یہ (ابولہب) ہاتھ جھاڑتا ہوا یہ کہتا ہوا گیا مسلط کب کر دی ہے۔

”اور اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ①) ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

(تفسیر ابن کثیر اردو ج ۵، ص ۵۰۰، مطبوعہ لاہور)

یہ سنت اللہ ہے:

ثابت ہوا کہ گستاخ رسول کو ترکی بہ ترکی جواب دے کر اس کا اچھے طریقہ سے ردّ کرنا سنت اللہ ہے۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں:

قارئین گرامی قدر!

ابولہب لعین نے تو ایک ہاتھ کی بات کی مگر جواباً اللہ تعالیٰ نے دونوں ہاتھوں کی بات فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گستاخ رسول سے نرمی نہیں بلکہ اینٹ کا جواب پتھر ہوتا ہے اگر وہ ایک بات کرے جواباً دو ہوا کرتی ہیں۔

اتفاق کی بات ہے کہ یہ واقعہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا پچیس (۲۵) یا تیس (۳۰) سال قبل فیصل آباد کے بہت بڑے پارک دھوبی گھاٹ میں کچھ لوگوں کا ایک جلسہ تھا جسے انہوں نے کانفرنس کا نام دے رکھا تھا فقیر اپنے دوستوں کے ساتھ راجہ چوک ریل بازار کی مسجد ابرار میں خطیب پاکستان حضرت علامہ ابو طاہر مولانا عبدالعزیز چشتی کی تقریر سن کر نڑ والا چوک سے گزر رہا تھا کہ اس دھوبی گھاٹ میں ہونے والے جلسہ کا ایک مقرر (شیخوپورہ کا ایک مولوی) اپنے مخصوص انداز میں کہہ رہا تھا:

”داتا داتا لائی فردے نیں اگر داتا ایناں ای کرنی والا اے
تے میری لت بھن دیوے۔“

معاذ اللہ حضرت سید الاولیاء داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اپنے مخصوص انداز میں گستاخی کر رہا تھا کہ لوگ انہیں داتا کہتے ہیں اگر وہ واقعۃً داتا اور کرنیوالے ہیں تو میری ٹانگ توڑ دیں۔

فقیر توبہ توبہ کہتے ہوئے گزر گیا۔ صبح ہوئی...... اس سے اگلی صبح کے اخبارات میں خبر چھپی کہ شیخوپورہ کے (اس) مولوی کا گذشتہ رات ریلوے پھاٹک شیخوپورہ کے قریب ایکسیڈنٹ ہوگیا اور اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔

میرے پاس بہت سے احباب جمع تھے یہ خبر پڑھ کر کہنے لگے کہ مولانا اس نے تو ایک ٹانگ کی بات کی تھی یہ دونوں کیوں ٹوٹ گئیں'' تو میں نے برجستہ جواب دیا کہ'' ابولہب نے بھی تو ایک ہاتھ کی بات کی تھی جواباً اللہ تعالیٰ نے دونوں ہاتھوں کی بات فرمائی''۔

تو یہ سنت اللہ ہے کہ اس کے پیاروں کی کوئی گستاخی کرے تو فی الفور اسے دگنی سزا دی جاتی ہے بس زیادہ سے زیادہ تین دن بھی پورے نہیں گزرنے پائے کہ اس کا قصہ تمام ہوجایا کرتا ہے اگر کسی کو اعتبار نہیں تو آجکل کے اس تازہ بتازہ واقعہ کو ملاحظہ کرلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے تہرے ہی دن اس گستاخی کی سزا دے دی۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اس منظور بڑھانا تیرا

نہ تو اس کا مال کام آیا نہ ہی اس کی کمائی:

حضرت ابن سعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ابولہب کہنے لگا اگر میرے بھتیجے کی باتیں حق ہیں تو میں قیامت کے دن اپنا مال و اولاد اللہ کو فدیہ میں دے کر اس کے عذاب سے چھوٹ جاؤں گا اس پر یہ آیت اتری:

مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۵، ص ۵۹۱ اردو)

''نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ ہی کمائی۔''

پتہ چلا کہ بروز محشر نہ تو کسی گستاخ رسول کا کوئی مال اسے بچا سکے گا نہ ہی کمائی اور نہ ہی کوئی عہدہ پھر فرمایا:

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴

یہ شعلے مارنے والی آگ میں جو سخت جلانے والی اور بہت تیز ہے داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی جو قریش عورتوں کی سردار تھی اس کی کنیت ام جمیل تھی نام اروی تھا حرب بن اُمیہ کی لڑکی تھی ابوسفیان کی بہن تھی اور اپنے خاوند (ابولہب) کے کفر و عناد اور سرکشی و دشمنی میں یہ بھی اس کے ساتھ تھی اسی لئے قیامت کے دن عذابوں میں بھی اس کے ساتھ ہوگی لکڑیاں اٹھا اٹھا کر لائے گی اور جس آگ میں اس کا خاوند جل رہا ہوگا ڈالتی جائے گی اس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی اور جہنم کا ایندھن سمیٹتی رہے گی۔

یہ معنیٰ بھی کئے گئے ہیں کہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ سے مراد اس کا غیبت گو ہونا ہے امام ابن جریر اس کو پسند کرتے ہیں۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ جنگل سے خاردار لکڑیاں چن لاتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں بچھا دیا کرتی تھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ یہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فقیری کا طعنہ دیا کرتی تھی تو اسے اس کا لکڑیاں چننا یاد دلایا گیا لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے۔

سعید ابن سیب کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک نفیس ہار تھا کہتی تھی کہ میں اسے فروخت کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت میں خرچ کروں گی تو یہاں فرمایا گیا کہ اس کے بدلے اس کے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے گا۔

مَسَدٍ کے معنی کھجوروں کی رسی کے ہیں حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ یہ

جہنم کی زنجیر ہے جس کی ایک ایک کڑی ستر ستر گز کی ہے۔

ثوری فرماتے ہیں کہ یہ جہنم کا طوق ہے جسکی لمبائی ستر ہاتھ ہے جو ہری فرماتے ہیں کہ یہ اونٹ کی کھال اور اونٹ کے بالوں کی بنائی جاتی ہے مجاہد فرماتے ہیں کہ یعنی لوہے کا طوق ہے۔ (ابن کثیر ج ۵،ص ۵۹۱، اردو)

ابولہب کی بیوی کی دربار رسالت میں گستاخیاں:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ سورت اتری تو یہ بھینگی عورت ام جمیل بنت حرب اپنے ہاتھ میں نوک دار پتھر لئے یوں کہتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی:

مُذَمَّمًا اَبَيْنَا وَدِيْنَهُ قَلَيْنَا وَاَمْرَهُ عَصَيْنَا

"یعنی ہم مذمّم کے منکر ہیں اس کے دین کے دشمن ہیں اور اس کے نافرمان ہیں۔"

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ساتھ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے اسے اس حالت میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ آرہی ہے ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدیق رضی اللہ عنہ بے غم رہو یہ مجھے نہیں دیکھ سکتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی تلاوت شروع فرما دی تاکہ اس سے بچ جائیں خود قرآن فرماتا ہے کہ:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ (سورۃ الاسرٰی)

یعنی...... جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ایمان نہ

لانے والوں کے درمیان پوشیدہ پردے ڈال دیتے ہیں یہ ڈائن آکر حضرت ابوبکر کے پاس کھڑی ہوگئی گو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے لیکن قدرتی حجابوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے یعنی شعروں میں میری مذمت کی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نہیں رب البیت کی قسم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیری کوئی ہجو نہیں کی تو یہ کہتی ہوئی لوٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔ (ابن ابی حاتم)

ایک مرتبہ یہ اپنی لمبی چادر اوڑھے طواف کر رہی تھی پیر چادر میں الجھ گیا اور پھسل پڑی تو کہنے لگی "مذمم غارت ہو" ام حکیم بنت عبدالمطلب نے کہا میں تو پاکدامن عورت ہوں اپنی زبان نہیں بگاڑوں گی اور دوست کرنے والی ہوں پس داغ نہ لگاؤں گی اور ہم سارے ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور قریشی ہیں پھر تو زیادہ جاننے والے ہیں بزار میں ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر جواب دیا کہ نہ تو آپ شعر گوئی جانتے ہیں نہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شعر کہے اس کے جانے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ کو اس نے نہیں دیکھا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتہ آڑ بن کر کھڑا ہوا تھا جب تک وہ واپس نہ چلی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۵، ص ۵۹۱، ۵۹۲، اردو ج ۶ ص ۵۶۸، عربی مطبوعہ کوئٹہ)

ان گستاخوں کی سزا:

بعض اہل علم نے کہا کہ:

''اس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی جس سے اسے کھینچ کر جہنم کے اوپر لایا جائے گا پھر ڈھیلی چھوڑ کر جہنم کی تہہ میں پہنچایا جائے گا یہی عذاب اسے ہوتا رہے گا۔''

''ڈول کی رسی کو عرب ''مَسَد'' کہتے ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر ج ۵، ص ۵۹۲، اردو مطبوعہ لاہور وعربی ج ۶، ص ۵۶۸)

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''شیخین نے صحیحین میں روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ

''اور اپنے قریبیوں کو ڈر سنایئے۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو جمع کیا اور انہیں ڈرایا۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۴۳ (وزارت تعلیم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین کے ہاں ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا (پہاڑی) پر چڑھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا قریش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟''

سب نے کہا کیوں نہیں اور فرمایا:

''میں تمہیں آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔''

ابولہب نے کہا ''تو ہلاک ہو گیا تو نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا'' اور آپ کو مارنے کے لئے ایک پتھر اٹھایا تو یہ سورت نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۴۳، (وزارت تعلیم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کی طرف بلایا تو ابولہب نے کہا:

''اگر وہ حق ہے جو میرا بھتیجا کہتا ہے تو میں اپنے بدلے اپنا مال اور اپنی اولاد فدیہ کے طور پر دے دوں گا اور بچ جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (تفسیر بغوی ماتحت آیت ہٰذا بحوالہ تفسیر مظہری ج ۱۰، ص ۴۴۹، ۴۵۰، اردو)

ابولہب کی گستاخی کی سزا:

مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾

وَمَا كَسَبَ سے مراد مال اور اولاد ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا) مَرْفُوْعًا "اَطْیَبُ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاَنَّ اَوْلَادَكُمْ كَسْبُكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِی التَّارِیْخِ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقِیْلَ اِفْتَرَسَ وَلَدَهٗ عُتْبَةَ اَسَدٌ فِیْ طَرِیْقِ الشَّامِ كَمَا ذَكَرْنَا فِیْ سُوْرَةِ عَبَسَ وَمَاتَ اَبُوْلَهَبٍ بِالْعَدَسِ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ بِاَیَّامٍ مَّعْدُوْدَةٍ وَتَرَكَ ثَلٰثًا حَتّٰی اَنْتَنَ ثُمَّ اسْتَاْجَرُوْا بَعْضَ السُّوْدَانِ حَتّٰی دَفَنُوْهُ اَوْعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِالنَّارِ (تفسیر مظہری، ج ۱۰، ص ۳۶۷، مطبوعہ کوئٹہ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع روایت مروی ہے کہ:

''سب سے پاکیزہ چیز جسے تم کھاتے ہو وہ ہے جو تمہاری

کمائی ہو اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔''

(جامع الترمذی ج ۱، ص ۱۶۲،، وزارت تعلیم)

اسے امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے:

اس کے بیٹے کو شام کے رستہ میں شیر نے پھاڑ ڈالا تھا جس طرح ہم نے سورۂ عبس میں ذکر کیا ہے جبکہ ابولہب واقعہ بدر کے چند روز بعد مر گیا تھا اس ایک دانہ نکلا تھا وہ تین دن اسی طرح پڑا رہا یہاں تک کہ اس سے بدبو آنے لگی پھر گھر والوں نے حبشی غلاموں کی اجرت پر لیا تو انہوں نے اسے دفن کیا اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم کی دھمکی دی۔'' (تفسیر مظہری اردو ج ۱۰، ص ۴۵۰، مطبوعہ لاہور)

عتبہ بن ابولہب کی گستاخی اور اس کی گستاخی کی سزا:

ابن منذر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور اسی طرح مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ آیت ''قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ'' نازل ہوئی عتبہ بن ابی لہب کے حق میں۔ (تفسیر بغوی ج ۷، ص ۱۷۵)

اس کا واقعہ یوں ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بیٹی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد نکاح عقبہ ن ابی لہب سے کیا اور اس کے بھائی سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کیا اور اس کے بھائی سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بہن کا عقد نکاح فرمایا:

جب ابولہب کے حق میں سورۃ تَبَّتْ نازل ہوئی تو ابولہب نے کہا اگر تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو تو میرا سر تم پر حرام ہے تو دونوں نے دونوں بہنوں کو طلاق دے دی یہ واقعہ رخصت سے پہلے کا ہے عتبہ نے جب ام کلثوم کو طلاق دے دی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے تیرے دین کا انکار کیا میں نے آپ کی بیٹی کو چھوڑ دیا آپ پر حملہ کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی قمیص پھاڑ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا تجھ پر مسلط کرے۔''

وہ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ بحیثیت تاجر شام کی طرف نکلا یہاں تک کہ وہ رات کے وقت شام کے علاقہ زوراء میں ٹھہرے اس رات شیر نے اس پر چکر لگایا عتبہ کہتا:

''ہلاکت ہو مجھے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بددعا سے ڈر لگتا ہے۔''

ان سب نے اپنے سامان کو جمع کیا سب سے اونچی جگہ پہ عتبہ کو سلایا اور خود اس کے گرد سو گئے ایک قول یہ کیا گیا کہ شیر ان سے الگ تھلگ رہا یہاں تک کہ وہ سو گئے جبکہ عتبہ ان سب کے درمیان تھا پھر شیر آہستہ آہستہ قدم آٹھاتا ہوا آیا اور انہیں سونگھنے لگا یہاں تک کہ اس نے عتبہ کو پکڑ لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔
(تفسیر مظہری، ج ۱۰، ص ۲۴۳، اردو مطبوعہ لاہور)

اس تفسیر کو قارئین کرام کی تدر کرنے کے بعد میں ان شتران بے مہار سے سوال کرتا ہوں کہ جو کہتے ہیں گستاخ رسول کی سزا موت نہیں ہونی چاہئے کہ تم کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں ترمیم کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول عتبہ بن ابی لہب کو موت کی سزا دی ہے ابولہب کو بھی موت کے گھاٹ اتارا کہ وہ عدس کے مرض سے تڑپ تڑپ کر مر گیا اور اس کے بیٹے کو بھی شیر سے مروایا یہ ہے قانون قدرت کہ:

گستاخ رسول کی سزا موت ہے، موت ہے، موت ہے

اس سزا کی مخالفت قرآن کی مخالفت ہے حدیث کی مخالفت ہے اور

طریقۂ خداوندی کی بھی مخالفت ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان گستاخان رسالت کو سزائے موت دی اسی طرح آج کے گستاخان رسالت کو بھی سزائے موت دیتا ہے اور معدود دنوں کے اندر دیتا ہے۔ اسی طرح غلامان رسالت بھی سنت اللہ کے مطابق مسیلمہ کذاب ملعون کو، کعب بن الاسرف، ابورافع وغیرہ کو سزائے موت دیتے ہیں۔

آج کا امریکہ نواز انگریز کا دلدادہ اگر قانون قدرت کی مخالفت کرتا ہے تو اس کا ایمان معدوم ہو چکا ہے آج کی بی بی اگر اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں قرار دیتی ہے تو اس کا ایمان معدوم ہو چکا ہے آج کی بی اگر اس قانون کو کالا قانون کہتا ہے تو اس کا ایمان معدوم ہو چکا ہے۔

یہ ملاں ازم نہیں ہے:

اس قانون کو ملاں ازم کہنے والے مسلمان نہیں ہیں خواہ وہ اپنے آپ کو مولوی ہی کیوں نہ کہلواتے ہوں خواہ کسی بڑے ادارے کے مہتمم، شیخ القرآن یا شیخ الحدیث ہی کیوں نہ ہوں نہ ان کی مساجد مساجد ہیں نہ ان کے مدرسے مدرسے اور نہ ہی یہ علماء حق ہیں۔

بعض مساجد ڈھانے کا بھی قرآن میں حکم ہے:

اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار اور اس کے تعمیر کنندگان کو کفر کا اڈہ اور کافر قرار دیا ہے ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۷)

اور جن لوگوں نے مسجد بنائی (مسلمانوں کو) نقصان دینے، کفر بکنے اور

مسلمانوں میں تفریق کرنے کیلئے علماء مفسرین نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے وہ مسجد ڈھادی گئی اور جلا کر راکھ کر دی گئی معلوم ہوا کہ مساجد بنانے کا بھی حکم ہے اور مساجد گرانے کا بھی۔

جن مساجد میں والی کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد وثناء کے خطبے دیئے جاتے ہوں آپ کے مقائل ومحامد کا تزکرہ کیا جاتا ہو خدا اور اس کے محبوب کی صفت وثنا ہوئی ہو ان کے بنانے کا حکم ہے۔

اور

جن مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیاں ہوتی ہوں آپ کے وضائل ومحامد پر رکیک اور سوفیانہ حملے کئے جاتے ہوں مسلمانوں کی تفریق کے منصوبے ان کو نقصان پہنچانے کی اسکیمیں بنائی جاتی ہوں اور کفر بکے جاتے ہوں وہ مساجد ڈھائے جانے کا حکم ہے۔

مسجد ضرار کا واقعہ:

آیت مبارکہ مندرجہ **وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا** کی تفسیر میں حضرت پیر حسین کرم شاہ نے فرمایا:

بنی خزرج کے ایک آدمی ابو عامر (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ابو فاسق فرمایا کرتے تھے) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا اور ترکِ دنیا کر کے راہب (انگریزی مولوی) بن گیا تھا اس کی پارسائی کی بڑی شہرت ہوئی اور یثرب کے اکثر باشندے اس کے معتقد (مرید) ہو گئے۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اسے محسوس ہوا کہ اب لوگوں کی توجہ اس کی طرف سے ہٹتی جا رہی ہے اور اس کے ارادت مند اب اس کو چھوڑ کر شمع رسالت کے پروانے بنتے چلے جا رہے ہیں۔

اپنی پیری کا چراغ بجھتا دیکھ کر وہ سیخ پا ہو گیا حضور ﷺ نے اسے بھی دعوت اسلام دی اس نے پوچھا آپ کونسا دین لے کر آئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا دین ابراہیمی۔

وہ کہنے لگا آپ نے اس میں بہت سی چیزیں اپنی طرف سے بڑھا دی ہیں حضور ﷺ نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش فرمائی لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔

جوش میں آ کر اس کی زبان سے نکلا:

''ہم میں سے جو جھوٹا ہو خدا اسے اپنے وطن سے دور غربت اور تنہائی میں ہلاک کر دے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا آمین۔''

غزوۂ بدر میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتح عظیم عطا فرمائی تو یہ بے تاب ہو گیا اور مکہ میں پہنچ کر اہل مکہ کو انتقام لینے کے لئے خوب اکسایا اور جب ان کا لشکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو یہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔

میدان احد میں پہنچا تو اس خیال سے کہ جب وہ اپنے پرانے عقیدت مندوں کے سامنے ہو گا تو وہ اس کی طرف دوڑ کر چلے آئیں گے وہ صفوں سے آگے بڑھ کر انصار کے قریب اکھڑا ہوا اور انہیں اپنے ساتھ آنے کی دعوت د۔

نور مصطفیٰ ﷺ دیکھنے کے بعد اب انصار اس منحوس کی شکل دیکھنا بھی بھلا کب گوارا کرتے تھے انہوں نے اسے راہب کی بجائے فاسق کے لقب سے بلایا اور اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا وہ جھلا کر بولا:

''اے محمد (ﷺ) اب جو قوم تیرے ساتھ جنگ کرے گی میں اس کے ساتھ ہوں گا۔''

چنانچہ غزوۂ حنین تک جتنی جنگیں ہوئیں یہ کفر کے ساتھ رہا اور ان کا سرغنہ بنا رہا جب ہوازن و ثقیف کے مشہور تیر انداز بھی شکست کھا گئے تو اسے یقین ہو گیا کہ اب جزیرۂ عرب میں کوئی ایسی قوت نہیں جو اسلام سے ٹکر لے سکے۔

قیصر کے ساتھ س کے دوستانہ تعلقات تھے اس خیال سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا کہ وہ قیصر کو مسلمانوں کے خلاف اکسائے گا اور اسے ساتھ لے کر مسلمانوں پر ایک زبردست حملہ کر کے ان کی قوت کو ختم کر کے رکھ دے گا۔

یہ کہہ کر اس نے منافقین کے حوصلے بلند کئے اسی کی انگیخت پر قیصر نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا جس کی وجہ سے تبوک کا سفر پیش آیا۔

شام سے اس نے منافقن کو لکھا کہ وہ ایک مکان مسجد کے نام سے تعمیر کریں جہاں وہ تنہائی میں اسلام کے خلاف آزادی سے سازشیں کر سکیں اور نیز اس طرح مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہو جائے گا اور جب وہ قیصر کے ہمراہ مدینہ آئے گا تو اس جگہ کو اپنی قیام گاہ بنائے گا۔

چنانچہ قبا کی بستی میں جو مسجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر فرمائی تھی اس کے قریب ہی انہوں نے یہ مسجد بنالی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی نیک نیتی کا یقین دلانے کیلئے عرض کی یا رسول اللہ ''قبا کی بستی میں ایک ہی مسجد تھی رات کے اندھیرے میں اور برسات کے موسم میں بوڑھوں، بیماروں اور کمزور لوگوں کو وہاں جانے میں بڑی دقت ہوتی تھی اس لئے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے آپ ازراہ مہربانی ایک مرتبہ اس میں نماز ادا فرما دیں تاکہ وہ بابرکت ہو جائے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب تو تبوک کا سفر درپیش ہے واپسی پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دیکھا جائے گا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخیر و عافیت تبوک سے واپس تشریف لائے اور مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو پھر منافقین کا وفد اپنی وہی

عرضداشت لے کر حاضر ہوا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ جاؤ اور میرے رسول کو میرا یہ پیغام دو کہ:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ (سورۃ التوبہ)

"اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کے لئے اور پھوٹ ڈالنے کے لئے مومنوں کے درمیان اور (اسے) کمین گاہ بنایا ہے اس کے لئے جو لڑتا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے اب تک اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ صاف جھوٹے ہیں۔"

یعنی اس مسجد کی تعمیر کا مقصد رضائے خداوندی نہیں بلکہ اس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے اس میں بیٹھا کر کفر کو فروغ دینے کی تجویزیں سوچی جائیں اور مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کیا جائے۔

نیز اس کی ایک ناپاک غرض یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن ابو عامر آئے تو اسے اپنی قیام گاہ کے طور پر استعمال کرے۔

ایسی عمارت کو ظاہرداری کی وجہ سے گو مسجد کہا جائے حقیقت میں تو یہ وہ ناپاک اور منحوس مکان ہے جس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی چاہیئے تاکہ اس کا نشان تک باقی نہ رہے۔

اے حبیب ان کی قسموں پر اعتبار نہ کرنا خدا گواہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس مسجد میں نہ جانا:

ارشاد ہوتا ہے کہ:

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ط (سورۃ التوبہ، آیت:۱۰۸)

”آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔“ (تشریف نہ لے جائیں)“

چنانچہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جلا کر پیوند خاک کر دیں اور اسے آگ لگا دیں چنانچہ فرمان نبوی کی تکمیل کی گئی۔“ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۲، ص ۲۵۲، ۲۵۳، مطبوعہ لاہور)

معلوم ہوا کہ گستاخان رسالت کی ریشہ دوانیاں آج شروع نہیں ہوئیں ان کی بہت پرانی اور طویل تاریخ ہے گستاخان رسالت شروع سے ایسے کرتے ہیں کہ:

مسلمانوں کی تفریق کا پروگرام

مسلمانوں کے نقصانات کرنے کا پروگرام

اسلام کے خلاف سازشوں کا پروگرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیوں کا پروگرام

بناؤ کسی اور ملک میں اور پایہ تکمیل تک پہنچاؤ کسی اور ملک میں...... اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے۔

مساجد بھی بناؤ

کلمہ بھی پڑھو

داڑھیاں بھی رکھو

اور ان کو اپنی ان نام انہاد مساجد، مجالس، محافل میں آنے کی دعوت بھی دو گستاخی رسول کا پروگرام پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ہر حربہ استعمال کرو اور اگر مسلمان تمہاری گرفت کریں تو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی معصومیت کا ڈھنڈورا بھی پیٹو کیو کہ تم اوپر اوپر سے مسلمان ہو اندر سے تو انگریز کے ایجنٹ، امریکہ کے پٹھو اور یہود و نصرانی ہو۔

اگر تم اندر سے مسلمان ہوتے تو تمہیں کم از کم سورہ اخلاص تو صحیح یاد ہوتی؟

تمہیں تو سورہ اخلاص نہیں آتی تو دعائے نماز جنازہ، دعائے قنوت، شش کلمہ، صفات ایمان تو کبھی تم نے خواب میں نہ پڑھیں ہوں گی اور ویسے تم گورنر صاحب بہادر کی رسم سوئم پر درس دیتے پھرتے ہو سچ کہا کسی نے کہ "جیسی روح ویسے فرشتے"

تو تمہیں کس نے مفتی بنایا ہے کہ تم ایک گستاخ رسول کے قتل کو شہادت کا درجہ دیتے ہو اور اس نسبت بنانے والے ازلی کو شہید کہتے ہو؟

وہ بد بخت جو یہ کہے کہ میں تو بچپن سے بڑے شوق سے یہ ہندو تہوار مناتا ہوں و شہید ہے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو جس قوم سے مشابہت رکھے گا انہیں میں سے ہو گا۔"

اس شہید شیطان نے کبھی یہ تو نہ کہا کہ میں بچپن سے قرآن بڑے شوق سے پڑھتا ہوں...... یا میں بچپن سے نمازی ہوں؟

ہاں اگر ہوں تو شراب خور ہوں...... نسبت منانے واا ہوں اور آخر عمر میں قانون خدا کو کالا قانون کہنے والا ہوں...... اور گستاخ رسول ہوں (معاذ اللہ ثم

معاذ اللہ)

دل کے پھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی توان کلمہ پڑھنے والوں نے۔

یہ منافقت تو بڑی پرانی ہے عبداللہ ابن ابی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازی ب ھی ادا کرتا تھااور موقعہ پا کر گستاخیاں بھی کیا کرتا تھا۔

ہر کلمہ پڑھنے والا...... ہر قرآن پڑھنے والا کوئی ضروری نہیں سچا ہی ہو ابن ابی کی پوری جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فتویٰ کذب موجود ہے ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

منافق تاکیدی کلمہ پڑھ کر بھی جھوٹے ہیں:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ (سورۃ المنافقون، آیت:۱)

"اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں بے شک آپ (البتہ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں (لیکن) اللہ گواہی دیتا ہے کہ (لو یہ منافق) جھوٹے ہیں۔"

قارئین گرامی قدر!

مسلمان تو کلمہ میں پڑھتے ہیں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" مگر وہ منافق

پڑھا کرتے تھے ''اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ'' دو دو تاکیدوں کے ساتھ مگر پھر بھی بارگاہِ ایزدی سے انہیں کاذب کا خطاب بلا کہ ''وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ'' اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ منافقین البتہ کاذبین (جھوٹے) ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی دونوں تاکیدیں لگا کر شہادت دی ہے۔

اب اگر کوئی مقدمہ کرنا ہے تو اس رب جلیل کے خلاف کرو یا قرآن کے خلاف کرو ہم نے تو صرف نقل کیا ہے۔

ہائے اسلام کے لئے تڑپنے والی یہ بیبیاں......:

آج ہی ٹیلی ویژن پر ایک سینٹر وزیر کی مشیر (ف و) علماء ومشائخ اور دینی قوتوں کو تنقید کا نشانہ بنا رہی تھی اس سے صرف اتنی گذارش ہے کہ محترمہ کسی کو لاؤ کیا مردم ختم ہو گئے ہیں؟ اس لئے کہ:

جنگ کھیڈ نئیں ہندی زنا نیاں دی

محترمہ فرما رہی تھیں کہ ''نظام مصطفیٰ کے نام پر...... اسلام کے نام پر...... مذہب کے نام پر سیاست کی گئی لیکن اسلام نافذ نہیں کیا گیا'' تو گزارش ہے کہ تم بھی تو ایک مسلم خاتون ہو اور حکومتی مشینری کا ایک پرزہ ہو اگر اسلام کا اتنا ہی درد تمہارے پیٹ میں ہے تو تم اسلام نافذ کردو۔

کیا تمہارے منشور میں درج نہیں اور تمہارا نعرہ نہیں کہ

اسلام ہمارا مذہب ہے سوشلزم ہماری معیشت ہے

تو شوشلزم کے لئے تو محترمہ اور ان کے تمام وزراء ہر وقت متفکر رہتے ہیں مگر اسلام کا صرف مولویوں کو ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔

یہ تمہارا بغیر حجاب کے ٹیلی ویژن پر پوری قوم کے سامنے میک اَپ کر

کے آنا تمہارے اسلام کا ثبوت ہی تو ہے سچ ہے کہ:

''آج کل اسلام بیبیوں کے چہروں پر آچکا ہے آگے خدا جانے کہاں جائے گا؟''

بی بی...... خدا کا خوف کرو اسلامی بیبیاں وہ ہیں جو سیدہ عائشہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کنیزیں ہیں اور ان کے نقش قدم پر زندگی گزارتی ہیں نہ کہ کسی فرنگی کی دلدادہ۔

علماء ومشائخ کنونشن:

اکبر بادشاہ (مغلیہ دور) کے درباری اور سرکاری بکاؤ ملاؤں کی طرح آج کل بھی حکمرانوں کی جائز و ناجائز ہاں ہیں ہاں ملا کر غیر شرعی حرکتیں کرنے والے ملوانے حکومت کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں ان کی کوشش ہے کہ دین مصطفوی کا حلیہ بگاڑ کر پاکستان میں دین اکبری کا نفاذ کیا جائے حال ہی میں ان کرائے کے ملاؤں کا ایک اکٹھ اسلام آباد میں بھی ہوا ہے۔

ان سب ملوانوں کا نظریہ ہے کہ نسبت کا دلدادہ، گستاخ رسول کی سزا موت کو کالا قانون کہنے والا روزانہ رات شراب کے نشہ میں دھت رہنے والا[1] علماء ومشائخ حق کا گستاخ شہید ہے اور اس کا قاتل جناب عاشق رسول غازی ممتاز احمد قادری سزا کا مستحق ہے اس نے ناحق قتل کیا ہے۔

دلیل یہ ہے کہ جب گستاخ رسول شہید ہے تو وہ ظلماً ناحق ہی قتل کیا گیا ہے لہٰذا اس کا قاتل ظالم اور سزا کا مستحق ہے ایسے ملاؤں کے متعلق تاجدار اقلیم

---

[1] ۔ پنجاب کے وزیر قانون نے کئی مرتبہ ٹی وی پر اس کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ میں مغرب کے بعد اس گورنر صاحب سے بات نہیں کرتا کیونکہ وہ اس وقت نشہ میں دھت ہوتے ہیں ان کی تصدیق کے مطابق ہم نے بات کر دی ہے کیونکہ گواہی اور تصدیق معتبر ہے، فقیر سرور

خطابت حضرت صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"سچی بات تو یہ ہے کہ یہ اس مخصوص گروہ کے ایجنٹ ہیں جو اسلام دشمن ہیں اور ان میں نہ تو کوئی قابل ذکر اور قابل اعتماد مفتی ہے اور نہ کوئی سرکردہ عالم دین اور اگر کوئی ہے بھی تو وہ بھی سیم زدہ اور بکاؤ مال ہو کے رہ گیا ہے۔"

علامہ اقبال مرحوم نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ:

یہی شیخ خرم جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بو ذر و دلق اویس و چادر زہرا

ٹی وی پر تصویر آجانے کے شوق اور اور اخباروں میں فوٹو آجانے کے لالچ میں احکام خداوندی کی حدود و قیود اور شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہری اصولوں اور قرآن و دین کے مقدس قواعد وضوابط کی دیواروں کو بھی توڑ بیٹھے ہیں اور بنی اسرائیل کے علماء کی طرح حق بات کو چھپاتے پھرتے ہیں۔

(گستاخ رسول کی سزا ص ۳۵، مبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرک اے فیصل آباد)

بہر کیف میرا اس بی بی سے یہ سوال ہے کہ اگر علماء و مشائخ اس قدر نفرت کے مستحق ہیں تو آپ کی حکومت نے ان کا سہارا کیوں لیا ہے اور یہ کنونشن منعقد کیا ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی بھی حکومتی نظریہ کے داعی ہیں یعنی ان کا نظریہ بھی یہی ہے کہ:

"گستاخ رسول کو معافی ملنی چاہئے۔"

گستاخ رسول کی سزا موت (ایکٹ) میں تبدیلی ہونی چاہئے۔

گستاخ رسول کو سزا دینے کا یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

مگر یہ ملاں اگر واقعی پڑھے لکھے ہوتے تو ایسی باتیں نہ کرتے فقیر نے پہلے بھی موزیان رسول اور گستاخان رسالت کے حکماً قتل کیئے جانے کے حوالے نذر قارئین کے مزید بھی ملاحظہ فرمائیں اور ان مولویوں کی بے حمیتی کی داد دیں۔

خالد بن سفیان ابن شیخ الہذلی کا قتل اور قاتل کو انعام رسول:

مفسر قرآن ضیاء الامت حضرت پیر سید محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سابقہ جسٹس وفاقی شرعی عدالت تحریر فرماتے ہیں کہ:

"عساکر کی ناکامی، پسپائی اور بنو قریظہ کی خانماں بربادی کے باوجود چند بد باطن ابھی تک اپنی کینہ پروری سے باز نہیں آرہے تھے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے سرگرم عمل تھے ان میں سے ایک خالد بن سفیان ابن فتح تھا جو اپنے دوستوں اور حلفیوں کو اکٹھا کر رہا تھا تا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کر کے دل کے پھپھولے پھوڑے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے معمول کے مطابق اس فتنہ کو اولین مرحلہ میں ہی نیست و نابود کرنے کا ارادہ فرمایا۔"

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عبداللہ بن انیس کو یاد فرمایا اسے بتایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد الہذلی ہم پر حملہ کرنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر رہا ہے تم جاؤ اور اس فتنہ کی سرکوبی کرو، اشارہ پاتے ہی حضرت عبداللہ نے تلوار کو حمائل کیا اور اس کی طرف روانہ ہو گئے۔

نماز کا وقت آپہنچا تھا انہیں یہ خطرہ تھا کہ وہ کہیں مصروف ہو جائیں تو نماز کا وقت نہ گزر جائے نیز دشمن علاقہ میں صحیح طور پر نماز بھی ادا نہیں کر سکتے

تھے ورنہ ان کا پردہ فاش ہو جاتا اور وہ اس مہم کو سر کرنے میں ناکام ہو جاتے آپ نے نماز کی نیت باندھ لی چلتے بھی رہے اور اشارہ سے ارکان نماز بھی ادا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ خالد مذکور کے پاس پہنچ گئے اس نے ایک اجنبی کو اپنے پاس دیکھا تو پوچھا: "مَنِ الرَّجُلُ" تم کون ہو انہوں نے جواب دیا میں ایک عربی ہوں میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے تم تیاری کر رہے ہو؟ اس میں اگر میں کوئی خدمت انجام دے سکتا ہوں تو اس کے لئے بسر و چشم حاضر ہوں۔

خالد نے کہا بے شک میں اس کے لئے تیاری کر رہا ہوں وہ اسے اپنے ساتھ لے کر چلا تھوڑی دور تک چلے ہوں گے تو حضرت عبداللہ نے اسے اپنی طرف سے مطمئن پایا سوچا اب بہترین وقت ہے انہوں نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا۔ اسے لہرایا اور بجلی کی سرعت سے اس پر وار کر کے اسے واصل جہنم کیا۔

(السیرۃ النبویہ لابن کثیر ج ۳، ص ۲۶۷)

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ اس کو تہہ تیغ کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا "اَفْلَحَ الْوَجْهُ" یہ چہرہ کامیاب ہے میں نے عرض کی: میں نے اسکو قتل کر دیا ہے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

آپ مجھے لے کر اپنے کاشانہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے اور اندر سے مجھے ایک عصا لا کر مرحمت فرمایا اور حکم دیا اے انیس کے فرزند! اسے اپنے پاس رکھنا۔

میں عصا لے کر لوگوں کی طرف آیا انہوں نے پوچھا اے عبداللہ! یہ کیسا عصا ہے؟ میں نے بتایا کہ مجھے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دیا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ اسے اپنے پاس رکھوں۔

لوگوں نے کہا: کیا تم حاضر خدمت ہو کر اس کی وجہ نہیں پوچھتے، میں لوٹ کر گیا، عرض کی! آقا یہ عصا کیوں عنایت فرمایا ہے؟ فرمایا:

اٰیَةٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اَقَلَّ النَّاسِ الْمُتَخَصِّرُوْنَ یَوْمَئِذٍ

''یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے روز نشانی ہوگی اس روز بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو کہ لہوں پر ٹیک لگائے ہوں گے۔''

حضرت عبداللہ نے عمر بھر اس عصا کو اپنے سے جدا نہ کیا جب انتقال فرمایا تو وصیت کی کہ اسے میرے کفن اور جسم کے درمیان رکھ دینا اور ایسا ہی کیا گیا۔ (ضیاء النبی ج ۴، ص ۸۱، ۸۳، مطبوعہ لاہور)

ایک اور منافق کا انجام:

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر مبارک کے حالات قلمبند کرتے ہوئے حضرت ضیاء الامت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''سنگلاخ اور دشوار گذار راستہ کو طے کرتے ہوئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہموار میدان میں پہنچے تو فرمایا سب کہو۔''

نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَنَتُوْبُ اِلَیْهِ

''ہم اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''

سب نے یہ جملے دہرائے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی وہ بات تھی جو بنی اسرائیل کے سامنے پیش

کی گئی لیکن انہوں نے یہ کہنے سے انکار کر دیا اس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ

(سورۃ البقرہ آیت:۱۹۶)

''اور کہتے چلے جانا بخش دے (ہمیں) ہم بخش دیں گے تمہارے خطائیں۔''

صبح ہوئی تو سب نے امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز ادا کی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهُ اِلَّا صَاحِبُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ

''تم سب کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے سوائے سرخ اونٹ والے کے۔''

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے کہا کہ:

''بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو جاؤ اور عرض کرو کہ حضور تمہارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ وہ بولا! میں تو اپنے گمشدہ اونٹ کو تلاش کرنے میں مصروف ہوں مجھے میرا اونٹ مل جائے مجھے یہ اس سے زیادہ محبوب ہے کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔''

وہ اپنے اونٹ کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا ایک پتھر سے اس کا پاؤں پھسلا ولڑھکتا ہوا نیچے جاگرا اور مر گیا۔

جنگلی درندے اس کی لاش پر ٹوٹ پڑے اور اس کو چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ (سبل الہدیٰ ج ۵، ص ۶۵، ۶۶، ضیاء النبی ج ۴، ص ۱۳۴، مطبوعہ لاہور)

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

؎ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے اعتنائی ولاپرواہی بے ادبی و گستاخی زدہ برابر بھی خداوند قدوس کو برداشت نہیں ہے اس منافق نے ذرا سی بے ادبی کی فوراً سزائے موت ملی تو جو کھلم کھلا بے ادبی و نافرمانی کا شکار ہوا ہے قدرت کیسے معاف فرمائے گی؟

قابل مبارکباد ہیں جناب ممتاز احمد غازی قادری جنہوں نے ایک بے ادب و نافرمان کو واصل جہنم کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا حق ادا کر دیا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ:

؎ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

گرامی قدر قارئین!

اس منافق کی ذرا سی بے اعتنائی نے اس کی منافقت کو طشت از بام کیا اور ملاحظہ ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و تعظیم رکھتے تھے کہ انکا نظریہ تھا۔

عظمت رسول پر جان بھی قربان ہے:

حضرت ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

”زینب جو حارث کی بیٹی، سلام بن مشکم کی زوجہ اور مرحب کی بہن تھی۔“

اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دینے کی سازش کی جب سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتحانہ شان سے قلعہ قموص میں داخل ہوئے تو اس یہودن نے بکری کا بھنا ہوا گوشت بطور ہدیہ بارگاہِ رسالت میں پیش کیا اس نے لوگوں سے پوچھا تھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بکری کے کس حصہ کا گوشت زیادہ مرغوب ہے اسے بتایا گیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کے بازو کا گوشت میں زیادہ مقدار میں زہر کی ملاوٹ کر دی جب اس بکری کا بھنا ہوا زہر آلود گوشت دستر خوان پر رکھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بازو اٹھا لیا اور اس کا ایک ٹکڑا تناول فرمایا لیکن چبانے کے بعد فوراً اسے تھوک دیا اور فرمایا:

اِنَّ ھٰذَا الْعَظْمَ لَیُخْبِرُنِیْ اَنَّہٗ مَسْمُوْمٌ

"اس بازو نے مجھے خبر دی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔"

حضرت سیدی امام خطابت حضور قبلہ والد گرامی علامہ پیر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ المعروف سمندری والے بڑے پیارے انداز سے اس مقام پر یوں فرمایا کرتے ہیں کہ:

جس بکری دا ہے ایہہ گوشت لوگو اوہ تے اربوں پئی عرض سناوندی اے
نہ کھاویا جے میں وچہ زہر ملیا ذات نبی دی ایہہ بتلاوندی اے

اس دستر خوان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بشر بن براء اور چند دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) بھی تھے بشر نے بھی گوشت کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا اسے چبایا اور پھر نگل گئے زہر بڑی سخت قسم کا تھا چنانچہ گوشت کا ٹکڑا نگلتے ہی ان کے چہرہ کی رنگت متغیر ہوگئی اور پل بھر میں ان کی موت واقع ہوگئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ان کی وفات ہوئی۔

حضرت بشر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو معزز اور محترم بنا کر مبعوث فرمایا جب میں نے لقمہ منہ میں ڈالا تو مجھے پتا

چل گیا کہ یہ زہر آلود ہے لیکن میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ حضور کی موجودگی میں اس لقمہ کو تھوک دوں مبادا حضور کے مزاج نازک پہ میری یہ حرکت گراں گذرے اس لئے میں نے اس لقمہ کو نگل لیا۔ (تاریخ الخمیس ج ۲، ص ۵۲)

حضرت بشر رضی اللہ عنہ اس زہر خورانی سے وفات پا گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور قصاص اس یہودن کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(ضیاء النبی ج ۴، ص ۲۴۶، ۲۴۷، مطبوعہ لاہور)

یہ ہیں ناموس رسالت کی حفاظت کرنے والے جو ذرا سی بے ادبی بھی نہیں برداشت کرتے حتیٰ کہ جان دے دیتے ہیں اور وہ ہیں بے ادب منافق جو بے ادبی کے باعث ہلاک ہو جاتے ہیں اور جنگل کے درندوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔

قارئین گرامی قدر!

گزشتہ اوراق میں فقیر نے اجمالاً ابولہب کی گستاخیوں کی سزا کا ذکر کیا اب اس کی کچھ تفصیل ملاحظہ ہو۔ حضرت ضیاء الامت تحریر فرماتے ہیں کہ:

گستاخ رسول ابولہب کی لاش پھٹ گئی اور اس سے بدبو آنے لگی:

"جنگ بدر میں کفار کی رسوا کن شکست پر ابھی ایک ہفتہ بھی بمشکل گزرا تھا کہ اللہ کے عذاب نے ابولہب کو آ پکڑا اسے ایک خطرناک پھنسی نکل آئی جسے عرب میں بہت منحوس سمجھتے تھے اور اس سے بہت خوفزدہ رہتے تھے ان کے نزدیک یہ ایک متعدی بیماری تھی۔"

جب ابولہب کے بیٹوں کو پتہ چلا کہ ان کے باپ کو یہ خطرناک اور منحوس پھنسی نکل آئی ہے تو انہوں نے اس کے پاس آنا جانا ترک کر دیا۔

چنانچہ وہ تنہا اس کی اذیت اور درد سے کئی روز تک تڑپتا رہا اور بے کسی اور کمپرسی کی موت مر گیا تین دن تک اس کی لاش بے گور وکفن پڑی رہی مکے کے اس رئیس اعظم کو دفن کرنے کی بھی کسی نے زحمت گوارا نہ کی۔

حب اس کی لاش پھول کر پھٹ گئی تو اس کی بدبو سے سارے اہل محلہ کے دماغ پھٹنے لگے۔

امام بیہقی دلائل النبوت میں لکھتے ہیں ایک شخص نے اس کے بیٹوں کے پاس آکر انہیں ملامت کی کہ بدبختو! تمہیں شرم نہیں آتی تمہارے باپ کی لاش سے بدبو آرہی ہے اور تم اسے دفن بھی نہیں کرتے۔

انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ بیماری ہمیں بھی نہ لگ جائے بدنامی کے خوف سے اس کے بیٹے آئے تو لکڑیوں سے اس کے لاشے کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس گڑھے سے دور کھڑے ہو کر پتھر پھینک کر اس کو بھر دیا۔

یونس بن بکیر کہتے ہیں کہ اس کو دبانے کے لئے گڑھا بھی کسی نے نہیں کھودا بلکہ ایک دیوار کے سہارے اس کی لاش کو کھڑا کیا گیا اور دیوار کے پیچھے سے اس پر پتھر پھینک کر اسے آنکھوں سے اوجھل کر دیا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اگر اس مقام پر گزر ہوتا تو اپنا چہرہ چھپا لیتیں۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ① کا فرمان الٰہی اسی طرح پورا ہوا ساری دنیا نے اس کا مشاہدہ کر لیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ گستاخان بارگاہ رسالت کا انجام کتنا عبرتناک حسرتناک اور ازیتناک ہوتا ہے ان بدبختوں کو گور وکفن بھی نصیب نہیں ہوتا ان کی ہلاکت پر کسی کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں ٹپکتا بیگانے تو ہوئے بیگانے ان کے فرزند بھی ان کی قبروں پر ایک مشت مٹی ڈالنے کے روادار

نہیں ہوتے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَآءَةِ الْاَدَبِ فِيْ حَضْرَةِ حَبِيْبِهٖ وَصَفِيِّهٖ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَطْيَبَ التَّحِيَّةِ وَاَجْمَلَ الثَّنَآءِ۔ (دلائل النبوت ج ۳، ص ۱۴۶، ضیاء النبی ج ۳، ص ۳۷۷، ۳۷۷، ۳، مطبوعہ لاہور)

آج کے نام نہاد مسلمان سیاستدان اور کرائے کے ملاں:

آج کی نام نہاد مسلمان سیاستدان اور ان سیاستدانوں کے ٹاوٹ ملاں میڈیا کا سہارا لے کر کہتے ہیں کہ اس گستاخ رسول نے تو انسانیت کے ناطے پر اپیل کی تھی کہ آسیہ بی بی کو معاف کر دیا جائے ہم ان ملاؤں سے بالخصوص اور ان سیاستدانوں سے بالعموم یہ پوچھتے ہیں کہ مولویو! بتاؤ:

"کیا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مطہرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس سینوں میں انسانیت کا کوئی درد نہ تھا؟ اور اے سیاستدانو! بولو۔

کیا اس حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محسن انسانیت نہیں مانتے ہو؟ کیا تمہارے دلوں میں یہ درد ہے انسانیت کا کہ تم اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، رسائل اور جرائد کو وسیع پیمانہ پر کام میں لا رہے ہو؟ بتاؤ اگر یہ تمام وسائل ان غلامان رسول اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی ہوں تو تمہارے درد کے ڈھول کا پول کھلتا ہے یا نہیں؟

یہ پولیس جو انسانوں سے سلوک روا رکھتی ہے تمہارے درد انسانیت کا

غماض ہے یا نہیں؟ اور جو کچھ عاشق رسول ملک ممتاز قادری کے ساتھ ہو رہا ہے کہ:

"ان کا ریمانڈ بڑھایا گیا اور جب دیکھا کہ لوگ دیوانہ وار ان کی زیارت کیلئے عدالت میں پہنچ رہے ہیں تو ان کا مقدمہ ہی جیل میں چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔"

یہ ہے تمہارا دردِ انسانیت؟

یہ دردِ انسانیت ہے یا الفت امریکہ؟

یہ دردِ انسانیت ہے یا محبت یہودیت و نصرانیت

یہ دردِ انسانیت ہے یا مصطفیٰ کریم سے بغاوت (علیہ السلام)

یہ دردِ انسانیت ہے یا اپنے نبی سے عداوت (علیہ السلام)

ڈرو عذاب قبر سے، بچو عذاب حشر سے اور بچاؤ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت و بغاوت مول لے کر اللہ تعالیٰ کے عقب کو آواز نہ دو کہیں وہ اپنی تہاری وجلالت سے تمہیں تباہ و برباد نہ کر دے؟

قارئین کرام! اب فقیر قرآن کریم سے آپ کو بیان کرتا ہے کہ منافق ایسے ہی کیا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیاں کرتے اور راز فاش ہونے پر جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی براۃ کا اظہار کرتے اور دل سے اسلام اور بانی اسلام کو تسلیم نہ کیا کرتے ملاحظہ ہو۔

منافقین گستاخان رسالت کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ اور بعد میں جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی برأت ظاہر کرنا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ (سورۃ التوبہ)

''قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ یقیناً انہوں نے کہی تھی کفر کی بات اور انہوں نے کفر اختیار کیا اسلام لانے کے بعد اور انہوں نے ارادہ بھی کیا ایسی چیز کا جسے وہ نہ پا سکے اور نہیں خشمناک ہوئے وہ مگر اس پر کہ غنی کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے سو اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ بہتر ہو گا ان کے لئے اور اگر وہ روگردانی کریں تو عذاب دے گا انہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دنیا و آخرت میں اور نہیں ہو گا ان کا روئے زمین پر کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔''

''منافقین جو دل سے ایمان نہیں لائے تھے بلکہ محض دنیاوی مفاد اور سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر مسلمانوں کے ساتھ

ملے ہوئے تھے جب وہ الگ بیٹھتے تو اسلام اور رسول اسلام
کے خلاف گستاخیاں کرتے اور جب بھی ان کا راز فاش ہوتا
تو اپنی براۃ ثابت کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں
کھاتے (جھوٹی قسموں کے پل باندھ دیے) کہ واللہ باللہ
ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان جھوٹی قسموں سے تم خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہو جو سب رازوں کا جاننے والا ہے تم نے یہ باتیں کہیں اور اظہار اسلام کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو بارہ (۱۲) تیرہ (۱۳) منافقوں (گستاخان رسالت) نے تہیہ کر لیا کہ رات کو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سفر کر رہے ہوں اور کسی گھاٹی کے دھانے پر پہنچیں تو دھکا دے کر گرا دیا جائے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اونٹنی کی نکیل پکڑے آگے آگے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے جب اونٹنی ایک گھاٹی کے کنارے پر پہنچی تو بارہ (۱۲) آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے راستہ روک کر کھڑے ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتاب آلود آواز سے انہیں جب للکارا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حذیفہ و عمار (رضی اللہ عنہما) سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے انہیں پہنچانا؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! انہوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے ہم تو انہیں پہچان نہ سکے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا هٰٓؤُلَآءِ الْمُنَافِقُوْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہ ازلی بدبخت ہیں قیامت تک یہ منافق ہی

رہیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اس مقصد کے لئے آئے تھے کہ مجھے کھائی میں گرا دیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ ان کے قتل کا حکم کیوں نہیں فرماتے حکم نبی جواب دیا:

لَا اَکْرَہُ اَنْ یَّتَحَدَّثَ الْعَرَبُ بَیْنَہَا اَنَّ مُحَمَّدًا قَاتَلَ بِقَوْمٍ حَتّٰی اِذَا اَظْهَرَهُ اللّٰهُ بِهِمْ اَقْبَلَ عَلَیْهِمْ یَقْتُلُهُمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْمِهِمْ بِالدُّبَیْلَةِ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الدُّبَیْلَةُ قَالَ شِهَابٌ مِّنْ نَّارٍ یَقَعُ عَلٰی قَلْبِ اَحَدِهِمْ فَیَهْلِكُ۔ (ابن کثیر)

ترجمہ: ”نہیں! میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک قوم کو ساتھ لے کر لوگوں سے لڑتا رہا اب جب غالب آ گیا تو اسی قوم کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ! انہیں دبیلہ کا تیر مار ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! دبیلہ کیا ہے؟ فرمایا یہ آگ کا شعلہ ہے جو ان کی رگ دِل پر پڑے گا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔“

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۲، ص ۲۳۳، ۲۳۴، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

ذرا خط کشیدہ الفاظِ ترجمہ و تفسیر کو بغور مطالعہ فرمائیں اور سوچیں کہ کیا آج کے ایک منافق گستاخ رسول نے اپنے انٹرویو میں ”گستاخ رسول کی حمایت کر کے“ ناموس رسالت پر حملہ نہیں کیا اور“ اس کی سزائے موت کو کالا قانون کہہ کر قرآن و صاحب قرآن کی توہین نہیں کی؟ اور پھر جب ملک بھر سے عاشقان رسالت نے اس کے خلاف نفرت کا اظہار کیا تو اس نے قسمیں اٹھا اٹھا کر امنافقت

کو چھپانے کے لئے اپنی براۃ کا اعلان نہیں کیا؟ اور اس نے گلے میں لپٹا ہوا (زنجیر کے ساتھ) قرآن ہاتھ میں لے کر اپنے مسلمان ہونے کا یقین نہیں دلایا؟ اور وہ دنیاوی مفاد و سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملا ہوا تھا؟ اور وہ جب اپنی پارٹی (اپنے گماشتوں کے ساتھ علیحدہ بیٹھتا تو شریعت و صاحب شریعت کا مذاق نہیں اڑاتا تھا؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں اسی کے محافظ کے ہاتھوں عذاب نہیں دیا؟ اور نا معلوم آخرت میں اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ اور دنیا میں اس کو اس عذاب سے کوئی بچا کر اس کا مدد گار بن سکا؟

قران کریم نے یہ سب کچھ کیسے کھول کھول کر بیان کیا ہے؟

کیسا پورا پورا نقشہ کھینچا ہے قرآن کریم نے، اب اگر لڑنا ہے تو قران سے لڑو، کوئی مقدمہ بنانا ہے تو بناؤ کلام اللہ کے خلاف؟، رپٹ درج کرانی ہے تو کراؤ فرقان حمید پر۔

؎ رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

گستاخ رسول واجب القتل ہے حدیث رسول کا فیصلہ:

مولائے کائنات تاجدار اہل اتی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ نَبِيًّا قُتِلَ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ج۲،ص۲۱۲، فتح القدیر ج۳،ص۱۹۶، الشفا القاضی عیاض مالکی، ۲،ص۲۱۲، الصارم المسلوک ص۹۲، بحوالہ گستاخ رسول کی سزا ص۷۷)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نبی کو گالی دے اسے قتل کیا جائے۔"

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ

"جو شخص نبی کو گالی دے اس کو قتل کر دو۔"

مَنْ قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ اَسْوَدُ قُتِلَ

(الشفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۰۶)

"جو شخص کہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معاذ اللہ) کالے تھے اسے قتل کیا جائے۔"

اور جو نبی کے قانون کو کالا قانون کہے؟

حضرت عبداللہ اور حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُتِلَ

(الصارم المسلوک ص ۵۱۳)

"جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے۔"

گستاخ رسول مرتد ہے:

وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا شَتَمَ فَقَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ (ایضاً)

"اور یہ اس لئے (اس کا قتل کرنا) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا مرتد ہو جاتا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ چیز سے نفرت کرنے والا کافر ہے:

وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ لَوْ قَالَ رَجُلٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقَرْعَ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا لَا

اُحِبُّہٗ فَھٰذَا کُفْرٌ۔

(تفسیر روح البیان ج ۲، ص ۴۸۹، علامہ اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو شریف کو پسند فرمایا کرتے تھے تو دوسرے شخص نے کہا میں تو کدو کو پسند نہیں کرتا تو یہ کفر ہے۔''

کیونکہ اس نے حضور کی پسندیدگی کا سن کر ایسا کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی (معاذ اللہ)

قارئین کرام! توجہ فرمائی:

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ چیز کو ناپسند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہ پسند نہیں وہ تو کافر ہے اور اس کے لئے سزائے موت ہے تو جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ قانون کو کالا قانون کہے اس کے کفر میں بھی شک ہو سکتا ہے؟ اور کیا وہ مرتد نہیں؟ اور کیا مرتد کی سزا قتل نہیں ہے؟''

؎ کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمد ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

کدو شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ غذا ہے:

قِیْلَ لِلرَّسُوْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّکَ تُحِبُّ الْقَرْعَ قَالَ نَعَمْ وَلِاَجْلِ ھِیَ شَجَرَۃُ اَخِیْ یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ (تفسیر روح البیان ج ۲، ص ۴۸۹)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کدو کو پسند فرماتے ہیں فرمایا ہاں اس لئے کہ یہ یونس علیہ السلام (میرے

بھائی) کا درخت ہے۔"

یعنی کہ جب حضرت یونس علیہ السلام دریس سے عریاں باہر تشریف لائے تھے تو اس کدو کے درخت نے ان کو ڈھانپا تھا اور ان کی نبوت کی گواہی دی تھی۔ (اس کی بیل نے یونس کے بدن کو ڈھانپا تھا اس لئے میں اس سے محبت کرتا ہوں)

ثابت ہوا کہ نبی کی پسندیدہ چیز یا نبی سے وفا و پیار کرنے والی شئ نبی کو پسند ہوتی ہے تو امتی کو کیوں نہ پسند ہو گی تو جس امتی کو وہ پسند نہیں گویا کہ اس کو نبی سے محبت نہیں اور جس کو نبی سے محبت نہیں وہ مومن ہی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

أَلَا لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ

"جس کو (مجھ سے) محبت نہیں وہ ایمان دار نہیں۔"

اسی طرح قرآن و سنت کے قوانین اللہ اور اس کے رسول کے پسندیدہ قوانین ہیں کوئی شخص ان سے نفرت کرے تو اللہ رسول کی پسند سے نفرت کرتا ہے اور ایسا شخص بے ایمان اور کافر ہے اس کا قتل واجب ہے تو گستاخ رسول کو سرکار کا ارشاد ہے کہ قتل کر دو جو اس قانون سے نفرت کرے وہ بھی بے ایمان اور واجب القتل ہے جو شخص انگریز کے قانون کو ترجیح دے وہ بھی بے ایمان ہے کیونکہ اگر قرآن کے ہوتے ہوئے کوئی شخص کوئی دوسری آسمانی کتاب نہیں پڑھ سکتا تو قرآنی قانون کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے قانون کو ترجیح کیسے دے سکتا ہے؟

اور میں سوال کرتا ہوں ان قانون کے نام نہاد محافظوں سے کہ:

"اگر پاکستان کے قانون کو کوئی غلط کہے تو اسے باغی کہہ کر بغاوت کا مقدمہ چلاتے ہو بتاؤ جو قانون خدا و مصطفیٰ (قرآن و حدیث کو غلط کہے) وہ باغی نہیں اور اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں؟

اگر پاکستان کے وزیر اعظم کی کوئی گستاخی کرے تو پس دیوار زنداں کرتے ہو بتاؤ اگر ساری خدائی کے وزیر اعظم کی کوئی گستاخی کرے تو اس کے لئے کوئی سزا نہیں؟

تمہارا قانون انسان کا بنایا ہوا ہے اور قرآن کا قانون رحمان کا بنایا ہوا ہے اور تم صرف پاک سرزمین کے حاکم ہو میرا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری روئے زمین کا حاکم ہے، تمہاری بے ادبی کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوتا نہیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والا دائرہ اسلام میں رہتا نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا حرام ہے:

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ:

یُحَرَّمُ اَذَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ بِالْاِتِّفَاقِ۔ (تفسیر روح البیان ج ۳، ص ۱۵۶)

اس بات پر تمام اہل ایمان کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قولی اور فعلی ایذا دینا حرام ہے۔"

یعنی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں کہا کہ "یہ تو شاعر ہیں یا کاہن ہیں یا مجنون ہیں (معاذ اللہ) یا اس قسم کی گفتگو کی کہ جس سے سرکار کو ایذا پہنچے تو وہ حرام کا مرتکب ہوا اسی طرح کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں کسی کا گلوئے مبارک میں چادر ڈال کر یا آپ پر اوجھ پھینک کر ایذا دی ایسا فعل کیا جس سے سرکار کو ایذا پہنچی تو یہ بھی حرام ہے یہ ایذا‌ء فعلی ہے۔

موذئ رسول کافر ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

موذئ رسول کی توبہ قبول نہ کی جائے:

فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِیُّ ھُوَ کُفرٌ... یُقَالُ مَالَمْ یُتَبْ (ایضاً)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایذائے رسول کفر ہے کہا گیا کہ اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔

موذی رسول کو قتل کیا جائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

وَقَالَ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ یُقبَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوبَتُهُ (ایضاً)

''امام مالک اور امام احمد نے فرمایا کہ اسے قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔''

اشارۃً یا کنایۃً گستاخیٔ رسول کرنے والا بھی کافر ہے:

صاحب تفسیر فتح القدیر کہتے ہیں کہ:

مَنْ اٰذَی رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِطَعْنٍ فِیْ شَخْصِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَوْ نَسَبِہٖ اَوْصِفَتِہٖ مِنْ صِفَاتِہٖ اَوْ بِوَجْہٍ مِنْ وُجُوْہِ الشَّیْنِ فِیْ صَرَاحَتِہٖ اَوْ کِنَایَةٍ اَوْ تَعْرِیْضًا اَوْاِشَارَةٍ کَفَرَ (فتح القدیر ج ۴، ص ۴۰۷، بحوالہ کتاب گستاخ رسول کی سزا ص ۵۹)

''جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی آپ کی شخصیت، آپ کے دین، آپ کے نسب یا آپ کی صفات میں سے کسی صفت میں طعن کر کے یا بری وجوہات میں سے کسی وجہ سے منسوب کر کے صراحۃً یا کنایۃً چھپ کر یا اشارۃً اس نے کفر کیا۔

جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض دلی رکھا کافر و مرتد ہو گیا، امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ بَغَضَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِہٖ کَانَ مُرْتَدًّا۔ (ایضاً)

"جس نے بغض رکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دلی طور پر وہ مرتد ہو گیا اس لئے اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں تنقیص کرنے والے موزیٔ رسول ہیں:

مفسر قران علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والے وہ ہیں جو شان مصطفیٰ کی تنقیص کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو نصوص قطعی سے مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ علم منصوص نہیں جانتے حضور کے اصحاب کی شان میں گستاخیاں کرنے والے صدیق و فاروق و ذوالنورین (رضی اللہ عنہم) کو غاصب و غدار کہنے والے یہ سب اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے ہیں اس قسم کی جماعتوں پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں ہے اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار ہے۔" (تفسیر الحسنات ج ۵، ص ۳۹۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

منافقین کی جماعت میں ایسے لوگ بھی تھے جو حضرت شیر خدا اسد اللہ

کرم اللہ وجہہ کی بدگوئی کر کے انہیں اذیت دیتے تھے۔

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ جانوروں کو ایذا دینا بھی بلا کسی قصور کے جائز نہیں تو (رسول اللہ) اور مومنین ومومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔" (تفسیر الحسنات ج ۵، ص ۳۹۱، مطبوعہ لاہور)

موزیوں کو میری طرف سے کون صفائی دے گا؟:

آیت مبارکہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الخ کے ماتحت حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حی کو اپنے حرم میں لیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کیا۔

(تفسیر طبری زیر آیت مندرجہ بالا ج ۲۲، ص ۵۴، مطبوعہ بیروت)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی مجھے اذیت دیتا ہے اور ان لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کرتا ہے جو مجھے اذیت دیتے ہیں اسے میری طرف سے کون جواب دے گا۔" (تفسیر درمنثور ج ۶۱۶، مطبوعہ لاہور)

موذی رسول کو کنکریاں ماری گئیں گویا رجم کیا گیا:

امام حاتم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے کہ شام کا ایک آدمی آیا اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا باتیں کہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے کنکریاں ماریں فرمایا کہ اے

اللہ کے دشمن تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو تب بھی انہیں اذیت دی ہوتی۔

(المستدرک للحاکم ج ۳، ص ۴۶۱۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عام مومنین کو اذیت دینے والوں کی سزا:

آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الخ کے تحت علامہ طبری کہتے ہیں کہ:

''یہاں یُؤْذُوْنَ سے مراد ہے وہ لوگ جو مومن مرد اور مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں۔

(تفسیر طبری ج ۲۲، ص ۵۴، مطبوعہ بیروت)

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنمیوں پر خارش مسلط کر دی جائے گی وہ اپنے جسم کو رگڑیں گے یہاں تک کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی وہ کہیں گے اے ہمارے رب کس وجہ سے یہ مصیبت ہمیں پہنچی؟ تو انہیں کہا جائے گا کہ جو تم مسلمانوں کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔

(تفسیر در منثور ج ۵، ص ۶۱۸، مطبوعہ لاہور)

قارئین گرامی!

جب حضرت علی کے گستاخ کو ابن عباس نکریاں مار کر سزائے اذیت رسول دیتے ہیں تو آج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کر کے اذیت دینے والے کو معافی کیونکر؟

جب عام مومنین کو اذیت دینے والا جہنمی مندرجہ بالا ازیتناک سزا بھگتے گا تو ان مومنین کے آقا و مولا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والا مستحق سزا کیوں نہیں؟

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا منافق قابل مواخذہ ہے کہ اسے اس کا جواب دیا جائے تو سرتاج عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والا قابل مواخذہ کیوں نہیں ہے؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقرر فرمودہ سزا کہ:

"جس نے نبی پرست وشتم کیا اسے قتل کیا جائے؟"

کو جو کالا قانون کہے اور قرآن وسنت کی مقرر کردہ حدود کو جو بے ایمان وحشیانہ سزائیں کہے وہ قابل مذمت اور سزا کا مستحق نہیں ہے؟

مملکت خداداس پاکستان کے اندر اسلامیان پاکستان عاشقان رسالت کبھی بھی ایسے شخص کو معاف نہیں کر سکتے۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

افسوس صد افسوس! پاکستان میں انگریزی قانون کی تو اہمیت ہے مگر قرآن وسنت کی نہیں:

لیکن افسوس صد افسوس! اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے اس پاکستان میں اور اس خدا کی زمین پر ہمارے حکمران انگریزی قانون کو تو اہمیت دیتے ہیں اور ان قانون دانوں کو تحفظ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ مگر کتاب اللہ وحدیث مصطفیٰ کے قوانین کا کوئی احترام نہیں اور نہ ہی اس کے علماء کو کوئی اہمیت دی جاتی ہے۔ الٹا ان کے خلاف پھبتیاں کسی جاتی ہیں اور انہیں دین کے ٹھیکیدار ہونے کا طعنہ دے کر اپنے خبث باطلو باطبن کا اظہار برملا کیا جاتا ہے اور یہ صرف اپنے یہود وہنود آقاؤں کی خوشنودی ورضا کے لئے اور ان سے حصول جلب وزر وحطام

دینی کے لئے اپنا دین برباد کیا جاتا ہے۔

حکمرانو! تم نے کلمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پڑھا ہے کسی امریکی آقا کا نہیں اور بروز محشر منہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دکھانا ہے کسی انگریزی کو نہیں۔

کیا مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ان پر حکومت کرنے کے لئے کلمہ پڑھتے ہو اور قرون اولیٰ کے منافقین کی یاد تازہ کرتے ہو کہ:

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴿١٤﴾ (سورۃ البقرہ)

"اور جب وہ (منافق) ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیاطین سے خلوت میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھی ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم استہزاء کرنے والے ہیں (مسلمانوں سے) یعنی جب ان کے شیاطین کہیں کہ تم تو ایمان والوں سے بھی ملتے ہو اور کلمہ بھی پڑھتے ہو تو یہ جواب دیتے ہیں۔"

یہ حکمران تو:

اسلام و بانی اسلام کے کیا وفادار ہوں گے جو اس ملک اور اس کے غریب عوام کے ساتھ مخلص نہیں اور ان عوام کو روزانہ مروانے کے لئے امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دے رکھی ہے اور پاکستان کی سرحدیں اسے استعمال کے لئے بخشش کی ہوئی ہیں۔

روزانہ بیسیوں مسلمانوں کو ان حملوں کے ذریعہ مروانا ان کا معمول ہو چکا ہے جبکہ کسی ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنا اہل جہنم کا فعل ہے ملاحظہ ہو۔

جو شخص کسی ایک مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے وہ جہنمی ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡھَا (سورۃ النساء، آیت ۹۳)

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے پس اس کی جزا جہنم ہے مدتوں اس میں رہے گا۔"

اور جب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

قَتۡلُ الۡمُؤۡمِنِ اَعۡظَمُ عِنۡدَ اللہِ مِنۡ زَوَالِ الدُّنۡیَا۔

(الحدیث، تفسیر ضیاء القرآن)

"مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک (پوری) دنیا کے زوال سے بھی بڑا جرم ہے۔"

گزشتہ اوراق میں ہم نے قرآن وسنت سے حکمرانوں کے فرائض میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مسلمانوں ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام باشندوں کے جان و مال کا تحفظ حکومت کا فرض ہے۔

یہ کیسا تحفظ ہے کہ آئے دن ان کو بموں سے اور ڈرون حملوں سے اڑائے جانے کے ساتھ ساتھ ان پر مہنگائی کا عذاب، بجلی کی لوڈ شیڈنگ، گیس کی لوڈ شیڈنگ، توانائی کا بحران مسلط کئے ہوئے ہیں۔

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ملک اندرونی و بیرونی عدم تحفظ کا شکار ہے ان حالات کا ذمہ دار کون ہے؟ یہی ہمارے حکمران ہی تو ہیں تو جو حکمران ملک وملت کے اور اس کے عوام کے ساتھ مخلص نہیں ہیں وہ ناموس رسالت اور قرآن وسنت سے کیا مخلص ہوں گے۔

اور جنہیں سورۂ اخلاص صحیح پڑھنی نہ آتی ہو (جیسا کہ ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا ہے) تو انہیں گستاخ رسول کی سزا کا قانون قرآن وسنت کیا معلوم ہوگا؟ اور یہ ہماری اپنی ہی بداعمالیوں اور بے احتیاطیوں کا نتیجہ ہے کیونکہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

گستاخ رسول کے قاتل پر قصاص نہیں ہے۔ (الحدیث):

مولائے کائنات تاجدار ہل اتی شیر خدا باب مدینۃ العلم حضرت مولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ شَتَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸)

ترجمہ: ''از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ روایت است از امیر المومنین رضی اللہ عنہ کہ زنے ابوداز یہود کہ دشنام میکرد آنحضرت راوحی افتاد ردآنحضرت بطعن وغیبت پس خفہ کرد آں زن دامردے تا آنکہ مرد آں زن پس باطل و ہدر گرد انید آنحضرت خون آں را'' (اشعۃ اللمعات ج ۳، ص ۲۶۸، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی بدگوئی میں مشغول رہتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتیٰ کہ وہ مرگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون باطل فرمادیا۔ (مرأت شرح مشکوٰۃ ج ۵، ص ۲۹۰)

مسلک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گستاخ کا خون معاف اور قتل جائز ہے:

اس حدیث پاک میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی ذمی کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے لگے تو وہ اس عہد و ذمہ کو توڑ دیتا ہے جس کی وجہ سے اسلامی حکومت میں اس کو اپنی جان و مال کی حفاظت حاصل تھی اور وہ مباح الدم حربی وہ کافر جس کا خون مباح ہو اس کی مانند ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

(مظاہر حق ج ۳، ص ۵۰۷، مطبوعہ کراچی)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''اگرچہ وہ مدینہ منورہ میں زمیہ ہو کر رہتی تھی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخ عورت جس کا واقعہ روایت مندرجہ بالا میں موجود ہے) مگر پھر بھی یہ حرکت کرتی تھی یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ ذمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اس کا ذمہ ٹوٹ جائے گا اور وہ حربی ہو جائے گا لہٰذا اس کے قتل پر نہ قصاص ہو گا نہ دیت ہمارے ہاں (یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) اس حرکت سے ذمہ باطل نہ ہو گا کیونکہ حضور کی اہانت کفر ہے جب وہ پہلے سے ہی کافر ہے جبکہ خدا کو مانتا ہے مگر رہتا ہے زمی تو اس کفر سے بھی ذمی ہی رہے گا یہ حدیث یا تو منسوخ ہے یا اس کا قتل ذمہ ٹوٹنے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ مسلمان کے دینی طیش کی بنا پر تھا جس کی بنا پر یہ حکم جاری ہوا۔''

(مرآت شرح مشکوٰۃ ج ۵، ص ۲۹۰، مطبوعہ لاہور)

مجھے یہاں پر ان ائمہ کا اختلاف بیان کرنا مقصود ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر گستاخ رسول کو کسی مسلمان نے طیش میں آکر قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے دوسری بات یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اگر کوئی ذمی گستاخ رسول ہو تو اس کو قتل کرنا جائز اور اس کے قاتل پر قصاص نہیں تو جو مسلمان ہو کر گستاخئ رسول کا مرتکب ہو (مرتد ہو جائے) اس کو قتل کرنا بطریق اولیٰ جائز ہے اور اس قاتل سے قصاص نہ لینا زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ مرتد ہو گیا ہے اور مرتد کی سزا ہی قتل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ (سورۃ المائدہ، آیت ۳۳)

"بلاشبہ سزا ان لوگوں کو جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی یہ ہے کہ انہیں (چن چن کر) قتل کیا جائے۔"

یعنی جو اللہ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کر کے قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتا ہے وہ گویا اللہ اور اس کے رسول کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۱، ص ۴۶۴)

مرتدین قیامت کے دن روسیاہ ہوں گے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ ۚ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾

(سورۃ آل عمران: آیت ۱۰۶)

''اس دن بہت سے منہ سفید (منور) ہوں گے اور بہت سے منہ کالے ہوں گے پس جن کے منہ کالے ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کہ تم ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے تھے؟ تو تم نے جو کچھ کفر کیا اس کے بدلے میں عذاب چکھو۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادنیٰ سی توہین کرنے والا کافر ہے:

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''اگر کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کو ''چھوٹا سا بال'' کہا تو وہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے یوں کہا: ''محمد درویشک بود'' (یعنی محمد ایک چھوٹے فقیر تھے) یا یہ کہا کہ ''پیغمبر کا کپڑا بدبودار اور میلا کچیلا تھا'' یا یہ کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناخن بڑھ رہے تھے'' تو بعض علماء کے نزدیک وہ بلا کسی قید کے کافر ہو جائے گا جبکہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ اس صورت میں کافر ہو گا جب کہ وہ یہ بات بطریق اہانت کرے۔

اگر کسی نے ایسے شخص کو گالی دی جس کا نام محمد یا احمد تھا یا اس کی کنیت ابو القاسم تھی اور اس کو یوں مخاطب کیا کہ ''اے زانیہ کی اولاد'' تو کافر ہو گیا بشرطیکہ (اس کا مقصد ہر اس شخص کو یہ گالی دینا ہو جس کا نام محمد یا احمد ہو یا اس کی کنیت ابو القاسم ہو اور اس طرح) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی بھی اس کے پیش نظر ہو۔

(مظاہر حق ج ۳، ص ۵۴۵، ۵۴۶ مطبوعہ کراچی)

ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فلاں چیز مثلاً کدو کو بہت پسند فرماتے تھے اگر سننے والے نے جواب میں کہا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو یہ کفر ہے امام ابو یوسف سے بھی یہی منقول ہے لیکن بعض متاخرین علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ بات کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا'' بطور اہانت کہی ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ کافر نہیں ہوا۔

ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے تھے'' اگر سننے والے نے کہا ''یہ کوئی اچھی چیز نہیں'' تو وہ کافر ہو گیا۔ (مظاہر حق ج ۳، ص ۷۵۴، مطبوعہ کراچی)

تو جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قانون کو ہلکا جانتے ہوئے کالے قانون کا نام دے اس کے متعلق کیا کہا جائے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخ کو آپ نے کافر قرار دیا اور اس کا خون مباح فرمایا:

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

وَفِي الْحَدِيثِ اَنَّ رَجُلًا لَيَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّكْفِيْنِيْ عَدُوِّيْ فَيَكُوْنُ كَافِرًا حَلَالَ الدَّمِ۔ (الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ص ۲۷)

''اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے دشمن سے بدلہ لے کیونکہ وہ کافر ہو گیا ہے اور اس کا خون بہانا (یعنی اسے قتل کرنا) حلال و جائز ہے۔''

کعب بن اشرف کے قتل کی وجہ کیا تھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

لِاَنَّهُ نَقَضَ عَهْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَجَاهُ وَسَبَّهُ (شرح مسلم نووی)

''اس لئے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئے گئے ایک عہد کو توڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجو کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔''

ابو رافع حجازی کے قتل کی وجہ کیا تھی حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ اَبُوْرَافِعُ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری شریف ج ۲، ص ۵۷۷)

''ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیا کرتا تھا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند انصاری نوجوان کو بھیج کر اس کو قتل کروا دیا۔

بقول درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم کہ:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کرو جس کے لئے ساری کائنات کو تخلیق کیا گیا ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا وہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کی غلامی عین ایمان ہے اور جن سے بغاوت و غداری عین کفر ہے۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

مرتد کسے کہتے ہیں؟

صاحب مظاہر حق علامہ نواب محمد قطب الدین دہلوی لکھتے رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ:

"مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے یعنی ایمان و اسلام کے نورانی دائرہ سے نکل کر کفر و شرک کے ظلمت کدوں میں چلا جائے۔

(مظاہر حق ج ۳، ص ۵۷۲، مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! ذرا غور کیجئے کہ جس شخص نے قرآنی حدود کو وحشیانہ سزائیں کہا وہ قرآنی تعلیمات سے پھرا یا نہیں؟

جس شخص نے قرآنی قوانین کو کالے قوانین کہا وہ قرآنی تعلیمات سے روگرداں ہوا یا نہیں؟

کیا قرآن کریم سراسر دین اسلام ہے یا نہیں؟ قرآن سے روگردانی کرنا دین اسلام سے پھرنا ہی یا نہیں؟ تو ایسا شخص دین سے پھر کر مرتد ہوا یا نہیں؟ اور جو مرتد ہوا اسکی سزا قتل ہے یا نہیں؟

مرتد کی سزا قتل ہے:

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّ بُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَاقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ

(مشکوۃ شریف ۳۰۷: بخاری شریف ج)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ زندیق حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی خدمت میں لائے گئے تو انہوں نے ان کو جلا ڈالا پھر جب اس بات کی خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا۔

امام ابو یوسف نے گستاخ رسول کو قتل کرنے کیلئے تلوار نکال لی:

شہنشاہ خطابت افتخار ملّت فیض پروردۂ سرکار لاثانی میرے محبوب خطیب بلکہ عالم اسلام کے محبوب خطیب حضرت صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ طارق آبادی اپنی کتاب ''گستاخ رسول کی سزا'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''شرح فقہ اکبر میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ خلیفہ ھارون رشید کے دسترخوان پر کدّو پک کے آیا کسی نے کہا کہ کدّو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا دوسرے نے کہا کہ مجھے پسند نہیں ہے تو حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قتل کرنے کے ارادہ سے تلوار نکال لی اور فرمایا: تو مرتدّ ہو گیا ہے ''اس نے توبہ کر لی''۔ (گستاخ رسول کی سزا، ۷۷ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

جو شخص نبی علیہ السلام کی والدہ کو گالی دے:

نبی کریم علیہ السلام کے متعلق تو بہت دور کی بات ہے جو ملعون نبی کریم علیہ السلام کی والدہ، ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کر لے اس کے متعلق علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ

مَنْ سَبَّ اُمَّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یُقْتَلُ مُسْلِمًا اَوْ کَافِرًا

(الصارم المسلول ص ۵۲۵)

جو شخص نبی کریم علیہ السلام کی والدہ کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے وہ مسلمان ہو یا کافر نبی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی توہین کرنے والا کافر اور واجب القتل ہے نبی علیہ السلام کی پسندیدہ چیز کی توھین کرنے والا کافر اور واجب القتل ہے نبی علیہ السلام کی ادنیٰ سی توہین کرنے والا کافر اور واجب القتل ہے اسطرح نبی کریم علیہ السلام کے قانون کو کالا قانون کہنے والا بھی کافر اور واجب القتل ہے اسطرح نبی کریم علیہ السلام کے گستاخوں کو معافی دلوانے کی جدوجہد کرنے والا بھی کافر اور واجب القتل ہے اس طرح حضور کی مقرر فرمودہ سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہنے والا بھی کافر اور واجب القتل ہے............ حکمرانو سن لو پاکستان کے مسلمان کٹ تو سکتے ہیں لیکن کسی گستاخ رسول کو برداشت نہیں کر سکے کیونکہ یہ ملک امام الانبیاء علیہ السلام کے عاشقوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین نافذ کرنے کے لئے نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے بنایا تھا گستاخیاں کرنے کے لئے نہیں اور نہ ہی گستاخان رسالت کو کھلی چھٹی دینے کیلئے اگر تم یہ ذمہ داریاں نبھا نہیں سکتے تو حکومت چھوڑ دو اور وہیں دفع ہو جاؤ جہاں تمہارے انگریز آقا ہیں اس ملک کی اور ملک کی عوام غریب کی جان چھوڑ دو............ اور اگر ان عشاقان رسالت پر حکومت کرتی ہے تو ایک ہی راستہ ہے کہ غلامان رسول بن جاؤ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ممانعت فرمائی ہے کہ کسی شخص کو ایسے عذاب میں مبتلا نہ کرو جو اللہ کے عذاب کی طرح ہو جیسے کسی کو آگ میں جلانا بلکہ میں ان کو قتل کر دیتا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر دو"۔ (بخاری)

اس حدیث کی شرح میں علامہ نواب محمد قطب الدین صاحب دہلوی نے لکھا کہ:

''اصل میں'' زندیق یہ مجوسیوں کی ایک قوم کا نام ہے جو ڈردشت مجوس کی اختراع کی ہوئی ہے کتاب زند کے پیروکار ہیں لیکن اصطلاح تمام میں ہر ملحد فی الدین کو زندیق کہا جاتا ہے چنانچہ یہاں بھی زندیق سے وہ لوگ مراد ہیں جو دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں جن لوگوں کو زندیق کہا گیا ہے وہ دراصل عبداللہ ابن سبا (یہودی) کی قوم میں سے کچھ لوگ تھے جو حدود اسلام میں فتنہ وفساد برپا کرنے اور امت کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ کے بارہ میں خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے اس عظیم فتنہ کا سر کچلنے کے لئے ان سب کو پکڑوا بلایا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ سب توبہ کریں اور یہ فتنہ پھیلانے سے باز رہیں لیکن جب انہوں نے اس سے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ جلوائی اور ان سب کو آگ کے اس گڑھے میں دلوا دیا۔

منقول ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذکورہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ:

''بے شک ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اس مصلحت کے پیش نظر ان سب کو جلوا دیا کہ یہی لوگ نہیں بلکہ ان کا عبرتناک انجام دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس قسم کی مفسدہ پردازی سے باز رہیں۔

(مظاہر حق ج ۳، ص ۵۶۰، مطبوعہ کراچی)

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حدود اسلام میں فتنہ و فساد برپا کرنے اور امت کو گمراہ کرنے کیلئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہوں وہ ملحدو بے دین اور کافر و مرتد ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی بھی کرتے ہوں تو ان سے بڑا مرتد کون ہوگا لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے روایت فرمودہ اس ارشاد رسول کے مطابق کہ ''فَاقْتُلُوْهُ'' (ان کو قتل کر دو) انہیں قتل کرنا ضروری ہے تا کہ کوئی اور ملحد اور بے دین بظاہر مسلمان ایسا فعل شنیع نہ کر سکے اور ان سے عبرت پکڑے ہم نے گزشتہ اوراق میں قرآن کریم سے بھی ارشاد خداوندی کے مطابق مرتد کی سزا قتل ثابت کی ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ موذی رسول چاہے وہ قولی ایذا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے یا فعلی ایذا دے مرتد ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت میں لعنت اور عذاب معین کی وعید شدید ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے جا چکے لہٰذا اب اذیت کیسی؟ تو اس کا جواب ہم قرآن کریم سے دیتے ہیں ملاحظہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد از وصال بھی اگر کوئی اذیت دے تو وہ ایذا پہنچتی ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ (سورۃ الاحزاب، آیت ۵۳)

''اور تمہیں زیب نہیں دیتا کہ ایذا دو تم کسی قسم کی اللہ کے رسول کو اور نہ نکاح کرو تم ان کی ازواج مطہرات سے ان کی

وفات کے بعد بھی یہ تمہاری حرکت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی ہے۔''

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

''یعنی ایسی کوئی بات نہ کرو جنہیں حیات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جو آپ کو مکروہ محسوس ہو یا جس سے آپ کو اذیت پہنچے اور حین حیات میں ہی اس کی احتیاط نہ ہو بلکہ بعد وفات بھی نبی کا پاس ادب رکھنا ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا

''اور نہ نکاح کرو تم ازواج مطہرات سے حضور کی وفات کے بعد بھی کبھی۔''

یعنی حضور کو ایذا دینا ان کی ازواج مطہرات سے ان کے بعد نکاح کا خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی اور ایذا رسانی ہے اور اس قسم کا خیال بھی کفر ہے۔

وَفِيهِ مِنْ تَعْظِيمِهِ تَعَالَىٰ لِشَانِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِيجَابُ حُرْمَتِهِ حَيًّا وَّ مَيِّتًا مَالَا يَخْفَىٰ

''اس حکم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شان حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا مظاہرہ اور آپ کی حرمت حیات و وفات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں واجب کی گئی ہے۔'' (تفسیر الحسنات ج۵،ص ۳۹۳، ۳۹۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے نکاح حرام ہے:

امام ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ:

''کسی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیوی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہوگا اس آیت کریمہ میں یہ حرام قرار دیا گیا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں زندگی میں اور جنت میں بھی آپ کی بیویاں ہیں اور مسلمانوں کی وہ مائیں ہیں اس لئے مسلمانوں پر ان سے نکاح کرنا محض حرام ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ج ۴، ص ۲۵۴، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر منورہ میں زندہ ہیں:

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''میں کہتا ہوں کہ تحریم نکاح کا حکم اس وجہ سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی آپ کا وارث بنا اور نہ آپ کی ازواج مطہرات بیوہ ہوئیں۔'' (تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۵۲۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان)

تمہیں زیب نہیں دیتا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچاؤ:

مزید فرماتے ہیں کہ:

''اور تمہیں زیب نہیں دیتا کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ یعنی ایسی باتیں کرو جو آپ کے لئے پسندیدہ نہ ہوں اور تمہیں

اس کی بھی اجازت نہیں کہ آپ کے وصال یا جدائی اختیار کرنے کے بعد آپ کی ازواج میں سے کسی سے کبھی بھی نکاح کرو۔'' (تفسیر مظہری ج ۷، ص ۵۲۳، ۵۲۴، مطبوعہ لاہور)

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپی بیوی سے کہا اگر تجھے یہ بات اچھی لگے کہ تو جنت میں بھی میری بیوی ہوتو میرے بعد کسی اور سے شادی نہ کرنا کیونکہ عورت جنت میں اس کی بیوی ہوتیہ ے جس کی دنیا میں آخری بیوی ہوتی ہے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو حرام کر دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور سے شادی کریں کیونکہ وہ جنت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہیں۔'' (سنن کبریٰ از بیہقی ج ۷، ص ۷۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت: تفسیر درمنثور ج ۵، ص ۶۰۵، مطبوعہ لاہور)

''امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک آدمی کہتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو میں آپ کے بعد فلانہ سے شادی کروں گا یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازیت دیتی تھی۔''

(تفسیر طبری ج ۲۲، ص ۴۹، تفسیر درمنثور ج ۵، ص ۶۰۴، مطبوعہ لاہور)

تمہیں ایسے کام کی اجازت نہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچائے:

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ضیاء الامت ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''ارشاد فرمایا کہ تمہیں کسی ایسے کام کرنے کی اجازت نہیں کہ جس سے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچے تمہارا فرض ہے کہ ہر ایسے کام سے اجتناب کرو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرانی طبع کا باعث بن سکتا ہو۔''

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۴، ص ۸۷، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

قارئین کرام! آیت کریمہ مندرجہ بالا کی ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی اپنی تربیت اقدس میں زندہ ہیں اس لئے ان کی ازواج مطہرات سے نکاح ان کے وصال کے بعد بھی حرام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سے آپ کے وصال کے بعد کسی کا نکاح کرنا آپ کو اذیت پہنچانا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں جن باتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچتی ہے بعد از وصال بھی پہنچتی ہے کیونکہ آپ زندہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاس ادب حیات ظاہرہ کی طرح بعد از وصال بھی ضروری ہے اور بعد وفات بھی آپ کو اذیت کا خیال تک تصور میں لانا کفر ہے۔

اس کے باوجود کوئی کورچشم اور بد باطن مصلحتوں کے پیش نظر ایسا کرے تو وہ قرآن و سنت اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے اس کے لئے کیا حکم ہے آیئے قرآن کریم سے پوچھتے ہیں؟

ایسا کرنے والے کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت ۳۶)

"اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔"

حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"اگرچہ یہ آیت خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے یہ عام ہے کسی مسلمان فرد، قوم، حکومت یا حکومت اسلامیہ کے مقرر کئے ہوئے کسی کمیشن اور قانون ساز ادارہ کو اس امر کا اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو نظر انداز کر کے اپنے لئے کوئی نئی راہ عمل تجویز کرے مسلمان ہوتے ہوئے اطاعت رسول کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔"

ایک طرف ہم سچے مسلمان ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف ادنیٰ سے فائدہ کے لئے ہم احکام اسلام کو بڑی آسانی سے پس پشت ڈال دیتے ہیں ہماری اس دوغلی روش سے اسلام رسوا ہو رہا ہے اور ہم اس سرچشمہ فیض سے فیضیاب نہیں ہو رہے بلکہ دوسروں کی محرومی کا باعث بن رہے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن ۴، ص ۵۹، مطبوعہ لاہور)

ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے والے کھلے گمراہ ہیں:

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

"یہ آیت گو شان نزول کے اعتبار سے مخصوص ہے لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے ہوتے ہوئے نہ تو کوئی مخالفت کر سکتا ہے نہ اسے ماننے نہ ماننے کا اختیار کسی کو باقی رہتا ہے جیسے فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ" یعنی قسم ہے تیرے رب کی لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے آپس کے تمام اختلافات میں تجھے حاکم نہ مان لیں پھر تیرے فرمان سے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ رکھیں بلکہ دل کھول کر تسلیم کر لیا کریں۔"

صحیح حدیث میں ہے کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابعدار نہ بن جائے کہ جسے میں لایا ہوں اسی لئے یہاں بھی اس کے خلاف کی برائی بیان فرما دی کہ اللہ تعالیٰ او اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا کھلم کھلا گمراہ ہے جیسے کہ فرمان ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

"یعنی جو لوگ ارشاد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو ان پر کوئی فتنہ آ پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب ہو۔"

(تفسیر ابن کثیر ج ۴، ص ۲۳۵، ۲۳۶، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

اللہ رسول کی نافرمانی بعض اوقات کفر اور بعض اوقات فسق ہے:

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا "ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا" سے مراد صحیح اور درست نظریہ سے واضح طور پر منحرف ہونا ہے اگر یہ انحراف اور نافرمانی حکم کو مکمل طور پر رد کرنے اور اس کا انکار کرنے کی صورت میں ہو تو یہ کفر ہے اور اگر انحراف اور نافرمانی صرف عملاً ہو تو ایسا انحراف فسق ہے۔"

(تفسیر مظہری ج ۷، ص ۴۹۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

مندرجہ بالا تفاسیر سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان، فرد، قوم، حکومت، یا حکومت کا مقرر کردہ کوئی نمائندہ یا کمیشن، یا قانون ساز ادارے یہ اختیار نہیں رکھتے کہ اپنی مرضی سے احکام قرآن و حدیث و ارشادات خدا و رسول کو تبدیل کر دیں۔

ایسا کرنے والوں کی اس روش کی وجہ سے اسلام رسوا ہو رہا ہے۔

ایسا کرنے والے کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

ایسا کرنے والے یا کافر ہیں یا فاسق ہیں

تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو سزائے موت کا قانون قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے؟

اگر ثابت ہے تو اس کو کالا قانون کہنے والوں نے قرآن و سنت کی مخالفت نہیں کی؟

ان کے ایسا کرنے سے اسلام رسوا نہیں ہوا؟

انہوں نے یہ فعل شنیع کر کے اپنی مرضی سے قرآن و سنت کو تبدیل کرنے کی مذموم کوشش نہیں کی؟

انہوں نے اس فعل کی بدولت کھلی گمراہی میں اپنے آپ کو نہیں مبتلا کیا؟

وہ کافر یا کم از کم فاسق نہیں ہوئے؟

کفار، فساق، گمراہیوں کے لئے قرآن نے کیا حکم دے رکھا ہے؟

ارشادات رسول اور فیصلہ نبوی کو نہ ماننے والے کو قرآن نے ''لَایُؤمِنُوْنَ'' کا سرٹیفکیٹ نہیں دے رکھا؟

کیا ایسے لوگ صرف بظاہر کلمہ پڑھ کر منافقت کرنے والے لوگ نہیں ہیں؟

کیا منافقوں کے بارے فرمان الٰہی موجود نہیں کہ وہ درک اسفل (دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ) میں ہوں گے؟ کیا ارشاد رسول کی تابعداری نہ کرنے والوں کو فتنہ اور عذاب الیم کی وعید نہیں فرمائی گئی؟

کیا پاکستان ان فتنوں سے دوچار نہیں ہے؟

کیا پاکستان میں مہنگائی، بے روزگاری، قتل و غارت گری، دہشت گردی کا عذاب مسلط نہیں ہے؟

ذرا تدبرا اور غور و فکر کریں اگر بنظر انصاف توجہ ہوگی تو ضمیر ضرور ملامت کرے گا اور اگر رائی کے برابر بھی دل میں ایمان ہوگا تو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق ضرور مرحمت فرمائے گا۔

؎ آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اللہ تعالیٰ کے عذاب اور فتنوں میں مبتلا ہونے سے ڈرو:

بجائے قوم کو پکڑ دھکڑ کرنے، مقدمات قائم کرنے، گستاخانِ رسالت کی حمایت میں اقدامات کرنے کے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور فتنوں میں مبتلا ہونے سے ڈرو اور توبہ کا دروازہ بند ہونے، موت آنے سے پہلے پہلے توبہ کرلو ورنہ ارشاد باری تعالیٰ سن لو کہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (سورۃ النور)

"پس ڈرنا چاہیے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان کی کہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آئے۔"

یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی پر مرتب ہونے والے عذاب سے ڈرایا جا رہا ہے۔

احساس اذیت بعد از وصال کا ثبوت:

اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ بعد از وصال سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذیت پہنچانے والوں کی اذیت کو محسوس کیا ہو تو عرض ہے کہ ایسا ہوا ہے ایسے کئی واقعات میں سے ایک دو واقعات ہم عرض کر دیتے ہیں ملاحظہ ہو:

"حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئی اور وہ اس

وقت گریہ فرما رہی (رو رہی) تھیں میں نے عرض کیا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ تو فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ

''میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی کیفیت یہ تھی) کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر مٹی تھی۔''

تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی یہ کیسی کیفیت ہے (جو میں دیکھ رہی ہوں) تو ارشاد فرمایا:

شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا (رواہ الترمذی)

''میں (ابھی) مقتل حسین سے آیا ہوں (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے)'' (مشکوۃ المصابیح ص ۵۷۰، مطبوعہ مکتبہ اصح المطالع مولوی نور محمد، کراچی)

ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو:

مفسر شہیر محدث بے نظیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چند مسلے معلوم ہوئے مومن خصوصاً اہل بیت خصوصاً جناب (امام) حسین (رضی اللہ عنہ) کی تکلیف سے حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قبر شریف میں تکلیف ہوتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے بے خبر نہیں رب فرماتا ہے ''عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ'' (۹:۱۲۸) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے

ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ الخ

(مرات المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۸، ص ۳۹۴، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے:

روایت ہے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک دن دوپہر کو خواب میں دیکھا پراگندہ بال گرد آلود:

بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاٰخِيْرِ۔ (مشکوٰۃ شریف، ص، مکتبہ اصح المطابع نور محمد کراچی)

”آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا۔“

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ:

”اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد از وفات بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے؟ الخ

(مرات شرح مشکوٰۃ، ج ۶، ص ۴۰۴، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

امت کے اعمال بد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (قبر میں) اذیت پہنچتی ہے:

امام الوہابیہ ابن قیم نے یہ حدیث پاک اپنی شہرہ آفاق کتاب ”جلاء

الافہام میں نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری امت کے اعمال مجھ پر (قبر انور میں) پیش کیے جائیں گے تو (امت کے) اچھے اعمال دیکھ کر میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کروں گا اور برے اعمال والوں کی اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہوں گا۔'' (جلاء الافہام فی ذکر الصلوٰۃ والسلام ص، طبقات ابن سعد، کنز العمال ج ۱۱، ص ۱۸۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

معلوم ہوا کہ امت کے برے اعمال سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچتی ہے۔

روضۂ انور میں یہودیوں کی نقب زنی کی حضور کو اذیت پہنچی:

حضرت سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت کا معروف واقعہ جسے سینکڑوں کتابوں میں نقل کیا گیا ملاحظہ ہو شیخ الحدیث علامہ معراج الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی کتاب ''گنبد خضریٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''یہ واقعہ چھٹی صدی ہجری کے اس دور سے تعلق رکھتا ہے جب اسلام دشمنی کے مشترک قدر کو سامنے رکھ کر عیسائی حکمران متحد ہو رہے تھے۔ ۵۵۷ھ میں انہوں نے اسی سلسلہ میں سازش کی کہ مسلمانوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک روضہ اطہر سے نکال لیا جائے کیونکہ یہی وجود مسعود مسلمانوں کی محبت کا مرکز انکی طاقت و روحانیت کا سرچشمہ اور کامیابی کا راز ہے اس مقصد کے لئے انہوں نے دو مغربی عیسائی منتخب کئے اور سمجھایا کہ مدینہ طیبہ جا کر روضہ پاک کے قریب کوئی مکان کرایہ پر لے لیں اور نقب لگا کر تربت

شریف تک پہنچ جائیں اور اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں بے شمار زر و جواہر لے کر یہ دونوں شخص مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ طیبہ آئے اور روضۂ اطہر کے قریب ہی ایک مکان حاصل کر لیا مساکین و غرباء اور ناداروں کو انہوں نے اس طرح نوازا کہ وہ انہیں اپنے شہر میں رحمت کا فرشتہ سمجھنے لگے جب ان کو یقین ہو گیا کہ اہل مدینہ کو ان کی ذات کے ساتھ حسن ظن پیدا ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔"

"رات کو سرنگ کی کھدائی کرتے اور مٹی چرمی تھیلوں میں بھر کر رکھ لیتے صبح باہر نکلتے اور جنت البقیع کی زیارت کے بہانے یہ مٹی وہاں پھینکتے اور دن بھر روضۂ اطہر پر گزار دیتے۔

ان کا یہ سلسلہ عرصۂ دراز تک جاری رہا تا کہ آنکہ یہ سرنگ روضۂ اطہر کے قریب پہنچ گئی اس رات بجلی اس زور سے کوندی جیسے زمین کا سینہ چیر دے گی اور اتنا زبردست زلزلہ آیا کہ جیسے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔

ایک رات سلطان نورالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا:

قرار قلب حزیں پیکر نور بیں، امام الاوّلین و الآخرین سرور کائنات، رحمت عالمیاں نبی الانبیاء، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے طلعت زیبا پہ جلالت کے آثار مایاں تھے آپ نے قہر آلود نگاہوں سے دو سرخ مغربی شخصوں کی طرف دیکھا اور سلطان کو حکم دیا کہ:

"ان سے بچاؤ! یہ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔"

یہ ہوشربا اور حیرت انگیز خواب دیکھ کر سلطان پریشان ہو گیا اس کو تاویل

وتعبیر سمجھ میں نہ آئی پھر آنکھ لگی تو یہی منظر دیکھا تیسری بار بھی یہی واقعہ پیش آیا اب تو سلطان کو یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بات ہے اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلایا جو خلق وسیرت میں سلطان ہی کا چربہ تھے۔

بار بار آنے والے خواب سے مطلع کیا، وزیر نے کہا: مدینہ طیبہ میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے آپ کسی قسم کی تاخیر کے بغیر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو جائیں تاکہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے خلاف نہ ہو میں بھی احتیاط کے طور پر کچھ فوج اور مال واسباب لے کر آپ کے پیچھے پہنچ جاؤں گا۔

سلطان نے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ کی راہ لی سولہ روز بعد یہ مختصر سا قافلہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ سلطان نے سب سے پہلے اپنے آقا و مولیٰ نبی مختار رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دی صلوٰۃ وسلام کے مہکتے پھول پیش کئے اور حیران ہو کر بیٹھ گیا کہ کارروائی کا آغاز کس طرح کرے؟

وزیر جمال الدین نے دریافت کیا کیا آپ ان دو سرخوں کو پہچان لیں گے جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا؟

سلطان نے اثبات میں جواب دیا۔

جمال الدین نے فوراً اعلان کروا دیا کہ سلطان دربار رسالت کی حاضری کے لئے آئے ہیں اور اپنے دست مبارک سے تمام اہل مدینہ کو عطایا اور ہدایا سے نوازنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا تمام لوگ آئیں اور سلطان کے دریائے جود و کرم سے حصہ حاصل کریں۔

سلطان نے آنے والون کو مال بانٹنا شروع کر دیا ہر سائل کو غور سے دیکھتے رہے مگر مطلوبہ لوگ نظر نہ آئے بڑی تشویش ہوئی آخر وزیر نے چھانبین کی پتہ چلا کہ دو مغربی حاجی روضہ شریف کے جوار میں رہتے ہیں وہ نہیں آئے۔

لوگوں نے بتایا وہ تو خود بڑے دولتمند اور فیاض ہیں اہل مدینہ کو انہوں نے مالا مال کر دیا ہے وہ آکر کیا لیں گے؟

مگر وزیر نے حکم دیا انہیں بھی ضرور لایا جائے سلطان نے انہیں پہلی ہی نظر میں پہچان لیا ان کی ظاہری حالت اتنی شاندار اور بزرگانہ تھی کہ شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں تھی مگر سلطان خواب میں ان کی حیثیت دیکھ چکا تھا لہٰذا ان کی رہائش گاہ پر پہنچا وہاں بھی کتابوں اور مشکیزوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا مگر جونہی ایک جگہ سے مصلیٰ اٹھایا نیچے سے سرنگ نظر آگئی یہ دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے اور رنگ فق ہو گئے باز پرس کرنے پر ان دونوں نے ساری سازش سے آگاہ کر دیا سلطان اتنا رویا کہ حد نہ رہی پھر ان کو قتل کر دیا گیا۔

(تاریخ الحرمین، تاریخ المدینۃ المنورہ، عمدۃ الاخبار ص ۱۲۸، گنبد خضریٰ ص ۲۵۳ تا ۲۵۵)

معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر حالات سے باخبر بھی ہیں اور ان کو اپنے دشمنوں سے اذیت بھی اپنی تربت مقدسہ میں پہنچتی ہے اور ان دشمنوں کو قتل بھی اہل اسلام نے کیا ہے۔ آج بھی اگر کوئی گستاخِ رسول اور دریدہ دین سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اس کو قتل کیا جائے گر کیونکہ وہ موذئ رسول ہے اور اگر کوئی اس قانون کو کالا قانون کہتا ہے تو وہ اہل اسلام کا مخالف اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا باغی ہے تو وہ بھی اسی طرح قتل کیا جائے گا۔

تحفظ ناموس رسالت ریلی:

آج ہی اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ کچھ مولیوں نے غلام آباد صدر بازار میں تحفظ ناموس رسالت ریلی نکالی ہے میں بڑا حیران ہوا کہ یہ وہی مولوی ہے جنہوں نے گزشتہ سال ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلوس پر اسی صدر بازار کے آخری چوک میں فائرنگ کی تھی اور عداوت رسول کا ناقابل

تر دید ثبوت فراہم کیا ھا جس کی سزا میں ان گستاخان رسول کی مسجد ضرار پر اور ان کے مکان (دارلندوہ) پر عاشقان رسالت نے حملہ کیا تھا۔

ان ملاؤں نے اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق حکومت پنجاب سے کروڑوں روپیہ بھی اس نقصان کی تلافی کے لئے پنجاب کے وزیر قانون کے اور ایک ایسے ملاں کے ذریعہ جو سابقہ حکومت کے گورنر پنجاب کا مشیر تھا وصول کئے تھے۔

آج وہی ملاں ٹیلی وژن پر موجودہ وفاقی حکومت کی غلامی میں علماء ومشائخ کنونشن منعقد کرتے نظر آرہے ہیں یعنی

گنگا گئے تو گنگا داس اور جمنا گئے تو جمنا داس

دو رکعت نماز اندھیر اور جو عقیدہ تیرا وہی میرا

ان کی یاریاں سابق حکومت سے بھی اور پھر حکومت پنجاب (ن لیگ) سے بھی اور پھر وفاقی حکومت (پی پی پی) سے بھی۔

مذہب ہو تو ایسا جہاں سے ملتا ہو پیسہ

پیسہ ملنا چاہئے چاہے پی پی پی سے ملے یا نون لیگ سے اسی لئے ہم میلاد والے آقا کے جلوس میلاد پر بھی فائرنگ کر لیتے ہیں اور جب بھی اسی آقا کے ناموس کی باری آئے تو ریلی بھی اس کے حق میں نکال لیتے ہیں۔ سبحان اللہ

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

اور

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

بالکل درست ہے جیسے سیاست دان ویسے ان کے ملاں اور ویسے ہی ان ملاؤں کے فتوے کہ نہ ہی ملک ممتاز حسین قادری غازی علم دین ہے اور نہ ہی گورنر

صاحب راج پال ہیں" اور نا معلوم آنے والے وقت میں ان فتووں کا رخ کدھر ہوگا؟

"چور مچائے شور" کا مصداق یہ ملاں:

یہ تو بالکل اسی طرح ہے نا کہ کسی چور نے چوری کی اور جب اس کے خلاف لوگوں نے جلسے کئے جلوس نکالے ایجی ٹیشن کیا تو یہ چور بھی ساتھ شامل ہو کر ان کا ہمنوا ہو گیا یعنی کہ:

"چور مچائے شور والی بات ہو گئی"

گستاخی کرنے والے ان ملاؤں نے گستاخوں کا ساتھ بھی دیا اور گستاخان رسالت کے خلاف ریلی بھی نکال دی اور وہی......!

"چور مچائے شور والی بات ہو گئی۔

لیکن جیسے ایک نہ ایک دن چور پکڑا جاتا ہے ایسے ہی ایک نہ ایک دن یہ ملاں بھی پکڑے جائیں گے! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی انہیں کی نشاندہی فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

؎ سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

اور

؎ آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

اور پھر دوسری جگہ ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

ہم بھی ان دین فروش، ضمیر فروش، فتویٰ فروش ملاوں سے یہی کہتے ہیں کہ یہ حکومتیں آج ہیں کل نہ ہوں گی ایمان نہ بیچو، ضمیر نہ بیچو، فتویٰ نہ بیچو، بلکہ اپنے آپ کو مدینہ طیبہ کی پاکیزہ و مطہر گلیوں میں بیچ کر اعلان کر دو کہ:

؎ سروی اچھی لگی نہ قیصری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی

اور دنیا کو بتا دو کہ "ہم بازار طیبہ میں بک چکے ہیں" انشاء اللہ تمہارے جرموں کی معافی مل جائے گی۔

تعظیم و آدابِ نبوت احادیث مبارکہ نبویہ سے اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے جلالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حدیث مبارکہ حضرت عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ سے بالاسناد مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی محبوب اور میری آنکھوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بزرگ نہ تھا اور مجھ میں یہ طاقت نہ تھی کہ میں آپ کی ہیبت و جلالت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے آنکھوں کو بھر لوں اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت (حلیۂ مبارکہ) بیان کرنے کو کہتا تو میں اس کی بھی طاقت نہ پاتا تھا کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھ بھر کے دیکھا ہی نہ تھا۔"

(صحیح مسلم شریف کتاب الایمان ج ۱، ص ۱۱۲)[1]

---

[1] بحوالہ شفا قاضی عیاض مالکی مطبوعہ لاہور ج ۲، ص ۵۶،

شان صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما:

حدیث مبارکہ ہے ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لایا کرتے جہاں پر یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھا کرتے تھے ان میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی نہ کرتا تھا یہی دونوں صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھتے اور باہم متبسم ہوتے۔ (سنن ترمذی ابوداؤد کتاب المناقب، ج۵، ص ۲۷۴)[1]

گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں:

حدیث مبارکہ حضرت اسامہ بن شریک نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث عالیہ مقدسہ میں بار باب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں طرف اصحاب رضی اللہ عنہ جمع تھے ان کی یہ کیفیت تھی کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ (سنن ابوداؤد کتاب الطب ج ۴، ص ۱۹۲، ۱۹۳)[2]

صحاہ کرام رضی اللہ عنہم سروں کو جھکا دیتے:

حدیث مبارکہ اور آپ کی صفت میں ایک یہ حدیث (بھی) ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سروں کو جھکا دیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔"

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۵۶، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)[3]

---

[1] ایضاً [2] ایضا [3] ایضاً

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا طریقہ

بے مثال عمل صحابہ اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اثر مبارک حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ (اپنے ایمان لانے سے پہلے کا واقعہ) بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ "جب میں (صلح حدیبیہ کے وقت) قریش کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت (اقدس) میں قاصد بن کر آیا تو دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اپ کی انتہائی تعظیم کرتے تھے۔"

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے ہوئے پانی کی طرف جلدی کرتے اور قریب تھا کہ غسالۂ وضو حاصل کرنے کے لئے باہم لڑ مریں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعاب مبارک ڈالتے یا ناک صاف کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلدی سے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے۔

جب کوئی بال (موئے مبارک) جسم (مقدس) سے گرتا تو وہ دوڑ کر اس کو حاصل کر لیتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی حکم فرماتے تو وہ بسرعت (جلدی سے) اس کو بجالاتے جب کلام فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کر لیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تعظیم کی وجہ سے نظر جما کر نہ دیکھتے۔

چنانچہ جب میں قریش کی طرف لوٹ کر گیا تو میں نے ان سے کہا اے گروہ قریش!:

"میں کسریٰ کے ملک میں بھی گیا ہوں اور قیصر (روم) کے ملک میں بھی اور نجاشی کے ملک میں بھی پہنچا ہوں خدا کی

قسم میں نے کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں شان رکھتے ہیں۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے کسی بادشاہ کو کبھی نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہیں جس قدر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔

"بلاشبہ میں نے ایسی ایک قوم کو دیکھا ہے جو کبھی ان کو نہ چھوڑے گی۔" (صحیح بخاری کتاب الشروط ج ۳، ص ۱۷۱)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا:

قارئین کرام! ان روایات مقدسہ و مطہرہ سے معلوم ہوا کہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی حد نہیں۔

تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے مثال روایت قائم کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔

تعظیم مصطفیٰ کے لئے کسی حکم کی ضرورت نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بغیر کسی حکم کے تعظیم کرتے تھے۔

تعظیم مصطفیٰ سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع بھی نہ فرمایا تاکہ گستاخ اسے دلیل ہی نہ بنالیں۔ بے مثال تعظیم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کرنا کوئی شرک و بدعت نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر عمل کرنے کا سرکاری حکم موجود ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ا۔ آج کل عموماً کہا جاتا ہے کہ یہ بریلوی مشرک ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں ایسا کہنے والے لوگوں سے فقیر کا سوال ہے کہ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں آپ کا فتویٰ کہیں امت کے اعلیٰ ترین افراد پر تو نہیں لگ رہا۔ بندہ پرور مصطفیٰ کرنا خدا کو دیکھ کر" فقیر قاری سرور

عَلَيكم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِين
(جامع الترمذی ومشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

''تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔''

نیز فرمایا:

اَصْحَابِی النُّجُومِ بِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْهِمِ اهْتَدَيْتُمْ
(مشکوٰۃ شریف ۵۵۴)

''میرا صحابی ستارے کی مانند ہے کسی ایک کا ان میں سے دامن پکڑو گے ہدایت پاجاؤ گے۔''

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳)

''تم ایمان ایسے لاؤ جیسے لوگ۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا
(سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

''پھر اگر وہ ایمان لائیں اس کی مثل جیسے تم (اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے تو تحقیق وہ ہدایت پالیں۔''

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ تعظیم کس نے اپنایا ہے؟

الحمدللہ ثم الحمدللہ ابتداء سے لے کر آج تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کو اپنانے والے یہ خوش قسمت اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی لوگ ہین جو آج بھی اس سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور گستاخ رسول سرکار کی بے ادبی کرنے

والے کو ایک منٹ کے لئے برداشت نہیں کرتے۔

حکومت کو بھی انہیں دلائل کی روشنی میں عرض کرتے ہیں کہ:

''سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اس دور میں یہی ہے کہ سرکار کے گستاخی کرنے والوں کو نہ تو تحفظ فراہم کیا جائے اور نہ ہی ان کی سرپرستی کی جائے بلکہ ایک منٹ سے پہلے ان سے اس پاک سرزمین کو خالی کیا جائے اور ان کے ناپاک وجود کو جلد از جلد ختم کیا جائے۔''

اگر کوئی فرد یا شخصیت ان عقائد کی منکر ہے اور اس کے برعکس عمل کرتی ہے تو وہ ابوجہل اور شیطان کے پیروکار ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو اور آپ کے پاکیزہ کلمات کا احترام بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح ذات کریمہ مصطفویہ کا احترام لازم ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ (سورۃ الاعراف:۱۵۷)

''پھر وہ لوگ جو آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے اور آپ کی تعظیم وتوقیر کی اور اس نور (کلام پاک) کی پیروی کی جو انکے ساتھ اتارا گیا۔''

لہٰذا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے اتباع، تعظیم وتوقیر کی طرح آپ کے ساتھ نازل شدہ نور کی اتباع اور توقیر وتعظیم ضروری ہے۔

گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور محدثین کا بے مثال طریقہ:

ہم نے ابھی گزشتہ اوراق میں یہ بیان کیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے مودب طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کلام کو سنتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور اثنائے گفتگو وہ اپنے سروں کو جھکائے رکھتے۔

ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش بالاتر
نفس گم کردہ سی آید ابوبکر و عمر انیجا

تو اسی طریقہ کو تابعین ائمہ حدیث سے آج تک کے تمام عاشقان رسالت نے باقی رکھا اور آج بھی محدثین کرام حدیث مصطفیٰ کا ادب اپنی استطاعت کے مطابق بجالاتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور تعظیم گفتگوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

عمرو ابن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے بالاسناد مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

"میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک سال حاضر رہا میں نے نہیں سنا کہ انہوں نے کہا ہو: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) مگر ایک دن حدیث مبارکہ بیان کرتے ہوئے ان کی زبان سے یہ جاری ہو گیا پھر وہ اتنے رنجیدہ ہوئے کہ پیشانی پر پسینہ دیکھا اور وہ ٹپک رہا تھا پھر فرمایا:

"انشاء اللہ عزوجل ایسا ہی ہے یا اس سے کم و زیادہ اس کے قریب قریب۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان کی رگیں پھول گئیں۔ (سنن دارمی ج۱، ص ۸۲)

اللہ اللہ ایہ روایت میں ادب اور احتیاط ہے اور قول مصطفویہ کا ایسا احترام ہے۔

کھڑے کھڑے حدیث مبارکہ کا سماع کرنا ناپسندیدہ ہے:

ابراہیم بن عبداللہ بن قرائم انصاری رحمۃ اللہ علیہ قاضی مدینہ منورہ کہتے ہیں کہ:

"امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ پر گزرے کہ وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے۔"

سو آپ وہاں سے گزر گئے اور فرمایا کہ:

"میں نے ایسی جگہ نہ پائی کہ بیٹھ سکوں اور اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سماعت کروں۔" (الشفا القاضی عیاض ج ۲، ص ۶۲، اردو)

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا پاس ادب ہے ان پاکیزہ ہستیوں کے ہاں گفتگوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اے کاش آج کے علماء بھی اس پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ کی خدمت عالم مرتبت میں آیا اس نے ایک حدیث مبارکہ دریافت کی آپ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے پھر حدیث مبارکہ بیان فرمائی تب اس شخص نے آپ سے عرض کیا میری خواہش تو یہ تھی کہ حضرت لیٹے لیٹے ہی اس حدیث مبارکہ کو بیان فرما دیتے اٹھنے کی زحمت گوارا نہ کرتے آپ نے فرمایا:

"میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث لیٹے لیٹے بیان کروں۔"

(الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ج ۲، ص ۶۲، اردو)

اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر وہ ہنس بھی رہے ہوں اس وقت بھی کوئی انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سناتا تو معاً سن کر اور متواضع ہو جاتے۔ (الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ ج ۲، ص ۶۳، اردو)

ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ اظہار عظمت وجلال کے لئے وضو فرما کر حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیان فرماتے تھے:

حضرت انس بن مالک جب کوئی حدیث بیان فرماتے تو وضو کرتے مودب بیٹھتے اور عمدہ لباس پہنتے پھر حدیث بیان فرماتے:

"مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اہتمام کے بارے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا فرمایا! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے۔" (ایضا)

گویا بیان حدیث میں جتنا بھی اہتمام و ادب ملحوظ رکھا جائے درحقیقت اس سے عظمت شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہوتا ہے۔

بیان حدیث کا اہتمام اور تعظیم گفتگوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مطہرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"جب لوگ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تو پہلے

آپ کی لونڈی (جاریہ) آتی اور ان سے کہتی کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ہے۔ کیا تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ پوچھنے؟"

پس اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں تو آپ فوراً ہی باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے آئے ہیں تو آپ پہلے غسل خانہ جاتے غسل فرماتے خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے عمامہ باندھتے پھر اپنے سر پر چادر لپیٹتے تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اس تخت پر جلوہ افروز ہوتے اس طرح پر کہ آپ پر انتہائی عجز و انکسار طاری ہوتا جب تک درس حدیث سے فارغ نہ ہوتے برابر اگر (بتی) کی خوشبو سلگائی جاتی رہتی دیگر راویوں نے کہا اس تخت پر آپ جب ہی تشریف فرما ہوتے جبکہ آپ کو حدیث رسول بیان کرنی ہوتی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ ج ۲، ص ۶۳، اردو)

ابن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا آپ نے فرمایا:

"میں اسے بہت محبوب رکھتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوب تعظیم کروں میں باوضو بیٹھ کر حدیث بیان کرتا ہوں۔"

فرمایا:

"میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ راستے میں کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کی جائے۔"

اور فرمایا کہ:

"میں یہ پسند کرتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوب

سمجھا کر بیان کروں۔"

(الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ جشانی، ص ۶۴، اردو)

بلا وضو حدیث کی قرأت مکروہ ہے:

ضرارہ بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک بلا وضو حدیث مبارکہ کی قرأت مکروہ ہے اس طرح قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث بیانکرتے اگر بے وضو ہوتے تو تیمم کرلیا کرتے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ یہ حال تھا کہ وہ بلا وضو حدیث بیان ہی نہیں کرتے تھے۔ (الشفا ایضاً)

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وجلالت:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اور آپ حدیث کا درس دے رہے تھے اس حال میں آپ کے سولہ (۱۶) بچھونے ڈنک مارا (شدت الم سے) آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور چہرہ مبارک زرد پڑ گیا مگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قطع نہ فرمایا۔"

پس جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کیا اے ابو عبداللہ! آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی آپ نے فرمایا ہاں:

"میں نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وجلالت کی بنا پر صبر کیا۔" (الشفاء ایضاً)

ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"ایک دن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بازار گیا راہ میں میں نے آپ سے ایک حدیث کے بارے پوچھا تو آپ نے مجھے جھڑکا اور فرمایا کیا تم میرے نزدیک اس سے بزرگ تر

ہو کہ راستہ میں حدیث رسول کو دریافت کرو۔" (الشفاء ایضاً)

امام مالک نے حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سکھایا:

اسی طرح ایک مرتبہ آپ سے جریر بن عبدالحمید قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حال میں حدیث دریافت کی کہ آپ کھڑے تھے تو آپ نے ان کو قید کر دینے کا حکم دے دیا۔

کسی نے آپ سے عرض کیا یا امام یہ قاضی ہے؟ فرمایا

"قاضی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادب سکھایا جائے۔"

(الشفاء شریف ایضاً)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ہشام بن غازی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس حال میں حدیث دریافت کی کہ آپ کھڑے ہوئے تھے تب آپ نے اس کے بیس (۲۰) کوڑے مارے اس کے بعد آپ نے مہربانی فرمائی اور بیس (۲۰) احادیث مبارکہ اس سے بیان فرمائیں۔ (الشفاء ایضاً)

اس وقت ہشام نے کہا کاش آپ رحمۃ اللہ علیہ اور زیادہ کوڑے لگاتے اور زیادہ حدیث پاک بیان فرماتے یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (ایضاً)

عبداللہ بن صالح فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ دونوں بے وضو حدیث کی کتابت نہیں کرتے تھے اور حضرت قتادہ تو حدیث نبوی کی بغیر وضو کے نہ قرأت کرتے تھے اور نہ بیان کرتے تھے اور حضرت اعمش جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو اگر بے وضو ہوتے تو تیمم ہی کر لیتے۔ (ایضاً)

قارئین گرامی قدر!

فقیر سگ سگان کوئے مدینہ سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے بارے احادیث نبویہ و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کر رہا تھا کہ

درمیان میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگوئے مقدسہ کا ذکر آگیا اور تعظیم گفتگوئے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات چل نکلی کہ جس گفتگو کی قسم قرآن کریم میں اٹھائی گئی ہے خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''وَقِیۡلِهٖ'' مجھے اس محبوب کے قیل وقال وگفتگو کی قسم اور مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس گفتگو کے بارے میں فرمایا کہ:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور کسی پنجابی کے شاعر نے ترجمہ یوں کیا کہ:

اوہدا بولنا ربدا بولنا ایں چن توڑ کے جوڑ وکھایا اے

اور کسی نے اپنے عشق کا اظہار یوں کیا کہ:

من موہنے بنی من ٹھاربنی تیری ذات دیاں کیا باتاں نے
توں بولیں تے مونہوں پھل کردے تیری بات دیاں کیا باتاں نے

مزید ملاحظہ ہوں آثار واخبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے بترکات زمین پر گرنے نہ دیتے تھے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ کا سر (انور) مونڈھ رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرداگرد گردش کر رہے ہیں ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر موئے مبارک (بال شریف)

کسی نہ کسی کے ہاتھ پڑے (زمین پر نہ گرے)''

(الصحیح المسلم کتاب الفضائل ج ۴، ص ۱۸۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر طواف کیسا؟ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بے ایمانوں کو جواب اور طواف نہ کرنا:

اس سلسلہ میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ:

''جب قریش نے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بیت الحرام (خانہ کعبہ) کے طواف کی اجازت دی جبکہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے وقت مکہ بھیجا تھا تو انہوں نے طواف کرنے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ کرلیں گے میں ہرگز طواف نہیں کروں گا۔'' (دلائل النبوت للبیہقی ج ۴، ص ۱۳۵)

غایت تکریم وخوف کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسئلہ دریافت نہ کرتے:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک جاہل اعرابی سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۳) (کون اپنی منت پوری کر چکا) کے بارے میں مطلب دریافت کرو کیونکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈرتے اور غایت تکریم کرتے تھے پس اس اعرابی نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اعراض کرتے ہوئے جواب نہ دیا اتنے میں

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
یہ ان میں سے ہیں جنہوں نے اپنی منت کو پورا کرلیا ہے۔"
(سنن ترمذی، کتاب المناقب ج ۵، ص ۳۰۸، ۳۰۹)

عظمت و ہیبت مصطفیٰ:

ضیاء کی حدیث میں ہے کہ:

"جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرفصاء کی نشست پر بیٹھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت و عظمت سے میں کانپنے لگا۔"

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (کاشانہ اقدس کے) دروازے کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔"

براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب کی وجہ سے برسوں اس میں دیر ہو جایا کرتی۔"

(علوم الحدیث ص ۱۹، بحوالہ شفا شریف ج ۲، ص ۵۸، اردو)

بعد از وفات تعظیم و توقیر کا ثبوت (از حدیث نبوی):

حضرت ابو الفضل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اس بات کو خوب یاد رکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت و تعظیم عزت و تکریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ایسے ہی

واجب ہے کہ جیسے آپ کی حیات ظاہرہ میں لازم تھی اور یہ آپ کے ذکر کے وقت اور آپ کی حدیث وسنت آپ کے اسم گرامی اور سیرت مبارکہ کے سنتے وقت اور آپ کی آل و اہل بیت وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر سنتے وقت تعظیم وتوقیر واجب ہے۔" (شفا شریف ج ۲، ص ۵۸، ۵۹، اردو)

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللہِ یُرْزَقُ۔ (مشکوۃ شریف ۱۲۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام (طاہرہ) کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔"

پیغمبر دا جسم مبارک روا نئیں آیا کھاناں:

حضرت ملانا غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ انہی احادیث مدنظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

آتش آب درندیاں تائیں مڈھوں حکم باناں
پیغمبر دا جسم مبارک روا نہیں آیا کھاناں

زمین کو حکم ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاکیزہ مطہرہ جسد انور شریف نہیں کھا سکتی بلکہ اس کا احترام کرتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح بھیڑیے نے حضرت یوسف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق استفسار کرنے پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا اور یہ کوئی بناوٹی بات نہیں ہے بلکہ معتبر کتب

تفاسیر میں موجود ہے ملاحظہ ہو اس کا خلاصہ حضرت افتخار ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے وہ فرماتے ہیں کہ:

''جب بھیڑیے کو زنجیروں سے باندھ کر بیٹوں نے باپ کے سامنے کر دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔''

يَاأَيُّهَا الذِّئْبُ بِئْسَمَا مَا فَعَلْتَ حَيْثُ أَكَلْتَ وَجْهًا كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ

''اے بھیڑیے تو نے میرے چودھویں رات کے چاند جیسے چہرے والے یوسف کو کھایا ہے تو بہت برا کیا ہے۔''

مَا رَحِمْتَ عَلَى ذٰلِكَ الصَّغِيْرِ وَمَا أَشْفَقْتَ عَلَى الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ

''تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا اور تجھے میرے بڑھاپے کا خیال نہ آیا۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھیڑیے سے گفتگو:

فَأَنْطَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِسَانَ الذِّئْبِ قَالَ

''تو اللہ کریم نے بھیڑیے کو قوت گویائی عطا فرمائی تو یعقوب علیہ السلام نے پوچھا اے بھیڑیے:

أَنْتَ أَكَلْتَ يُوسُفَ... قَالَ لَا

''تو نے میرے یوسف کو کھایا ہے؟ (بھیڑیے نے زبان کھولی اور) بولا (میں نے تو) نہیں کھایا۔''

قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ اَوْلَادِیْ" قَالَ لَا

"فرمایا میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے...... بھیڑیے نے عرض کی آپ کی اولاد جھوٹ کہتی ہے۔"

قَالَ وَلِمَ قَالَ

"فرمایا تیرے نہ کھانے کی دلیل؟"

قَالَ لِاَنَّ كَلَامَ الذِّئْبِ كَرَامَةٌ وَالْعَاصِيْ لَيْسَ مِنْ اَهْلِهَا

(بھیڑیے نے ایک محققانہ اور ایمان افروز جواب دیا اور) کہا کہ بھیڑیے کا کلام کرنا کرامت ہے اور کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کو کھانا گناہ اور ظلم ہے اور ظالم اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی اور اگر میں نے یوسف کو کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی۔"

ہم پر انبیاء کے گوشت کھانا حرام ہے:

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ لُحُوْمُ الْاَنْبِيَاءِ حَرَامٌ عَلَيْهَا

پھر بھیڑیے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام عرض کیا اور پھر حتمی جواب دیا کہ:

"ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے" (نزہت المجالس ج ۱،ص ۱۵۱، احسن القصص، ص ۴۹، تفسیر مظہری ج ۵، ص ۱۴۲، ماہ کنعان ص ۱۲۷، ۱۲۸)

کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

"اور، آتش، آب درندے تو رہے ایک طرف انبیاء کرام تو جس مٹی میں دفن ہوں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ (مشکوۃ شریف، ص ۱۲۱)

"کہ تحقیق اللہ کریم نے مٹی پر انبیاء کے جسم مبارک کو کھانا حرام کر رکھا ہے۔" یعنی مٹی نبی کے بدن پاک کو نہیں کھاتی۔

اس لئے ہر نبی اپنی اپنی قبر مین زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔" (ماہ کنعان، ص ۱۳۱)

پتہ چلا کہ نبی جس طرح اس دنیا میں زندہ ہے اسے بھیڑیا کھائے تو اذیت محسوس ہوتی ہے لہٰذا بھیڑیے پر اس کا جسم مبارک کھانا حرام قرار دے دیا گیا تا کہ اذیت نہ پہنچے بالکل اسی طرح نبی اپنی قبر میں بھی زندہ ہے اور زمین کو اس کا جسد منورہ کھانا حرام قرار دے دیا گیا ہے تا کہ اسے اذیت نہ پہنچے۔

نبی کی زندگی اور پھر اس کی تعظیم و توقیر اس کے بدن مبارک کی حرمت بعد از وصال بھی ثابت ہوئی اسی لئے نبی کی قبر کے پاس بھی وہ کام جائز نہیں جو ان کی حیات ظاہری میں جائز نہ تھا مثلاً حضرت ام المومنین سے پوچھا گیا کہ اماں جان آپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تربت مقدسہ پر جاتی تھیں تو بغیر حجاب اسی طرح حضرت ابوبکر الصدیق کے مرقد منورہ پر بھی اسی کیفیت میں لیکن اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے بعد حجاب سے تشریف لے جاتی ہیں تو آپ رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا کہ حضور میرے شوہر ہیں ان سے پردہ نہیں ہے (جیسا کہ حیات ظاہرہ میں نہیں تھا) اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے والد ہیں ان سے بھی پردہ

نہیں ہے جیسا کہ حضور سے نہ تھا اور حضرت عمر فاروق غیر ہیں تو ان سے (جیسے زندگی ظاہری میں پردہ تھا اب بھی) پردہ ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

حَیَاءً مِنْ عُمَرَ رَوَاہُ اَحْمد

"حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے (میں حجاب سے جاتی ہوں) اسے احمد نے روایت کیا۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴، سطر آخری)

تو مسئلہ خوب واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو حقوق حیات ظاہرہ میں تھے وہی بعد از وصال ہیں اور جن امور سے آپ کو حیات ظاہرہ میں اذیت پہنچتی تھی اب بھی پہنچتی ہے۔

روضہ انور کے پاس گفتگو بلند آواز سے کرنا:

اسی لئے قرون اولیٰ سے آج تک کہ علماء محققین محدثین و مفسرین نے یہ فیصلہ فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور کے قریب بلند آوازی سے گفتگو کرنا اسی طرح منع ہے جس طرح آپ کی حیات ظاہرہ میں ممنوع تھی کیونکہ اللہ کریم نے اس سے منع فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ

(سورۃ الحجرات)

اس کا ترجمہ و تفسیر ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اور اس ضمن میں طائف کے دو شخصوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سختی سے روضہ انور کے پاس بلند آواز سے گفتگو کرنے سے منع کرنا خود حضرت عمر اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بلند آواز سے آپس میں بات کرنا اور رب تعالیٰ کا اس سے منع کرنا بھی اسی مقام پر

بیان ہو چکا ہے اور بعد وصال بھی یہ منع ہے کیونکہ اذیت رسول کا باعث ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ابو جعفر سے مناظرہ:

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ:

''ابن حمید سے بالاسناد مروی ہے کہ ابو جعفر امیر المومنین نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں مناظرہ کیا تو امام صاحب نے اس سے کہا اے امیر المومنین اس مسجد میں بلند آواز سے نہ بولو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا کہ تم اپنی آوازوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز (مبارک مطہر) پر بلند مت کرو اور دوسری جماعت کی مدح فرمائی کہ بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پست رکھتے ہیں اور ایک قوم کی مذمت و برائی بیان فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ (الحجرات ۴)

''بے شک وہ جو تمہیں حجروں سے باہر پکارتے ہیں۔''

بلاشبہ آپ کی عزت و حرمت آج بھی اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حیات ظاہرہ میں تھی یہ سن کر ابو جعفر خاموش ہو گیا۔

پھر دریافت کیا اے ابو عبداللہ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوں؟ آپ نے فرمایا! تم کیوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ پھیرتے ہو حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اور تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام کے بروز قیامت اللہ تعالیٰ عزوجل کی جناب میں وسیلہ ہیں بلکہ

تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف متوجہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت مانگو پھر اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرمائے گا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (النساء، آیت ۶۴)

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں۔''

(کتاب الشفاج ۲، ص ۵۹، ۶۰، اردو)

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ بعد از وصال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر اسی طرح لازم ہے جیسے حیات ظاہری میں تھی اور آپ آج بھی اسی طرح آنے والے کو نوازتے ہیں جس طرح ظاہری زندگی میں نوازتے تھے۔ اسی طرح آج بھی آپ کو گستاخیوں کی اذیت پہنچتی ہے جس طرح حیات ظاہرہ میں پہنچتی تھی اور گستاخ رسول آج بھی اسی طرح واجب القتل ہے جس طرح آپ کی ظاہری زندگی میں تھا۔

گورنمنٹ کے نوٹس اور انتباہ:

آج حکومت کی طرف سے علماء کو نوٹس بھجوائے جا رہے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے لٰہذا تم گورنمنٹ کے حق میں بات کرو کیا مطلب؟ یہی کہ ناموس رسالت کی بات نہ کرو اور اس کا تحفظ کرنے والے کی حمایت نہ کرو بلکہ اپنے ایمان کا جنازہ نکالو اور مخالفین ناموس رسالت کی حمایت کرو یاللعجب یہ دور بھی آنا تھا کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے بظاہر کلمہ گو حکمرانوں نے مسلمانوں کو اپنے نبی سے لاتعلق کرنے کی مذموم کوششیں کر کے انگریزی خواہشات کی تکمیل کرنی تھی جسے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سے ہی یوں بیان کر دیا تھا کہ انگریز یہ چاہتا ہے:

وہ فاقہ کشی جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

گورنمنٹ کا مسئلہ جو ہے اس پر گورنمنٹ کی توجہ نہیں ہے اور جو مسئلہ گورنمنٹ کا نہیں اس کی گورنمنٹ کو بہت ہی زیادہ فکر لاحق ہے مثال مشہور ہے کہ:

''قاضی جی دبلے کیوں ہو؟ شہر کا اندیشہ ہے

جس مسئلہ کا ذمہ ذات باری تعالیٰ نے یہ فرما کر خود اٹھالیا کہ

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ (سورۃ انفال، آیت ٦٤)

''یا نبی اللہ! آپ کو اللہ کافی ہے اور مومنین میں سے جس نے آپ کی اتباع کی''

اور یہ فرمایا کر کہ:

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

(سورۃ الانفال، :٦٢)

''اللہ وہی ہے جس نے آپ کی تائید فرمائی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنین کے ساتھ۔''

اور یہ فرما کر کہ:

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (سورۃ المائدہ، آیت ٦٧)

''اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچا کر رکھے گا۔''

حفاظت محبوب (علیہ السلام) کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے ہمارے حکمران اس کے فکر میں کیوں سرگرداں ہیں؟ یہاں تک کہ اس مسئلہ کو خالص ذاتی انانیت کا مسئلہ بنالیا ہے اور کہتے ہیں کہ:

"یہ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے اس میں علماء گورنمنٹ کا ساتھ دیں۔"

یعنی علماء اپنے آقا و مولا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی چھوڑ دیں اور انگریز و انگریز کے خود کاشتہ پودوں کی غلامی میں آجائیں؟

یہ علماء حق کا شیوہ نہیں ہے علماء حق تو وہ تھے کہ جن کی نشاندہی حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمائی ہے کہ:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک جو ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ مخزن اسرار

علمائے حق اور علمائے سوء:

علماء حق اور علماء سو اس دور میں بھی تھے اور اس دور کے علماء سو نے دین اکبری کی بنیاد رکھی اور عداوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شاہی آشیر باد کے ذریعہ پروان چڑھانے کی کوشش کی تو علماء حق کے سرخیل امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ النورانی نے اس کوشش کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور آپ کی اس جدوجہد کے نتیجہ میں سارا شاہی خاندان مریدین مجدد میں شامل ہو گیا۔

میں آج کے حکمرانوں سے بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ واقعۃً مسلمان ہوتو ان مسلمان حکمرانوں کی تقلید کرو اور دشمنانِ رسول سے ناطہ توڑ کر غلامان رسول میں شامل ہو جاؤ ناقدین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے جا حمایت کر کے جہنم نہ خریدو بلکہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس کا تحفظ کر کے جنت کے حقدار بن جاؤ کسی عاشق رسول نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

؎ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور پنجابی کا شاعر کہتا ہے کہ:

؎ کر ذکر مدینے والے دا اس وچہ بھلائی تیری اے
توں ہو جا مدینے والے دا پھر ساری خدائی تیری اے

سرکار مدینہ کے غلام بن جاؤ:

سرکار مدینہ سرور سینہ کے غلام بن جاؤ تو ہر چیز تمہاری غلام بن جائے گی پھر نوٹس بھیجنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی جیسا کہ حدیث پاک کے معتبر کتب میں ہے کہ جنگل کے جانور تک غلامانِ رسالت کے مطیع ہو جاتے ہیں حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس پر شاہد عادل ہے کہ آپ کو ایذا دینے کے لئے جنگل کا شیر بڑھا اور آپ نے اسے آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُوْلِ اللهِ

"اے شیر دیکھنا! میں کوئی عام آدمی نہیں ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہوں تو شیر دم ہلاتا ہوا مودبانہ حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔"

؎ شیر کہا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے
جیہڑے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اونہاں دے
(مشکوٰۃ شریف)

اس لئے گزارش ہے کہ نوٹس بھیجنے کی رحمت گوارا نہ کرو پولیس الرٹ کرنے، مقدمات بنانے، سزائیں دینے کی تکلیف گوارا نہ کرو صرف میرے مدنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لو ساری دنیا کے غلامانِ رسالت تمہارے درمیان فرمانبردار ہو جائیں گے۔

؎ ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

یہ بھی اسی دنیا کے حکمراں تھے!:

وہ بھی اس دنیا کے حکمران تھے کہ جن کے سامنے حضرت قاضی ابو یوسف نے فتویٰ دیا کہ بادشاہِ وقت کے شہزادے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ غذا کی توہین کی ہے لہٰذا یہ واجب القتل ہے تو بادشاہِ وقت نے اس اپنے شہزادے کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا کر ثابت کر دیا کہ مجھے اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس شہزادے سے بھی بڑھ کر محبت ہے اور میں اس گستاخ شہزادے کو اور اس کی محبت کو ناموس رسول پر قربان کرتا ہوں۔

اسی طرح جہانگیر بادشاہ کے دور میں جب علماء سوء نے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے خلاف اسی جہانگیر بادشاہ کی بیوی نور جہاں کے کہنے پر کتابیں لکھیں اور ان کی سزائے موت کا حکم سنایا گیا اور اس کی ملکہ نور جہاں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ان علماء سو کی سفارش کی کہ ان کو چھوڑ دیا جائے اور کچھ نہ کہا جائے تو اس غلام مجدد الف ثانی نے بیوی کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا تھا کہ:

؎ جانِ من! ترا جان دارہ ام ایمان نہ دادہ ام

''جان من! میں نے تجھے جان دی ہوئی ہے ایمان نہیں دیا ہوا۔''

جان تیری ہے، ایمان میرے آقا کا ہے، لہٰذا جان تو دی جاسکتی ہے مگر ایمان نہیں دیا جاسکتا اللہ تعالیٰ ان حکمرانوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آج کے حکمرانوں کو بھی انہیں نوازشات وعنایات سے بہرہ مند فرمائے اور ان کو بھی وہی عشق رسول عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آج کے اخبارات میں ایک وفاقی وزیر کا بیان پڑھا کہ:

''اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرے گا تو سب سے پہلے میں اس کو گولی ماروں گا''

اللہ کرے ایسا ہی ہو مگر یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ تو زمانہ مستقبل میں دیکھا جائے گا کہ مگر زمانہ حال میں تو آپ گستاخ رسول کی حمایت میں سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں لہٰذا اس بیان کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟ ایک اور بی بی (ش ر) نے بیان داغا ہے کہ:

''میں خود بہت بڑی عاشق رسول ہوں۔''

یہ بھی ایک سیاسی بیان ہے کیونکہ اگر یہ بی بی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت والفت اور آپ کا عشق رکھنے والی ہو تو غیروں کے سامنے یوں ننگے سر اور ننگے منہ جلوہ ریزیاں کرتی دکھائی نہ دے اس لئے کہ محبت کرنے والے کبھی اپنے محبوب کا دل نہیں دکھایا کرتے مگر اس بی بی اور اس جیسی دوسری بیبیوں کے ان کارناموں، ان جلوہ ریزیوں سے سرکار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مطہرہ کو اذیت پہنچتی ہے۔

وزیراعظم صاحب نے بھی خود کو عاشق رسول گردانا ہے تو آپ کے متعلق ہم لب کشائی اس لئے بھی نہیں کر سکتے کہ وہ آل رسول ہیں اور گیلانی سادات سے ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یارسول اللہ!:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مگر ساتھ ساتھ دست بستہ یہ عرض بھی کرتے ہیں کہ حضور شاہ صاحب اپنے منصب سیادت پر دھبہ نہ لگنے دیں آپ اس امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک ہیں جن کا درس کربلا یہ ہے کہ:

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

براہِ کرم عظمت آل رسول کی سفید چادر کو داغدار ہونے سے بچائیں آپ کی یہ حکومت فانی ہے مگر وہ حکومت باقی ہے جو آپ کو بذریعہ (آپ کے جد امجد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کے عطا فرمائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (ترمذی شریف)

"جناب حسن اور جناب حسین (رضی اللہ عنہما) دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں۔"

حضور قبلہ پیر سائیں آپ ایک بہت بڑی درگاہ کے سجادہ نشین ہیں آپ کو اس درگاہ کی حرمت کا بھی خیال رکھنا ہے اور اپنے آباؤ اجداد کے دیئے ہوئے اسوہ مبارکہ کا بھی کہ:

سر جائے پر دین نہ جائے ہتھوں ایہہ میں امت نوں سبق پڑھا دتا
لے بھئی مالکا جیویں رضا تیری دامن جھاڑ حسین دکھا دتا

قبلہ وکعبہ گیلانی صاحب! یہ آپ کے اردگرد اکٹھے ہونے والے لوگ آپ کے جد امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخلص نہیں تو بھلا آپ کے ساتھ کیسے مخلص ہو سکتے ہیں؟ جو لوگ ناموس مصطفیٰ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے وہ آپ کی ذات کو کیا اہمیت دیں گے؟ اور جو آپ کی ذات کو اہمیت نہیں دیتے ہمارے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے نہ ان کے کلمہ پڑھنے کی نہ ہی زبانی دعوائے ایمان کی۔

حضور والا! اپنے آپ کو اس ناپاک حصار سے باہر لائیے کہ دین آپ کے نانا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ان کے نانا کا نہیں لہٰذا یہ نقصان آپ کا ہو رہا ہے ان کا نہیں۔

بندہ پرور! ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے کہ کسی عام آدمی کے بزرگوں کی توہین کوئی کرے تو اس کی غیرت بیدار کا اقتضاء کیا ہوگا؟ جبکہ آپ تو خاص الخاص نسل رسول ہیں تو جو آپ کے بزرگوں کی توہین کرے، بزرگوں کے قانون کی توہین کرے، توہین کرنے والوں کی حمایت کرے، ان کو معافی دلوانے کی سعی مذموم کر رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ:

"مجھے فخر ہے میں اور میری بیوی نے اس (گستاخ رسول آسیہ) کو ائیرپورٹ پر رخصت کیا۔"

(انٹرویو ٹیلی وژن بکھوری ۲۰۱۱ء)

اور گستاخ رسول کی سزا موت کو کالا قانون کہہ رہا ہو۔ (مندرجہ بالا انٹرویو)

تو آپ کی غیرت بیدار کا تقاضہ کیا ہونا چاہئے؟ ان دردمندانہ گذارشات کو ردی کی ٹوکری میں ہی نہ پھینک دیں بلکہ ان پر دانشمندانہ غور فرمائیں مجھے امید واثق ہے کہ جب آپ غور فرمائیں گے تو آپ کے قلب ونظر

سے حجابات اٹھ جائیں گے اور آپ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔

گستاخ رسول کی سزا قتل ہے: قرآن و حدیث کے بعد اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

قارئین کرام!

گذشتہ اوراق میں ہم نے قرآن و حدیث کے سینکڑوں شواہد و دلائل سے ثابت کیا کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے اب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اب تک کہ مجتہدین کا اس پر اجماع بھی نقل کر دیتے ہیں توجہ فرمائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق ہیں ان میں سے کسی ایک کا ارشاد ہمارے لئے مشعل راہ ہے جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرا صحابی ستارے کی مثل ہے ان میں سے کسی ایک کا دامن پکڑو گے ہدایت پالو گے، لہٰذا اب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل دیکھتے ہیں تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر راہ ہدایت پر گامزن ہو سکیں۔

مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

سب سے پہلے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سردار خلیفہ اوّل یار غار مصطفیٰ زینت دربار مصطفیٰ رونق بازار مصطفیٰ حامل انوار مصطفیٰ مخزن اسرار مصطفیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل ملاحظہ ہو کہ حضور سیدنا لانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے گستاخ رسول مسیلمہ کذاب کے خلاف آپ نے جنگ فرمائی اور اس جنگ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اس بے ایمان کو واصل جہنم کیا یہ واقعہ تاریخ کی تمام کتب میں سورج کی طرح چمک رہا ہے جو ہمارے لئے سر چشمہ ہدایت ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اس گستاخ رسول کو ان تمام صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے قتل کیا گیا جو اس جنگ میں موجود تھے۔

دیگر گستاخانِ رسالت کا قتل:

کعب ابن اشرف کا قتل صحیح بخاری کتاب المغازی جلد نمبر ۵ ۴ ص ۸۶ صحیح مسلم شریف کتاب الجہاد جلد نمبر ۳ ص ۱۴۲۵ پر موجود ہے۔ اور یہ قتل شرک کی وجہ سے نہ تھا بلکہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اذیت رسانی کی وجہ سے تھا۔

ابو رافع کا قتل صحیح بخاری کتاب المغازی جلد نمبر ۵، ص ۷۷ پر موجود ہے براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا تھا اور دشمنوں کو آپ کے خلاف ابھارتا تھا۔ ابن خطل اور اس کی دو باندیوں کا قتل صحیح بخاری جلد نمبر ۳ ص نمبر ۱۵، صحیح مسلم کتاب الحج جلد نمبر ۲، ص نمبر ۹۰ دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر ۴، ص ۶۲، پر موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم فرمایا کیونکہ وہ آپ کو گانے میں گالیاں دیا کرتی تھیں۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیا کرتا تھا اس پر آپ نے فرمایا:

"کون ہے جو میرے دشمن کو مجھ سے کفایت کرے۔"

تب خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں تو آپ نے انہیں بھیجا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (دلائل النبوت للبیہقی ج ۴، ص ۵۹)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گروہ کفار کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جو آپ کو ایذا دیتا اور گالی دیتا تھا جیسے نفر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ اور فتح مکہ سے پہلے اور بعد ایک گروہ کفار کے قتل کرنے کا وعدہ صحابہ سے لیا چنانچہ وہ سب قتل کر دیئے گئے بجز اس کے جو اس پر گرفت سے پہلے اسلام میں سبقت کر گیا اور بیزاز نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عقبہ بن ابی معیط نے

پکارا: اے گروہ قریش! کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے درمیان گھر کر قتل ہو رہا ہوں۔

(مجمع الزوائد ج ۶، ص ۸۹)

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اس کفر و افتراء کی وجہ سے جو اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باندھتا تھا۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی اس پر آپ نے فرمایا:

''کون ہے جو اس شخص کو مجھ سے کفایت کرے۔''

اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں چنانچہ وہ اس سے لڑے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۵، ص ۳۰۷)

ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتی تھی اس پر آپ نے فرمایا:

''کون ہے جو میرے دشمن کو مجھ سے کفایت کرے۔''

تو اس کی طرف سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نکلے اور اسے قتل کر دیا۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۵، ص ۳۷

اور مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا تاکہ یہ دونوں اس کو قتل کر دیں۔

(دلائل النبوت للبیہقی ج ۶، ص ۲۸۴، مصنف عبدالرزاق فی جامع جلد اوّل ص ۲۶)

علیٰ ہذا القیاس ان دلائل کی روشنی میں امت مرحومہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج کے علما تک اس امر پر اجماع ہے کہ:

''گستاخ رسول کی سزا موت ہے اور اس میں قطعاً تبدیلی،

ترمیم یا کسی طرح نرمی کی گنجائش نہیں ہے۔"

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۸۹، اردو مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"تمام وہ باتیں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بطور سب (گالی) بولی جائے یا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیب جوئی ہوتی ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریفہ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین آ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل میں سے کسی ایک خصلت میں نقصان لاحق ہوتا ہو یا بطریق سب (گالی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تعریض یا اس کے مشابہ لفظ بولے یا برسبیل سب وشتم استخفاف یا تحصیر و تصغیر شان کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نکتہ چینی یا عیب جوئی کرے وہ سب گالی میں شمار ہوگا اور اس کا حکم گالی دینے والے کی طرح حکم قتل ہوگا۔"

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۸۸)

خواہ وہ صراحۃً ہو یا اشارۃً، یہی حکم اس شخص کا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لعنت کرے (معاذ اللہ) یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بددعا کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نقصان کا خواہشمند ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی چیز بطریق مذمت منسوب کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب عالی کے لائق نہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہت عزیز کی طرف کوئی بے ہودہ یا فحش یا بری یا جھوٹ بات کی اضافت کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی ایسی مصیبت یا مشقت کے ساتھ عار دلائے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گذری ہو یا ان بعض عوارض بشریہ جن کا صدور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جائز یا معہود ہے اس کے سبب سے حقیر جا (یہ سب آپ کی اہانت و تنقیص میں شمار ہوں گی) ان

تمام باتوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے علماء وائمہ فتویٰ کا اجماع رہا ہے (کہ جو کوئی گالی دے یا تنقیص کرے اسے قتل کر دیا جائے''۔

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲،ص ۲۸۹، اردو مطبوعہ لاہور)

ابوبکر ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دے وہ قتل کر دیا جائے اور جو عماء اس کے قائل ہیں ان میں۔''

امام مالک بن انس، لیث، امام احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں اور یہی مذہب (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے۔'' (شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲،ص ۲۸۹، اردو)

''سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا اقتضاء یہی ہے ان علماء کے نزدیک'' اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔''

اور (امام اعظم) ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اور ثوری واہل کوفہ اور اوزاعی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی فرمایا ہے یہ سب فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور اسی کے مثل ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے اور طبری نے اسی روایت کی مثل امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا کہ یہ حکم اس کے لئے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تنقیص کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیزار ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرے اور سحنون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دے وہ مثل زندیق مرتد ہے۔

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲،ص ۲۸۹، اردو)

شاتم رسول کافر ہے اس کا حکم قتل ہے:

محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''علماء کا اجماع ہے کہ شاتم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور آپ کی تنقیص

کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ كَفَرَ یعنی جو اس کے کفر اور مستحق عذاب الٰہی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے اور فقیہ ابراہیم بن حسین بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسوں کے قتل کرنے میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کا مالک ابن نویرہ کو قتل کرنے سے حجت پکڑی ہے کیونکہ مالک ابن نویرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صَاحِبُكُمْ (تمہارے ساتھی) سے تعریض کی تھی۔"

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۹۰، اردو)

ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"میں کسی مسلمان کو نہیں جانتا کہ جس نے اس کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان اور ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے "کتاب ابن سحنون" اور "مبسوط" اور اسے مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے "کتاب ابن حبیب" نقل کیا ہے۔ کہ

جو مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب وشتم کرے وہ قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔"

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۹۰)

ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے "عتبیہ" میں کہا:

"جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہے یا گالی دے یا عیب جوئی کرے یا تنقیص شان کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اس

کا حکم امت مسلمہ کے نزدیک قتل زندیق کی مثل ہے کیونکہ بلاشبہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توقیر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھلائی سے یاد کرنے کو فرض قرار دیا ہے اور ''سبوط'' میں عثمان بن کنانہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ جس مسلمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی تو اس کو قتل کر دیا جائے یا زندہ سولی چڑھا دیا جائے اور اسکی توبہ قبول نہ کی جائے اور امام (حاکم وقت) کو اکتیار ہے تو چاہے وہ زندہ سولی پر چڑھا دے یا اسے قتل کر دے۔''

(شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۹۰، ۲۹۱، اردو مطبوعہ لاہور)

اور ابی مصعب و اویس رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہا یا گالی دی یا عیب جوئی کی یا تنقیص شان کر دی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔'' (ایضاً)

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے کہ:

''ہمیں اصحاب مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا آپ کے سوا دیگر انبیاء علیہم السلام کو گالی دی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔'' (ایضاً)

اور اصبغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہر حال میں ایسوں کو قتل کیا جائے خواہ وہ چھپا کر کہے یا

اعلانیہ کہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اس لئے کہ اس کی توبہ مشہور نہیں ہو سکتی۔" (ایضاً)

اور عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور طبری نے اسی کی مثل الشہاب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔"

(شفا قاضی عیاض مالی ج ۲، ص ۲۹۱، اردو مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر، ذرہ کی توہین کرے؟

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ:

"جو یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر ایسی ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذرہ دریدہ (گندی) ہے اور اس سے مراد اس کی عیب جوئی ہو تو وہ قتل کر دیا جائے۔" (شفا قاضی عیاض مالکی ج ۲، ص ۲۹۱)

تو جو اسلام کا زبانی دعویدار سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی پر سزائے موت کے قانون کو کالا قانون کہے اور اس بہت بڑے جرم کو ہلکا جانے اس پہ اجماع امت کا فتویٰ لاگو نہیں ہوگا؟

کیا اس نے عام انسان سے بھی کائنات کے سب سے بزرگ اور بعد از خدا سب رتبوں کے مالک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کو ہلکا جانتے ہوئے گستاخ رسول (آسیہ بی بی) کو معافی دلوانے کی کوشش نہیں کی؟

کیا اس بے دین کی اس ناپاک جسارت پر عالم اسلام کو خاموش رہنا چاہیے؟

کا قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف بیہودہ زبان استعمالکرنے والوں کو ان کی پارٹی اچھا سمجھے گی جبکہ ایسے کروڑوں، اربوں، کھربوں قائد عوام العالمین مصطفیٰ کے زروں پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔ کیا گورنر صاحب بہادر کے خلاف بات کرنے والے کا حکومت ایکشن نہیں لیتی؟ جبکہ ایسے بے شمار گورنر سرکار مدینہ کی گرد راہ پر نثار کئے جا سکتے ہیں؟

آخری گذارش:

فقیر خادم اہلسنّت محمد مقبول احمد سرور جانشین امام خطابت حضرت علامہ پیر غلام رسول سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ نے محض اپنے ایمان کی جلا کے لئے ناکہ کسی کو تنقید کا نشانہ بنانے کے لئے یہ اوراق سپرد قلم کئے ہیں تاکہ بروز محشر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حق غلامی کی زرہ برابر ادائیگی پر سرکار کی خوشنودی حاصل ہو سکے لہٰذا میری اس خالص و مخلص کاوش کو خالص ہی رہنے دیا جائے تاکہ اس میں کسی اور غلاظت و ناپسندیدگی کی آمیزش کی جائے اللہ تعالیٰ نے اس تحریر کے عوض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مقدس کے طفیل فقیر، اس کے والدین اس کی اولاد دوست احباب تمام اہل عقیدت کی مغفرت فرمائے اور بے حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے۔ (آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اختتام

یکم ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ

بروز ہفتہ صبح گیارہ بجے

گستاخ رسول کی سزا موت کے قانون میں ترمیم نہیں کی جائے گی

وزیراعظم نے اسمبلی میں اعلان کر دیا

آج مورخہ ۳ فروری ۲۰۱۱ء بروز ۲۹ صفر ۱۴۳۲ھ بروز جمعرات کے اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ یہ بیان چھپا ہے کہ عزت مآب جناب یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا کے قانون میں ترمیم نہیں کی جائے گی'' ان کے ساتھ ہی محترمہ شیری رحمان صاحبہ کا بھی امید افزاء بیان سامنے آیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بھی بڑی شدت سے یاد آرہا ہے کہ:

اقبال بڑا بدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا تو یہ غازی بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

اگر ان بیانات میں ذرہ بھر بھی صداقت ہوتی تو سب سے پہلے جناب غازی ممتاز قادری کے مقدمات کو ختم کیا جاتا اور ان کو بلا شرط باعزت طور پر بری کیا جاتا کیونکہ انہوں نے اس قانون کے تحت ایک گستاخ رسول کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو!

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② (سورۃ صف آیت ۲)

''کیوں کہتے ہو وہ کہ جو تم کرتے نہیں ہو۔''

لہٰذا صرف کہنے کی حد تک تو یہ بیانات درست ہیں مگر عمل درآمد کی حد تک بالکل نادرست ہیں اس کی وجوہات نا معلوم کیا ہیں؟

جبکہ اس گستاخ رسول کے بیٹے نے ایک روزنامہ کے میگزین میں انٹرویو دیتے ہوئے یہ بیان دیا تھا کہ وہ اپنے باپ کے زنا کی اولاد ہے اور اس نے یہ کہا تھا کہ اس کا باپ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مخالف تھا گویا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسمبلی کے ارکان وعہدیداران کا عقیدہ ختم نبوت اس کو ناپسند تھا اور ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ کی راولپنڈی کی اشاعت روزنامہ جنگ میں اس قسم کی باتوں کا اقرار اس مرزائی نواز منکر عقیدۂ ختم نبوت کی صاحبزادی صاحبہ نے بھی کیا ہے تو کیا ایسے شخص کی پشت پناہی کرنا مذہب سے غداری ہے یا نہیں؟ جس شخص کے گستاخ رسول ہونے پر اس کے گھر کی شہادتیں موجود ہیں پھر اس کو شہید کہنا کتنی بڑی جسارت ہے ہم یقیناً وزیر اعظم کے بیان کو خوش آئند سمجھتے ہیں اور اس کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن اس پر عملی اقدام اٹھانے کی استدعا بھی کرتے ہیں کہ:

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ بیانات صرف وقتی مصلحت کے پیش نظر عشق رسالت کو دبانے کے لئے نہیں بلکہ عملاً قدم اٹھانے کے لئے ہوں گے اور اگر عملاً یہ قدم اٹھا کر عاشقان رسالت اور کروڑوں اسلامیان پاکستان کے قلوب کو ٹھنڈا کر دیا گیا اور محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل کر لی گئی تو یقین جان لیجئے پھر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنانے سے دنیا کی کوئی طاقت روک

نہیں سکتی۔

؎ اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

عقیدہ ختم نبوت:

عقیدہ ختم نبوت ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کی جان ایمان ہے اس پر چودہ صدیاں قبل بھی کسی کا اختلاف نہ تھا نہ رب ہے اور انشاء اللہ نہ آئندہ ہوگا اس عقیدہ کے مخالفین و منکرین سے اصحاب رسول ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگ کی اور منکرین ختم نبوت کو واصل جہنم کیا اسی طرح ہر دور میں منکرین ختم نبوت کے خلاف یہ جنگ جاری رہی جبکہ مسیلمہ کذاب کی طرح گزشتہ صدی کے اندر مسیلمہ پنجاب نے جب سرکار مدینہ تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کی تو مسلمانوں نے اس کا مل کر قلع قمع کیا اپنے وقت کے دو مجدد اور اولیاء کبار حضرت اعلیٰ گولڑوی پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری بانی تحریک پاکستان نے اس کا ہر سطح پر محاسبہ کیا یقیناً مرزا اگر فرار اختیار نہ کرتے اور بادشاہی مسجد لاہور میں حسب وعدہ آجاتے تو نظارہ کچھ اور ہوتا جبکہ حضرت امیر ملت علی پوری نے مرزا صاحب کے نہ آنے پر اس کے خاتمے کا یوں اعلان فرمایا:

"مرزا جھوٹا ہے اس لئے مناظرہ و مباہلہ سے راہ فرار اختیار کر گیا ہے یاد رکھو وہ اپنے باتھ روم میں پلیدی کے اندر منہ لئے ہوئے غلیظ موت مر جائے گا۔"

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ وہ گستاخ رسول اسی طریقہ سے اپنے انجام کو پہنچا اور باتھ روم میں گندگی کے ڈھیر پر مرگیا اس کی ناپاک لاش سے بھی تعن اٹھتا رہا۔

اس لئے جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر ہوگا اور سرکار کا کسی انداز سے بھی گستاخ بنے گا اسی طرح بری موت مرے گا اور واصل جہنم ہو جائے گا خواہ وہ کوئی چھوٹی سطح کا شخص ہو یا کسی بڑے عہدے پر فائز ہو اور ختم نبوت کا سورج ہمیشہ چمکتا دمکتا ہی رہے گا۔

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بالآخر وہی ہوا:

قارئین کرام!

۱۱ فروری سے ۱۹ فروری کے قومی اخبارات میں وہی کچھ پڑھنے کو ملا جس کا ہم نے خدشہ گذشتہ اوراق میں تحریر کیا تھا اور یہ خبر شہ سرخیوں سے چھپی ہے کہ:

''ممتاز قادری پر فرد جرم عائد کر دی گئی۔''

میرا ان حکمرانوں سے یہ سوال ہے کہ:

''کہاں گیا وزیر اعظم کا اسمبلی میں ہونے والا یہ بیان کہ ہم توہین رسالت ایکٹ کو نہیں چھیڑیں گے۔''

اور شیری رحمان اور رحمان ملک کا بیان کہ ہم بھی عاشق رسول ہیں اگر کوئی گستاخی کرے تو سب سے پہلے ہم اسے گولی ماریں گے۔

ہم نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ یہ سیاسی بیانات ہیں اور عاشقان رسالت

کے جذبات پر پانی پھیر نے انہیں خاموش کرانے کے لئے دیئے جا رہے ہیں اور یہی بات آج کھل کر سامنے آگئی ہے ان جیسے مسلمانوں کا عشق رسول اسی قسم کا ہوا کرتا ہے ان پر تو اتنا افسوس نہیں کیونکہ یہ حسباً نسباً انگریز نواز ہیں مگر حضرت پیر گیلانی کے متعلق ضرور دل دکھتا ہے کہ ان کو بھی اپنے گھرانے اور گھرانے کے مورث اعلیٰ کی ناموس کا کوئی احساس نہیں؟

باللعجب! شاہ صاحب کی حکومت میں ایسا ہو رہا ہے کہ ایک عاشق رسول کے قتل کے لئے میدان ہموار کر کے یہودیوں، نصرانیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور کروڑوں عاشقان رسالت کے جذبات کو مجروح کیا جا رہا ہے ایک زانی کو قتل کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے پر تولے جا رہے ہیں ملاحظہ ہوں:

''محبت کی نشانی'' گھر کی شہادتیں ملاحظہ ہوں۔''

(۲۹، مارچ تا ۴ اپریل ۲۰۰۹ کا نعتیہ وار شائع ہونے والا فیملی میگزین لاہور صا ے)

جس میں عنوان ہے کہ ''جب آتش کا والد جوان تھا، گورنر پنجاب اپنے بیٹے کی نظر میں'' مندرجہ بالا صفحہ کے کالم نمبر ا کے درمیان میں نیچے کی طرف یہ سرخی لگی ہوئی ہے کہ:

''آتش تاثیر سلمان تاثیر اور بھارتی خاتون ''تولین سنگھ'' کی محبت کی نشانی ہے۔''

نظریہ پاکستان کے مخالف:

اسی سرخی کے نیچے یہ تحریر موجود ہے کہ:

''آتش تاثیر (سلمان تاثیر کا بیٹا) کا کہنا ہے کہ وہ ہر لحاظ سے

بھارتی ہیں انہیں بھارتی تہذیب وثقافت پسند ہے وہ نظریہ پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے۔"

(فیملی میگزین ۲۹، مارچ تا ۴اپریل کالم نمبر۱)

محبت کا نتیجہ......ناجائز بچہ:

ایک پاکستانی سیاستدان سلیمان تاثیر اور بھارتی صحافی "تولین سنگھ" کے درمیان تعلقات کے نتیجے میں ایک بچہ (آتش تاثیر) پیدا ہوتا ہے بچے کی پیدائش کے بعد ایک برس کے عرصے میں ہی سلیمان تاثیر اور تولین سنگھ کی ایک دوسرے کے لئے محبت سرد پڑ جاتی ہے۔

(فیملی میگزین ۲۹ مارچ تا ۴اپریل ۲۰۰۹، صاے کالم نمبر۱)

ذہنی کشمکش:

ایک پاکستانی مسلمان اور بھارتی سکھ خاتون کی اولاد ہونے کی وجہ سے انہیں آتش تاثیر کو ایک عجیب وغریب ذہنی کشمکش کا سامنا رہا ہے۔

(فیملی میگزین ۲۹ مارچ تا ۴اپریل ۲۰۰۹، صاے کالم نمبر۱)

نماز نہ پڑھنے، روزہ نہ رکھنے، سور کا گوشت کھانے والا نام کا مسلمان:

"آتش تاثیر کہتے ہیں ان کے لئے یہ بات ناقابل فہم تھی وہ شخص ان کے والد سلیمان تاثیر کس طرح انہیں اسلام کے خلاف مذموم پراپیگنڈا کے لئے تنقید کا نشانہ بنا سکے ہیں جبکہ وہ تو خود بھی فقط نام کے مسلمان ہیں وہ ہر شام سکاچ پیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں حتیٰ کہ سور کا گوشت بھی کھا لیتے ہیں۔

(فیملی میگزین ایضاً)

قارئین گرامی قدر!

اس انٹرویو میں اور بھی بہت کچھ ہے مگر میں صرف اسی قدر حوالہ دینے کے بعد حکمرانوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک ایسا انسان جو نام نہاد مسلمان ہو اور جس کی اولاد سکھ عورت سے بھی پیدا ہو اور وہ اولاد نظریہ پاکستان کو تسلیم بھی نہ کرتی ہو۔ جو نماز نہ پڑھتا ہو، روزہ نہ رکھتا ہو، اسکاچ (شراب) پیتا ہو اور سور کا گوشت کھاتا ہو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کے لئے سزائے موت کا قانون بدلنے اور اسے کالا قانون کہنے کا کیا حق رکھتا ہے؟

ایسے زانی، شرابی، سور خور، بے نماز، بے روزہ گستاخ رسول کو جو شخص قتل کر دے مسلمانوں کے ملک اور مسلمانوں کی حکومت میں اس پر فرد جرم عائد کر دی جائے تو مطلب یہ نکلا کہ حکومت ایک زانی شرابی سور خور نام نہاد مسلمان، گستاخ رسول رسول کو اہمیت وحمایت دے کر اپنی اسلام دشمنی، قرآن دشمنی اور رسول دشمنی کا ثبوت مہیا کر رہی ہے اور جو حکومت کا فرض تھا ایک مسلمان حکومت ہونے کے ناطے اس کو پورا کرنا چاہئے تھا وہ جس شخصیت نے پورا کر دیا حکومت اسے مروانا چاہتی ہے تا کہ امریکہ راضی ہو اور انگریز دوستی کا ثبوت فراہم ہو سکے کیا یہ مسلمانوں کی حکومت ہے اور کیا یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے یا انگریزی کنٹری ہے اور انگریز کی حکومت؟

شراب رجس، عمل شیطان ہے اس سے بچو (القرآن):

اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾

(سورۃ المائدہ)

''شراب، جوا، بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

سور کا گوشت حرام ہے (القرآن):

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ (سورۃ البقرہ آیت: ۱۷۳)

''تم پر مردہ، خون، سور کا گوشت اور جس پر (بوقت ذبح) غیر اللہ کا نام پکارا جائے حرام ہے۔''

اب جو شخص شراب بھی پیئے اور سور کا گوشت بھی کھائے اور مسلسل کھاتا پیتا رہے کیا وہ ان آیات بینات کا منکر نہیں ہے؟

کیا قرآن کا منکر مسلمان رہتا ہے؟

کیا منکر قرآن کا جنازہ مسلمان فوجی اعزاز کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟

کیا ایسے شخص کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جا سکتا ہے؟

زناء کے قریب نہ جاؤ (القرآن)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾

(سورۃ الاسریٰ، آیت ۳۲)

''اور زناء کے قریب نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور برا راستہ۔''

اب جو شخص سکھ عورتوں سے زناء کرے اور اس سے ناجائز اولاد بھی پیدا ہو کیا وہ اس آیت قرآنیہ کا منکر نہیں ہے؟

کیا ایسا شخص رجم کے لائق نہیں ہے؟

اور اگر وہ زانی، شرابی، سور خور، بے نماز، بے روزہ ہونے کے ساتھ ساتھ گستاخ رسول بھی ہو تو مسلمان حکومت کو اس کی ناجائز حمایت لینی چاہئے یا ایسے گند کو ختم کرنا چاہئے؟

حکومت کی ذمہ داریاں:

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ:

"شراب خور کو قرآنی سزا دے اور اسے کوڑے لگوائے

زناء کار کو قرآنی سزا دے اور رجم کروائے

سور کا گوشت کھانے والے کو حرام کھانے کی تعزیر لگائے۔

گستاخ رسول کو موت کی سزا دے

مگر ایسا تو تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب اسلامی حکومت ہو اور نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نفاذ ہو چکا ہو۔

اور اگر ان سزاؤں پر عمل درآمد کروانے والے خود بھی انہیں سزاؤں کے مستحق ہوں تو پھر کیسے عمل درآمد ہو؟

اسی لئے تو ان قوانین کو کالے قوانین کہا جاتا ہے اور ان سزاؤں کو حیوانی سزائیں قرار دیا جاتا ہے تا کہ ان کا نفاذ ہی نہ ہو سکے اور کھلے عام شراب نوشی کے دور چلیں، زنا کاری ہو اور اسی طرح سور کا گوشت کھایا جائے۔

علماء کی مخالفت اور ان کو ختم کرنے کی سازشیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ

جب تک یہ موجود ہیں شراب نوشی زنا کاری اور سود خوری نہیں ہو سکتی۔

اسی لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا جاتا اور لاؤڈ سپیکر پر تقریر کرنے پر پابندی لگائی جاتی ہے کہ حق کی آواز کو دبا دیا جائے اور یہ کالے سیاہ کارنامے لوگوں کے سامنے نہ آسکیں۔

علماء کرام کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے کیوں دھکیلا جاتا ہے؟ ان پر ناجائز مقدمات کیوں بنائے جاتے ہیں؟ ان کے ساتھ جیلوں میں ناروا سلوک کیوں کیا جاتا ہے؟

اسی لئے کہ پھر کبھی سچی بات نہ کہیں:

اور یہ درباری سرکاری ملاں حلال کو حرام اور حرام کو حلال اسی لئے قرار دیتے ہیں کہ حکومت کو علماء حق سے خطرہ ہے سو وہ ان ملاؤں کی خدمات حاصل کر کے کام چلاتے ہیں اس طرح ان درباری مولویوں کی خوب چاندی ہوتی ہے لیکن علماء حق کا نظریہ ہوتا ہے کہ:

؎ حق بات جو ہو گی وہ سر دار کہیں گے
سرِ داد کہیں گے بار بار کہیں گے

پاکستان کے کروڑوں عاشقانِ رسالت کا مطالبہ:

حکومت پاکستان سے پاکستان کے کروڑوں عاشقانِ رسالت کا مطالبہ ہے کہ عاشق رسول قاتل گستاخِ رسول جناب غازی ممتاز قادری صاحب کے خلاف تمام تر مقدمات واپس لے کر انہیں فی الفور رہا کیا جائے۔

قانون ”گستاخ رسول کی سزا موت ہے“ میں ہر گز ترمیم نہ کی جائے اور ہر گستاخ رسول کو واقعۃً اس کے انجام تک پہنچایا جائے۔

گستاخ رسول کو معافی کا کھاتہ بالکل نہ کھولا جائے تاکہ ایسا ہو ہی نہ سکے کہ کوئی جب چاہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا مرتکب ہو اور پھر معافی مانگ لے۔

خاکپائے ور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

فقیر قادری نقشبندی مجددی رضوی

محمد مقبول احمد سرور

خادم

آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ

آف فیصل آباد

کتابیات

۱	قرآن کریم	۲	تفسیر کبیر
۳	تفسیر درمنثور	۴	تفسیر بغوی
۵	تفسیر ابن جریر	۶	تفسیر طبری
۷	تفسیر ابن کثیر	۸	تفسیر نور العرفان
۹	تفسیر ضیاء القرآن	۱۰	تفسیر مظہری
۱۱	تفسیر الحسنات	۱۲	تفسیر نعیمی مفصل
۱۳	تسیر روح البیان	۱۴	تفسیر روح المعانی
۱۵	تفسیر قرطبی	۱۶	تفسیر جلالین شریف
۱۷	تفسیر خاذن شریف	۱۸	فتح القدیر
۱۹	بخاری شریف	۲۰	مسلم شریف
۲۱	شرح مسلم نووی	۲۲	جامع الترمذیؒ
۲۳	سنن نسائی	۲۴	سنن ابن ماجہ
۲۵	سنن ابوداؤد	۲۶	مشکوٰۃ شریف
۲۷	اشعۃ اللمعات	۲۸	مرآت شرح مشکوٰۃ
۲۹	مظاہر حق	۳۰	دارمی
۳۱	بیہقی	۳۲	سنن کبرائی

۳۳	مسند احمد بن حنبل	۳۴	کنز العمال
۳۵	البدایہ والنہایہ	۳۶	شعب الایمان
۳۷	مصنف ابن ابی شیبہ	۳۸	مصنف عبدالرزاق
۳۹	مجمع الزوائد	۴۰	لسان العرب
۴۱	ضیاء النبی	۴۲	کتاب الشفا
۴۳	گستاخ رسول کی سزا	۴۴	احسن القصص
۴۵	ماہ کنعان	۴۶	مدارج النبوت
۴۷	معارج النبوت	۴۸	شواہد النبوت
۴۹	دلائل النبوت	۵۰	انوار رضا
۵۱	الصارم المسلول	۵۲	شاہنامہ اسلام
۵۳	حدائق بخشش	۵۴	سبل الہدیٰ
۵۵	مسند ابویعلی	۵۶	صحیح ابن حبان
۵۷	السیرۃ النبویہ لابن کثیر	۵۸	تاریخ الخمیس
۵۹	تاریخ اکرمین	۶۰	تاریخ المدینۃ المنورہ
۶۱	طبقات ابن سعد	۶۲	جلاء الافہام
۶۳	گنبد خضریٰ	۶۴	عمدۃ الاخبار
۶۵	علوم الحدیث	۶۶	نزہت المجالس

۶۷	واضح البراہین	۶۸	حفظ الایمان
۶۹	تحذیر الناس	۷۰	براہین قاطعہ
۷۱	تقویۃ الایمان	۷۲	صراط مستقیم
۷۳	بلغۃ الحیران	۷۴	تذکرۃ الرشید
۷۵	مکالمۃ الصدرین	۷۶	تواریخ عجیبہ
۷۷	حیات طیبہ	۷۸	سیرت سید احمد
۷۹	مکتوبات شیخ	۸۰	فیملی میگزین

غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری کی شہادت

یہودی اور قادیانی لابی اور اس کے کارندے اپنے آقاؤں کے حکم پر پہلے ہائی کورٹ سے اور پھر سپریم کورٹ کے حکم پر عاشق رسول تمنائے رسول محب رسول کو ۲۸ فروری کو تختہ دار پر چڑھا دیا۔ عینی شاہد نے بتایا کہ غازی صاحب نے پھانسی والوں کو جو نقاب پہنایا جاتا ہے اُسے پہننے سے انکار کر دیا کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھلے چہرے سے جاؤں اور پھر انہوں نے لبیک یا رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اور جلاد نے تختہ کھینچ لیا۔ غازی صاحب کے یہ آخری الفاظ امت مسلمہ بالعموم اور پاکستانیوں کیلئے بالخصوص امر ہو گئے اور اس وقت اس نام سے تین مذہبی تنظیمیں قائم ہو گئی ہیں۔ غازی صاحب کی شہادت کے بعد عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر افضل قادری اور خادم حسین صاحب کی قیادت میں ایک بے نظیر و بے مثال ڈی چوک اسلام آباد میں دھرنا دیا۔ ظالم وزیر داخلہ نے اُن مجاہدوں پر کھانا پینا بند کر دیا اور کھانا لانے والوں کو گرفتار کر لیا ہمارے بیشمار کارکن زخمی بھی ہوئے اور ہزاروں گرفتار ہوئے اور بالاخر مذاکرات میں گیارہ (۱۱) نکتوں پر مشتمل مطالبات کا وعدہ لے کر اُٹھے جو ابھی تک کافی پورے نہیں ہوئے۔

مزار غازی ملک ممتاز حسین کو اب بہت عالیشان انداز میں تیار کر لیا گیا ہے جہاں جوق در جوق عاشقان مصطفیٰ حاضری کیلئے آتے ہیں۔